



مصطفیٰ ﷺ کی سیرت میں گہرا لہجہ

سید الانبیاء کے پیدائشی نبی ہونے پر ایک بے مثال تحقیق

پروفیسر محمد عرفان قادری



ناشر
فریاد گاہی ڈپارٹمنٹ

مُصْطَفٰی سَلَّمَ
نُبُوْتِیْ مِیْرَانِ مِیْرَانِ
کَمِیْرَانِ مِیْرَانِ

سید الانبیاء کے پیدائشی نبی ہونے پر ایک بے مثال تحقیق

پروفیسر محمد عرفان قادری

ناشر

فریدنگہ ٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

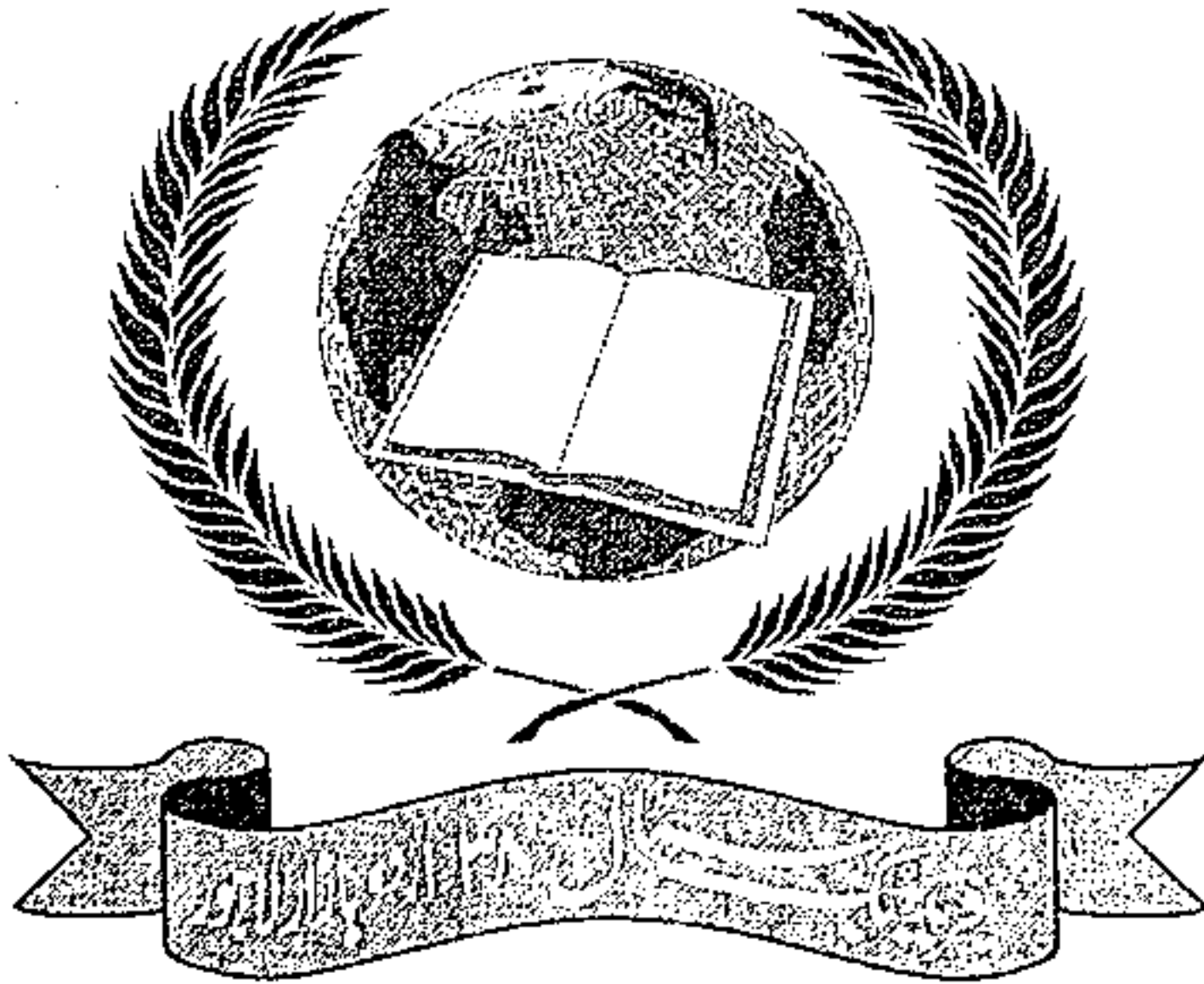
Copyright ©

All Rights reserved

This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں

یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی بھی حیرا، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔



مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور
الطبع الاول: رمضان 1431ھ / اگست 2010ء

قیمت : روپے

Farid Book Stall

Phone No: 092-42-7312173-7123435

Fax No. 092-42-7224899

Email: info@faridbookstall.com

Visit us at: www.faridbookstall.com

فرید بک اسٹال ۳۸- اردو بازار لاہور

فون نمبر: ۰۹۲-۴۲-۷۳۱۲۱۷۳-۷۱۲۳۴۳۵

فیکس نمبر: ۰۹۲-۴۲-۷۲۲۴۸۹۹

ای-میل: info@faridbookstall.com

ویب سائٹ: www.faridbookstall.com

فہرست

نبوت مصطفیٰ ﷺ ہر آن ہر لحظہ

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
66	دلیل پنجم	15	5	الاحدء	☆
68	دلیل ششم	16	5	الانتساب	☆
69	نہ کوئی ملک نہ نبی	17	6	تقریظ	☆
71	دلیل ہفتم	18	8	فتویٰ نمبر ۱	1
72	دلیل ہشتم	19	11	فتویٰ نمبر ۲	2
73	دلائل کا تجزیہ	20	12	فتویٰ نمبر ۳	3
76	تحقیق حدیث	21		حضرت علامہ مفتی محمد نعیم نقشبندی	4
78	ہمارے پسندیدہ تفسیری اقوال	22	13	کا موقف	
79	پہلا دوسرا قول	23		حضرت علامہ مفتی محمد جمیل	5
80	تیسرا قول	24	14	رضوی کا موقف	
81	نبوت سے لاعلم	25	20	دلیل اول	6
95	دوسری آیت	26	33	بخاری فضیلت	7
101	تیسری آیت	27	36	علم الاسماء والسمیات	8
104	الزامی جواب کا تحقیقی جواب	28	38	دلیل دوم	9
105	چوتھی آیت	29	42	دلیل سوم	10
107	گلدستہ سوالات	☆	46	پہلی تاویل	11
107	مہر نبوت	1	59	دوسری تاویل	12
108	والدہ ماجدہ صحابیہ نہیں	2	62	ایک مکروہ عبارت	13
110	بعثت	3	65	دلیل چہارم	14

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
4	عرصہ نبوت	112			
5	جبرائیل علیہ السلام کا نہ آنا	113			
6	نبی اور تبلیغ	113			
7	حضرت خضر علیہ السلام کی تبلیغ	118			
8	علم غیب اور قرآن	118			
9	مکرر نزول نبوت	121			
☆	شیخ الحدیث علامہ اشرف				
	سیالوی دامت برکاتہم العالیہ				
	کی کتاب ”تحقیقات“ کا				
	تحقیقی جائزہ	123			
1	ایک قیمتی مشورہ	124			
2	جواب تقیہ	127			
3	قوائے بشریہ	133			
4	پہلا شق صدر	137			
5	دوسرا شق صدر	139			
6	تیسرا شق صدر	139			
7	نور انیت مصطفیٰ ﷺ	142			
8	وحی خفی	145			
9	جاہل کون	150			
10	امت کے ساتھ موازنہ	150			
11	حرف آخر و شیخ الحدیث والنفسیر				
	حضرت علامہ اشرف سیالوی				
	کے حضور دست بستہ گزارش	153			
☆	کتابیات	155			

الاهداء

بندہ ناچیز اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو سید الانبیاء
قائد المرسلین، خاتم الانبیاء والمرسلین، شفیع المذنبین سیدنا احمد مجتبیٰ
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی بارگاہ مقدس و منور و معطر و مطہر میں انتہائی عقیدت و احترام اور عجز و انکسار
کے ساتھ ہدیہ کرتا ہے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
آپ کا ایک ادنیٰ غلام
محمد عرفان بٹ قادری عفا عنہ ربہ القوی
طالب شفاعت و عنایت و مغفرت و برکت و رحمت ہے۔



الانتساب

میں اپنی اس تالیف کو اپنے شیخ طریقت شیخ الحدیث والفسیر
حضرت علامہ ابو محمد محمد عبدالرشید سمندری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اور

اپنے والد گرامی و والدہ ماجدہ دامت برکاتہما العالیہ
کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کی محبتوں، شفقتوں، عنایتوں اور
دعاؤں کے سائے میں ہی اس بندہ ناچیز کو مطالعہ و تحقیق و تحریر
کا ذوق نصیب ہوا۔



تقریظ

مناظر اہل سنت، فاضل جلیل، ابوالحقائق

حضرت علامہ غلام مرتضیٰ ساقی صاحب مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم، اما بعد!

محبت کا نورانی و مقدس جذبہ جن افراد کے دلوں میں جلوہ گر ہو وہ اپنے محبوب کے عیوب و نقائص پر نظر نہیں رکھتے اور اس کی ذات میں موجود عیب انہیں دکھائی ہی نہیں دیتا۔ لیکن بات اگر ایسے محبوب کی ہو جو مظہر کمالات عالیہ و منبع خصائص وافیہ ہو بلکہ حبیب ذاتِ صمدیہ ہو تو پھر اس کی ذات میں عیب و نقص کا پایا جانا ناممکن بلکہ محال ہے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وجہ تخلیق کائنات اور منبع کمالات

جملہ انبیاء و رسل ہیں۔ جو خوبی یا کمال کسی بھی دوسرے نبی یا رسول میں پایا جاتا ہے وہ اسی طرح یا اس

سے بہتر صورت میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی پایا جاتا ہے اور یہی اکابرین امت کا

موقف و مختار ہے۔ امام بوصری فرماتے ہیں:

”وکلہم من رسول اللہ ملتمس

غرفا من البحر او رشفا من الدیم“

یعنی تمام رسل و انبیاء علیہم السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بحر کرم سے ایک چلو اور

عطا کی بارش کے چند چھینٹے طلب فرمانے والے ہیں۔

نبوت بھی اہم کمالات و فضائل میں سے سب سے عظیم ترین خوبی و وصف ہے۔ حضرت

عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ کمال ان کے بچپن کے اذائل میں عطا فرما دیا لہذا یہ امر ضروری

ٹھہرا کہ وہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو کمالاتِ انبیاء علیہم السلام کے جامع و منبع ہیں وہ بھی اپنے مبارک بچپن میں نبوت کے مقام پر فائز ہوں ورنہ ان کی عمر کے تقریباً چالیس سال حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کی عمر مبارک کے چالیس برسوں سے معاذ اللہ کم تر ثابت ہوں گے۔ لہذا فریق مخالف کی اس تحقیق سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر مبارک گزارنے کے بعد نبوت کے منصب پر فائز کئے گئے علماء و عوام اہل سنت و جماعت میں تشویش کی ایک لہر دوڑ گئی کہ فریق مخالف کو کس بات نے یہ تحریک دی کہ اس مسئلہ کو اتنی ہوا دے اور جماعت اہل سنت میں تفریق و اضطراب کا باعث بنے۔ تذبذب کے ان لمحات کے دوران مسرت و شادمانی کی اس وقت انتہا نہ رہی جب راقم نے فاضل نوجوان پروفیسر محمد عرفان قادری صاحب کی کتاب ”نبوت مصطفیٰ ہر آن ہر لحظہ“ کا مطالعہ کیا۔ کتاب کیا ہے دلائل و براہین کا ایک بحر موجزن۔ ہر لفظ میں متانت و سنجیدگی ہر بات میں وزن۔ آپ نے نہایت عمدہ اسلوب میں آقا علیہ السلام کی بچپن میں نبوت پر دلائل پیش کئے اور پھر اس معوقف کے خلاف پیش کی جانے والی ہر ایک دلیل کا رد مسکت و بلیغ فرمایا۔

اس سے قبل آپ کے درجنوں رسائل و کتب انگلش و اردو زبان میں اندرون ملک و بیرون ملک زیور طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی اس کاوش پر جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کے علم و عمل و صحت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

غلام مرتضیٰ ساقی

جولائی ۲۰۱۰ء



فتویٰ نمبر ۱

کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین درج ذیل مسائل کے متعلق

(۱): کیا وہابیہ نجدیہ سعودیہ یا غیر سعودیہ عقائد رکھنے والے امام کے پیچھے اہل سنت و جماعت حنفی کی نماز ہوتی ہے یا کہ نہیں؟

(۲) نبی الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم پیدائشی نبی تھے یا چالیس سال کی عمر شریف میں نبی ہوئے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں۔

بینوا و تو جروا

المستفتی محمد کاشف اقبال مدنی

شاہوٹ ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ہو اللہ الموفق والصواب (۱) جو بھی بد عقیدہ بد دین بد مذہب امام ہو اس کے پیچھے کسی سنی صحیح العقیدہ کی نماز نہیں ہوتی۔ امام محقق علی الاطلاق رضی اللہ عنہ فتح القدر شرح ہدایہ میں ہمارے تینوں ائمہ مذہب امام اعظم امام ابو یوسف، امام محمد رضی اللہ عنہم سے نقل کرتے ہیں لا تجوز الصلوٰۃ خلف اهل الهواء یعنی بد دینوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ لہذا کسی بد مذہب بد دین بد عقیدہ امام کے پیچھے چاہے وہ نجدی سعودی ہو یا غیر نجدی غیر سعودی ہو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد نمبر ۱، ص: ۲۸۷)

(۲) حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نبی الانبیاء ختم المرسلین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اول نبی ہیں اور آخر بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ هُوَ

الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ الْخ میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کا عہد و میثاق لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اول نبی ہیں نیز ترمذی شریف کی حدیث بروایت سیدنا ابو ہریرہ مروی ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نبوت کب واجب ہوئی؟ تو آپ نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت جلد دوم میں فرمایا۔ اس عالم ظہور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا: کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد یعنی میں اُس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ انی عبد اللہ و خاتم النبیین و آدم لمنجدل فی طینہ۔ بے شک میں عبد اللہ اور آخری نبی اس وقت تھا جبکہ آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔ اور لوگوں کی زبان پر یہ مشہور ہے کہ و آدم بین الماء و الطین یعنی آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ لیکن محدثین فرماتے ہیں یہ لفظ مرتبہ صحت کو نہیں پہنچے، مگر معنی ایک ہے۔ بہر تقدیر تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے ہونا مراد ہے۔ اگرچہ علم الہی میں تمام نبیوں کی نبوت ثابت اور مسلم ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت فرشتوں اور روحوں کے درمیان ظاہر اور معلوم تھی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت مخفی اور پوشیدہ تھی۔ بلکہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک اس جہان میں تمام نبیوں کی روحوں کی تربیت فرمانے والی اور ان پر علوم الہیہ کو پہنچانے والی تھی (مدارج النبوت جلد دوم اردو ترجمہ صفحہ ۱۴)۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۴۴ پر لکھتے ہیں۔ کہ علامہ شمس الدین ابن جوزی اپنے رسالہ میلاد میں ناقل کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت مولیٰ المسلمین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے فرمایا: يَا اَبَا الْحَسَنِ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّْنَ وَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمَحْجَلِيْنَ سَيِّدِ جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ الَّذِي تَبَا وَ اٰدَمَ بَيْنَ الْمَاءِ وَ الطِّيْنِ۔ اے ابوالحسن بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب العالمین کے رسول ہیں اور پیغمبروں کے خاتم اور روشن رو اور روشن دست و پا والوں کے پیشوا تمام انبیاء و المرسلین کے سردار نبی ہوئے۔ جبکہ آدم علیہ السلام آب و گل میں تھے۔ لہذا ان آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدائشی نبی تھے۔ عام طور پر یہ جو مشہور ہے کہ نبوت چالیس سال کے عمر میں ہی ملتی ہے یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ بعض انبیاء کرام کو بچپن میں نبوت دی گئی ہے جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دی گئی جب ان دو حضرات انبیاء کرام کو بچپن میں نبوت عطا ہوئی تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ابتدا نبی ہونے میں کیا استحالہ ہے۔ جبکہ اس کے وقوع پر احادیث شاہد عادل ہیں۔ ہاں! اعلان نبوت اور تبلیغ کا حکم چالیس سال کی عمر میں دیا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، تفسیر تبیان القرآن، مدارج النبوت جلد دوم)

کتبہ

محمد رحمت اللہ

تصدیق

الجواب صحیح واللہ تبارک و تعالیٰ اعلم ورسولہ

فقیر ابوالصالح محمد بخش

جامعہ محدث اعظم رضا نگر، چنیوٹ

29-06-2009

فتویٰ نمبر ۲

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کوئی کہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام چالیس (۴۰) سال سے پہلے نبی نہیں تھے۔ اور آپ کو نبوت چالیس کے بعد ملی ہے۔ اس کے متعلق شرعی حکم اور فتویٰ صادر فرمائیں۔

السائل

قاری محمد شعیب رضوی ولد نذیر احمد

مدرسۃ البنات گلشن مدینہ رضویہ

پر تاب نگر رحمانیہ روڈ، فیصل آباد

2652073 / 0321-7824792

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد

مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ ترمذی یہ ذکر ہے عن ابی ہریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ متی اوجبت لک النبوة قال وادم بین الروح والجسد۔ رواہ ترمذی مشکوٰۃ: ۵۱۳۸۔
بچپن میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا انی عبد اللہ اتنی الکتب وجعلنی نبیاً:
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارہ میں فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اور مجھے کتاب عطا فرمائی اور نبی فرمایا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

ابوالخلیل غفرلہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام

فیصل آباد

نوٹ: قرآن و حدیث سے بچپن سے نبوت ثابت ہے پھر اگر کوئی تسلیم نہ کرے تو دماغ کا

علاج کروائے۔

فتویٰ نمبر ۳

محترم مفتی صاحب! السلام علیکم

دریافت طلب امر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ولادت سے لے کر چالیس برس کی عمر مبارک سے قبل تک نبوت کے منصب پر فائز تھے یا نہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔ بیوا تو جروا۔

العارض

محمد عرفان بٹ

۱۷ اپریل ۲۰۰۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ الجواب: مسئلہ صورت میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر مبارک سے پہلے بھی نبی تھے بلکہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ کی نبوت اس وقت سے ثابت ہے جب حضرت آدم روح و جسد مبارک کے درمیان تھے۔ ترمذی شریف میں ہے عن ابی ہریرۃ قال ، قالوا یا رسول اللہ متی و جبت لک النبوة قال و ادم بین الروح و الجسد، یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں: صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے نبوت کب واجب ہوئی؟ فرمایا: جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔ تو حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ آپ چالیس سال کی عمر مبارک سے پہلے بھی نبی تھے، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد تنویر القادری

(نائب مفتی) جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

24-05-2009

حضرت علامہ مفتی محمد نعیم نقشبندی کا موقف

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

حضور نبی اکرم شفیع معظم خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات اعلان نبوت سے پہلے بھی نبی تھے۔ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے بھی وصف نبوت سے متصف تھے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لاعرف حجراً بمکة کان یسلم علی قبل ان ابعث انی لاعرفه الان رواہ مسلم میں مکہ کے اس پتھر کو جانتا ہوں جو میرے مبعوث ہونے سے قبل مجھے سلام کرتا تھا۔

(مشکوٰۃ، ص: ۵۲۴)

بوقت ولادت باسعادت جو ارباصات رونما ہوئے اور کتب سابقہ میں جو علامات بتائی گئیں ان میں بہت سی علامات کا ظہور اس وقت میں ہوا مثلاً آسمان پر تارے کا طلوع وغیرہ وہ اس بات پر مشعر۔ مزید یہ کہ حضرت بحیرا رہب کا واقعہ، مدارج النبوت شریف میں حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ العزیز نے نقل فرمایا۔ اس میں یہ موجود ہے جب یہ قافلہ پہاڑ پر چڑھنے لگا تو بحیرا نے سنا کہ پہاڑ کا ہر شجر و حجر کہہ رہا ہے السلام علیک یا رسول اللہ اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک پر اس مہر نبوت کو بھی دیکھا اور اس کو اسی طرح پایا جس طرح آسمانی کتابوں میں اُس نے پڑھا تھا۔ بحیرا نے اُسے بوسہ دیا اور آپ پر ایمان لایا۔ بحیرا ان میں سے ایک ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے اظہار نبوت سے پہلے ایمان لائے۔

حضرت علی قاری قدس سرہ الباری نے مرقاۃ المفاتیح میں النبی لاعرف حجراً بمکة الحدیث حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا آپ نے فرمایا:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا سے واپس ہوئے جس درخت و پتھر کے پاس سے گزرتے وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے بھی نبی تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم، یکم شعبان ۱۴۳۱ھ

حضرت علامہ مفتی محمد جمیل رضوی کا موقف

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم، اما بعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا وجوب و ثبوت تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل ہے۔

: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قالوا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

متی وجبت لک النبوة قال و ادم بین الروح و الجسد رواہ الترمذی
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم آپ کو نبوت کب حاصل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس
حال میں کہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مابین تھے۔

:۲ عن العرباض بن ساریۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه قال انی

عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینہ الخ

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا بلاشبہ میں اللہ کے حضور اس وقت خاتم النبیین مکتوب تھا جب آدم علیہ السلام
اپنی مٹی میں مرسم تھے۔

ان دونوں احادیث میں سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق آدم علیہ السلام سے قبل نبی ہونا
لازم ہے اور یہی اہلسنت و جماعت کا مسلم و متحقق مسلک ہے۔ جب سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم
کی بعثت بے مثال ہوئی نبوت عامہ کا ظہور بھی ساتھ ہوا ایسا نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اور جو نبوت مستقل تھی وہ نہ تھی۔ یہ وہابیہ زندقہ خبیثہ ملحدہ کو ہی زبیاں ہے جو ۴۰
سال کے بعد نبوت کے قائل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت خلقی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم - (پ ۳)

اور اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء (کرام) سے پختہ وعدہ لیا الخ۔

اس آیت شریفہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پیدائشی ہے کوئی شخص بھی اس آیت کریمہ کی مغایرت میں نہیں دکھا سکتا کہ جب آپ کی تخلیق ہوئی تو (معاذ اللہ) نبی نہ تھے۔ نفی نبوت کے دلائل آیات و احادیث میں قطعاً نہیں فقط مخرفین و متعصبین کی ہٹ دھرمی ہے۔ نہ معلوم پیدائشی نبی کی نفی کرنے میں مخالفین کو شان نبوت سے کیا عناد ہے۔ آیت شریفہ میں انبیاء کی نبوت کا اثبات ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بیان ہے۔ ہر رسول نبی ضرور ہے۔

نیز عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے:

انى عبد الله اتنى الكتاب و جعلنى نبيا۔

بلاشبہ میں اللہ کا بندہ خاص ہوں مجھے کتاب (انجیل) عطا ہوئی اور مجھے نبی بنایا گیا۔

یہ اعلان حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایام آغاز میں فرمایا جب آپ مہد میں تھے۔ اہل سنت و جماعت کا اعتقاد ہے کہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم تمام مرسلین و انبیاء سے ذات و صفات میں افضل ہیں۔

جب عیسیٰ علیہ السلام طفولیت میں اعلان نبوت فرما رہے ہیں تو نبی کا ہر لحظہ و لمحہ تمام کائنات کے غیر انبیاء کے اعمال و کردار سے افضل و اعلیٰ ہے۔

اگر عیسیٰ علیہ السلام کو پیدائشی نبی مانا جائے اور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال بعد نبی تسلیم کیا جائے تو بقول معارضین کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس سال (معاذ اللہ) عیسیٰ علیہ السلام سے کمتر ہیں یہی وہابیہ غیر طاہرہ کا عقیدہ ہے۔

نیز نبوت اعمال و معاملات سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ فضل خداوندی سے ہے۔

نبوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نبی و رسول سے افضل ہے تمام انبیاء سے حضور کی رسالت افضل آپ کی نبوت اول و افضل ہے۔

ابو محمد جیلانی

رئیس: مرکز مدرسین

جامعہ بریلی شریف شیخوپورہ

یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے زمین کی تخلیق فرمائی اور اسے بنی نوع انسان، جو کہ شاہکار قدرت الہیہ بھی ہے اور اشرف المخلوقات بھی، سے زینت بخشی۔ اس کا روان نوع انسانی کو بہ حفاظت اس کی آخری منزل مقصود یعنی ہر قسم کی نعمتوں، آسائشوں، راحتوں اور مسرتوں کی سر زمین جنت الفردوس میں پہنچانے اور اذیتوں، مایوسیوں اور ہولناک سزاؤں کی آماجگاہ یعنی جہنم سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم تاریخ عالم کے مختلف ادوار میں مبعوث فرمائے۔

اس عالم اجساد میں رشد و ہدایت کے ان تاباں و درخشاں ستاروں کی تشریف آوری کا سلسلہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور آخر میں سابقہ تمام شریعتوں کو منسوخ کرنے کے لیے سلسلہ نبوت اور رسالت کے آخری مہکتے پھول خاتم الانبیاء، امام الانبیاء، قائد المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جو جامع کمالات انبیاء بھی تھے اور پیکر خصائص رسل بھی۔

نہ رکھی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جا باقی

چلتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

عالم اجساد میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو نبوت سے نوازا گیا لیکن اگر اولیت حقیقی دیکھی جائے تو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کو تخلیق فرمایا پھر نور مجسم، شفیع معظم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت منصب نبوت سے سرفراز فرمایا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک

اس جہاں گیر بعثت پہ لاکھوں سلام

یہ مسئلہ کہ آقائے دو جہاں، سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے منصب نبوت پر فائز کیا گیا اور بعثت و شریعت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و مرسلین کے خاتم ہیں اس قدر واضح اور شہرت کا حامل ہے کہ علماء تو علماء عوام الناس کو بھی اس میں کوئی ابہام و تشکیک نہیں۔ مگر شومی قسمت کہ کچھ عرصہ قبل ایک مضمون مطالعہ کے لیے ملا جس میں ہمارے ایک معزز عالم صاحب نے اس موقف سے راہ اعتزال اختیار کرتے ہوئے یہ تحقیق پیش کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ولادت پاک سے لے کر چالیس برس تک نبی نہیں تھے بلکہ صرف مومن تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ولادت مبارکہ سے چالیس برس بعد نبی بنایا گیا۔ راقم الحروف کو سخت حیرت ہوئی کہ مولانا کو بیٹھے بٹھائے یہ کیا سوچھی کہ انھوں نے خواہ مخواہ پہلے ہی سے پریشان حال عوام کے انتشار و اضطراب کے لیے خاطر خواہ سامان اپنے مضمون میں جمع کر دیا۔

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی

ہوتا ہے جو خراب وہ تیرا ہی گھر نہ ہو

مولانا صاحب کے پاس اگر فرصت کے اتنے لمحات تھے تو ایک ظنی مسئلہ پر طبع آزمائی کے بجائے اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کے خلاف کاسہ لیسوں اور ریشہ دوانیوں میں مصروف فتنہ پرور لوگوں کا ردِ بالغ کرتے۔ اسی طرح سے ان دشمنان اسلام کا منہ توڑ و مسکت جواب دیتے جو ”تصور جہاد“، ”مرتد کی سزا“، ”آزادی نظر و فکر“، ”اسلامی سزائیں“، ”حدِ رجم“، ”پردہ“ ایسے موضوعات پر عقلی دلائل سے اسلام کی تعلیمات کا معاذ اللہ تمسخر اڑاتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

راقم الحروف کے دوست احباب نے اصرار فرمایا کہ میں اس مضمون کا جائزہ لوں جو مولانا

شعیب اور علامہ غلام نصیر الدین سیالوی صاحب کی تحقیقات پر مبنی ہے اور اس کا مناسب جواب لکھوں۔ لہذا گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران اس کام کا آغاز کیا اور شب و روز کی مصروفیات کے باوجود ایک مختصر سے عرصہ میں اس مضمون کا جواب لکھ دیا اور حتی الامکان کوشش کی ہے کہ کسی پر بے جا تنقید نہ کی جائے۔

میں مولانا شہزاد صاحب (لابریرین جامعہ نظامیہ لاہور) کا خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے لابریری کی کتب سے استفادہ کی مکمل اجازت بلکہ آزادی دی اور بعض اوقات مجھے میری مطلوبہ کتاب تلاش کر کے فراہم کرتے۔

بندہ ناچیز نے حوالہ جات نقل کرنے میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے لیکن اگر بتقاضہ بشری کوئی لفظی یا فکری غلطی موجود ہو تو معزز قارئین ضرور بہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ حق و صواب قبول کرنے میں تاخیر و کوتاہی نہیں برتی جائے گی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

اے الہ العالمین! میری، میرے والدین، میرے شیخ طریقت، میرے اہل و عیال، میرے بہن بھائیوں، میرے اساتذہ، میرے احباب، میرے قارئین اور مضمون نگار کے ناشرین کی اپنے فضل سے مغفرت فرما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند فرما اور ہم سب کو دنیا اور آخرت کے مصائب و پریشانیوں سے محفوظ فرما۔ آمین

ضروری گزارش: آخر میں میری تمام مسلمان بہن بھائیوں سے گزارش ہے کہ اگر میں نے دانستہ یا غیر دانستہ آپ میں کسی کی دل آزاری کی ہو یا حق تلفی کی ہو جس کا آپ کو علم ہے یا آپ اس سے بے خبر ہیں تو میں آپ سب سے معذرت کی درخواست کرتا ہوں۔ لہذا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پاک کے صدقہ میں معاف فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم نیکی کے بدلے آپ کو آقا و دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمائے۔ آمین

نوٹ: حال ہی میں اس مسئلہ پر شیخ الحدیث حضرت علامہ اشرف سیالوی دامت برکاتہم

العالیہ کی کتاب ”تحقیقات“ منظر عام پر آئی ہے۔ اس کتاب کے آخر میں کتاب ”تحقیقات“ کا مختصر مگر جامع جائزہ لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دلیل اول:

قارئین محترم!

اللہ تعالیٰ قرآن مقدس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عالم بچپن میں کیا گیا کلام نقل فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ اتَّبَنِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا۔ (پارہ: ۱۶، سورۃ مریم، آیت: ۳۰)

”بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے

والا (نبی) کیا۔“ (ترجمہ: کنز الایمان شریف)

اس آیت مبارکہ سے دلالت النص سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے بچپن مبارک میں نبی تھے کیونکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کے بچپن شریف میں ہی نبوت عطا فرمادی تو اصل کائنات، امام انبیاء، منبع کمالات انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بہ طریق اولیٰ اپنے مبارک بچپن میں اس منصب جلیلہ پر فائز تھے۔ کتب اصول فقہ میں دلالت النص سے استدلال کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے۔ قارئین کے ذوق کی تسکین کے لیے ہم صرف دو مثالیں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کو اُف کہنے سے منع فرمایا ہے۔ اب ایک شخص اگر اپنے والدین کو زد و کوب کرے اور کہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جس چیز سے منع فرمایا اور جس کا اعلان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ”اف“ کہنا ہے، زد و کوب اور مار کٹائی سے قرآن پاک نے کب منع کیا ہے تو اس ظالم و معاند شخص کو کہا جائے گا کہ ”اف“ کہنے میں والدین کی کم سے کم دل آزاری و توہین ہے اور ان کو مارنے میں ان کی بہت

زیادہ دل آزاری و ذلت ہے۔ لہذا یہ کام بہ طریق اولیٰ حرام قرار پائے گا۔

اسی طرح اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ جب جمعہ و عرفہ کے ایام چند نعمتوں کی وجہ سے ”عید“ قرار پاتے ہیں تو بارہ ربیع الاول جس دن ہمیں کائنات کی سب سے عظیم نعمت حاصل ہوئی وہ بھی بہ طریق اولیٰ عید قرار پائے گا۔ نیز اس آیت مبارکہ سے دلالت النص سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن میں نبی ہونا صاحب مضمون نے بہ ذات خود تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں، (مضمون، ص: ۲۵) یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ہم محض دلالت النص سے استدلال نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس موقف کے اثبات کے لیے احادیث سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔

اب آئیے ملاحظہ فرمائیں دلالت النص سے دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام میں پائی جانے والی عظمتوں اور رفعتوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اثبات کن کن محقق علماء نے کیا ہے:

○ مجدد وقت امام احمد رضا خان (المتوفی: ۱۳۴۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

”الحق کسی نبی نے کوئی آیت و کرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبی اکرم نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی مثل اور اس سے مثل عطا نہ ہوئی“۔ (شمول الاسلام، ص: ۳۱)

○ مزید فرماتے ہیں:

”اس لیے اولیائے کاملین و علمائے کاملین تصریح فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک ارض و سماء میں، اولی و آخرت میں، دنیا و دین میں، روح و جسم میں، چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی جو نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ جہاں پناہ سے بٹی اور بٹی ہے اور ہمیشہ بٹے گی“۔ (تجلی الیقین، ص: ۱۸)

○ یہی امام ”حدائق بخشش“ میں ارشاد فرماتے ہیں:

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

○ غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی تحریر فرماتے ہیں:

”اظہار کمالات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علمائے امت کا ہمیشہ یہ مسلک رہا ہے کہ جب انہوں نے کسی فرد مخلوق میں کوئی ایسا کمال پایا جو از روئے دلیل بہ ہیت مخصوصہ اس کے ساتھ مختص نہیں تو اس کمال کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس بناء پر تسلیم کر لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے وجود اور اس کے ہر کمال کی اصل ہیں۔ جو کمال اصل میں نہ ہو فرع میں نہیں ہو سکتا۔ لہذا فرع میں ایک کمال پایا جانا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ اصل میں یہ کمال ضرور ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ اصول بالکل صحیح ہے۔ معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب فرع کا ہر کمال اصل سے مستفاد ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک کمال فرع میں ہو اور اصل میں نہ ہو۔“ (مقالات کاظمی، ج: ۲، ص: ۲۶۲)

ناظرین محترم! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں نبوت مل جانا ایک کمال، کرامت، آیت و نعمت عظمیٰ ہے۔ لہذا مذکورہ بالا عبارات کی روشنی میں یہ نعمت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یقینی طور پر ثابت و متحقق ہے۔

○ مولانا غلام نصیر الدین سیالوی لکھتے ہیں:

”نیز ہمارا دعویٰ تو قرآن سے بطور دلالت النص ثابت ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کا علم اتنا وسیع ہے تو ان کے آقا کا علم کتنا وسیع ہوگا۔“ (عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، ج: ۱، ص: ۲۵۶)

○ یہی مولانا مزید لکھتے ہیں:

”ہولوی قاسم ناتو تو صاحب ”تخذیر الناس“ میں فرماتے ہیں کہ کسی اور نبی میں کوئی کمال ذاتی نہیں جو کچھ ہے ظل و عکس محمدی ہے۔“ قصائد قاسمی میں فرماتے ہیں:

انبیاء کے سارے کمال ایک تجھ میں ہیں

تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

اپنے قاسم العلوم و الخیرات کی وہ باتیں بھی مانتی چاہیں جن سے شان رسالت ظاہر ہو۔

صرف خاتم النبیین کے معنی میں تبدیلی والی بات مانی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اولئک الذین ہدی اللہ فبہدہم اقتدہ﴾ اس آیت کی تفسیر میں امام رازی فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء میں جو کمال فرؤا فرؤا اتھے وہ سب حضور علیہ السلام میں جمع ہیں اگر امام رازی کی بات نہیں مانتے تو اپنے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی کی بات مان لیں۔ وہ اپنی کتاب ”شہاب ثاقب“ میں حضور علیہ السلام کے بارے میں اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ یہ جملہ حضرات ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باوجود افضل الخلائق و خاتم النبیین ماننے کے آپ کو جملہ کمالات کے لیے اہل عالم کے واسطے واسطہ نانتے ہیں یعنی جملہ کمالات خلائق علمی ہوں یا عملی، نبوت ہو یا رسالت، صدیقیت ہو یا شہادت، سخاوت ہو یا شجاعت، علم ہو یا مروت، عزت ہو یا وقار وغیرہ وغیرہ سب کے ساتھ اولاد و بالذات آپ کی ذات والا صفات جناب باری عز شانہ کی جانب سے متصف کی گئی ہے اور آپ کے ذریعہ سے جملہ کائنات کو فیض پہنچا جیسے کہ آفتاب سے نور قمر میں آیا اور قمر سے ہزاروں آئینوں میں بلکہ وجود جو کہ اصل کمالات کی ہے اس کی نسبت بھی ان حضرات کا یہی عقیدہ ہے۔ (شہاب ثاقب، ص: ۵۴)

جب بقول اکابر دیوبند ہر کمال کے ساتھ حضرت علیہ السلام بالذات متصف ہیں اور باقی جس مخلوق کے اندر کمال ہے وہ اس کمال سے بالعرض متصف ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ روئے زمین کا محیط علم ملک الموت کو تو ہو لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ماننا شرک ہے۔

بالعرض جو کسی صفت سے متصف ہوتا ہے۔ اس کا یہ اتصاف مجازی ہوتا ہے اور جو بالذات متصف ہوتا ہے اس کا اتصاف حقیقی ہوتا ہے تو یہ عجیب بات ہے کہ جس کا اتصاف مجازی ہو اس کے لیے تو کمالات تسلیم کئے جائیں اور جس کا اتصاف حقیقی ہو اس کے لیے انکار کر دیا جائے۔

(عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، ص: ۲۵۹-۲۵۸)

مولانا صاحب! کیا دلالت النص سے علمی فضیلت ہی ثابت ہوتی ہے؟ کیا اس طرح مذکورہ

بالا آیت سے نبوت کا بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اثبات کرنا ناجائز و ناروا و باطل ہے؟ اگر ہے تو دلیل پیش کریں اور اگر نہیں تو اپنے اس موقف پر نظر ثانی فرمائیں۔

آئیے اب ہم یہاں شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی کی تحقیقات پیش کریں جس میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فضائل و فوائد کمالات انبیاء کرام اور معجزات و خصائص رسل عظام علیہم السلام کا جامع ثابت فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیں آپ لکھتے ہیں:

”ان قرآن کے علاوہ اگر فی الواقع ان تمام فضائل و کمالات اور منازل و درجات کو دیکھا جائے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و مطلوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فائز فرمایا ہے تو اس اعتراف و اقرار کے بغیر کوئی چارہ نظر نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے الوہیت و معبودیت کے علاوہ ہر وصف کمال اور خلق حسن جو بھی کسی مخلوق کے شایان شان ہو سکتا ہے علی الوجہ الا تم والا کمل اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا ہے اور تمام مخلوقات میں فرداً فرداً جو کمالات موجود تھے وہ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں یکجا فرمادیئے بلکہ ایسے مراتب و درجات پر فائز فرمایا جو اور کسی فرد کے لیے ممکن ہی نہیں ہیں۔“

داستانِ حسن جب پھیلی تو لا محدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام ہو کر رہ گئی
صفحہ دہر پہ صورت گر ہستی نے امیر
ان کی تصویر وہ کھینچی کہ قلم ٹوٹ گئے

آنحضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع جمیع کمالات انبیاء ہونا ہم قدرے بسط سے بیان کر چکے ہیں۔ یہاں چند اکابر کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ ملا علی القاری محقق حنفیہ نے فرمایا: وانغمس صلی اللہ علیہ وسلم فی اخلاق الانبیاء لیقتبسوا منہ
وقد الفصح بہ البوصیری۔

وكل اي اتى الرسل الكرام بها
فانما اتصلت من نوره بهم
وكلهم من رسول الله ملتمس
غرفا من البحر اور شفا من الدير

نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اخلاق اور کمالات انبیاء علیہم السلام کو اپنے اندر جمع فرمایا اور ان کے بحر اوصاف میں غوطہ لگا کر ان کے کمالات کو اپنے اندر جمع کر لیا تاکہ وہ اپنا اپنا حصہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ جو دو نوال سے حاصل کر سکیں اور امام شرف الدین بو صیری نے اس منصبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”جتنے بھی آیات و معجزات اور کرامات و کمالات انبیاء کرام علیہم السلام لے کر دنیا میں تشریف لائے وہ سب نورِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہی انہیں نصیب ہوئے ہیں اور انبیاء و رسل میں سے ہر ایک رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بحرِ کرم میں سے ایک چلو اور بارانِ رحمت کے ایک چھینٹے کا خواہش مند اور خواستگار ہے۔“

امام رازی نے اولئک الذین ہدی اللہ فبہذہم اقتدہ کے تحت تفسیر کبیر میں فرمایا کہ اللہ کریم نے انبیاء کرام کے اوصاف و کمالات اور ان کی سیرت طیبہ کو بیان کر کے اپنے حبیبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا کہ آپ ان تمام کی سیرت اور اخلاق اپنے اندر جمع کر لیں اور ان سب کی خوبیوں کو اپنائیں اور جو کمالات ان میں متفرق طور پر موجود ہیں وہ اپنے اندر جمع کریں اور یہ ممکن نہیں کہ امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو پورا نہ کریں اور اس ارشاد کی تعمیل نہ کریں لہذا ثابت ہوا کہ تمام کمالات اور اخلاق جو رسل کرام میں فردا فردا پائے گئے ہیں وہ سارے کے سارے اجتماعی طور پر اس عرشِ نشین نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچه خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

علامہ اسماعیل حقی روح البیان میں فرماتے ہیں کہ:

والمراد منه الاقتداء بكل منهم فيما اختص به من الخلق الكريم (الی)

فكانه امر بجمع جميع ما كان متفرقا فيهم قال بعض العارفين۔

لكل نبى فى الانام فضيلة

وجملتها مجموعة لمحمد

اس آیت کریمہ میں حکم یہ ہے کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہر نبی کے مخصوص خلق

کریم اور وصفِ عظیم کی اقتداء کرو پس گویا کہ آپ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو کمالات ان میں متفرق

طور پر موجود ہیں انہیں اپنے اندر جمع کر لو اور بعض عارفين نے فرمایا کہ جو بھی ہستی اللہ کی طرف

سے نبی بن کر مخلوق میں ظاہر ہوئی انہیں ایک خاص فضیلت سے سرفراز فرمایا گیا لیکن وہ ساری

فضیلتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجموعی طور پر موجود و متحقق ہیں۔

علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

جمع فيه سائر الكمالات الباطنة والظاهرة وجعله امام الكل المفضل

عليهم والممدلهم فى الدنيا والاخرة۔

”اللہ تعالیٰ نے کمالاتِ ظاہرہ و باطنہ اپنے محبوب کریم میں جمع فرمادیئے ہیں اور آپ کو

سب کا امام اور سب سے افضل بنایا اور سارے پیغمبروں کے لیے دنیا و آخرت میں معاون اور

فیض رسان بنایا۔“

عارف تجانی فاسی رحمۃ اللہ نے فرمایا:

لما خلق الله الحقيقة المحمدية اودع فيها سبحانه و تعالى جميع ما قسمه

لخلق من فيوض العلوم والمعارف و الاسرار والتجليات والانوار و الحقائق

بجميع احكامها و مقتضياتها ولوازمها و كل ما ادره في جميع الموجودات من

العلوم والمعارف والفيوضات والتجليات والترقيات والاحوال والمقامات والاخلاق انما هو كله من فيض الحقيقة المحمدية۔

”جب اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ کو پیدا فرمایا تو اس میں وہ تمام علوم و معارف، اسرار و تجلیات اور انوار و حقائق بمع جمیع احکام اور لوازمات و مقتضیات جمع فرمادیے جو کسی بھی مخلوق کے لیے متعین و مقرر فرمائے تھے اور تمام موجودات و مخلوقات نے جتنے علوم و معارف اور فیوض و برکات، تجلیات و ترقيات اور احوال و اخلاق اور مقامات و درجات حاصل کئے ہیں وہ سب حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا فیض ہے۔“

لَا وَدَبَّ الْعَرْشِ جَسَ كُو جُو بَلَا اِن سَ مَلَا

بُتِي هِيَ كُوْنِيْن مِيْن نَعْمَتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ كِي

عارف باللہ حضرت الشیخ عبدالکریم الجبلی قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

فهو معدن الكمالات للعالم ظاهرها وباطنها فمحسوسات العالم تستمد

من ظاهره و معقولات العالم تستمد من باطنه فعالم الشهادة فيض ظاهر

عالم الغيب فيض باطنه۔

”رسول العالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے کمالات ظاہرہ و باطنہ کے لیے معدن ہیں۔

عالم کے محسوسات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر سے مستفیض و مستفید ہیں اور معقولات عالم

آپ کے باطن سے ہر شاز و فیض یاب ہو رہے ہیں لہذا عالم شہادت ان کا فیض ظاہر ہے اور عالم

غیب ان کا فیض باطن ہے۔“ (کوثر الخیرات، ص: ۳۱۳-۳۱۰)

لیکن مولانا کو یہ محققانہ طریقہ استدلال باوجود اس کے کہ وہ خود اسے مانتے بھی ہیں قطعاً

پسند نہ آیا لہذا انہوں نے اس پر چند ایرادات پیش کیے ہیں:

۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں نبی ہونا محقق علماء کے نزدیک ثابت نہیں۔

۲: ایک نبی کو دوسرے نبی پر جزوی فضیلت ہو سکتی ہے۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ فضیلت ثابت ہے۔

مکرم قارئین! آئیے پہلے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن مبارک میں نبی ہونا محقق علماء کے نزدیک متحقق ہے یا نہیں۔

۱: علامہ ابوالحیاء محمد بن یوسف اندلسی (المتوفی: ۵۷۴ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُ تَعَالَى نَبَاهُ، حَالِ طِفُولِيهِ أَكْمَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَقْلَهُ، وَاسْتَبَاهُ طِفْلًا۔

(النهر الماد: ج: ۲، ص: ۳۸۷)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے انہیں بچپن میں ہی نبوت عطا فرمائی، ان کی عقل کو محکم کیا اور انہیں نبی بنایا جبکہ آپ علیہ السلام ابھی بچے تھے۔“

۲: معتزلہ کے علامہ محمد بن عمر زحشری (المتوفی: ۵۳۸ھ) لکھتے ہیں:

أَكْمَلَ اللَّهُ عَقْلَهُ، وَاسْتَبَاهُ، طِفْلًا نَظْرًا فِي ظَاهِرِ الْآيَةِ۔

(كشاف، ج: ۳، ص: ۷۱۵)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل کو کامل بنا دیا اور انہیں بچپن میں نبی بنا دیا۔“

آیت کے ظاہر کو پیش نظر رکھتے ہوئے (یہی ثابت ہوتا ہے)۔

۳: شیخ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل (المتوفی: ۱۲۰۴ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُ نَبِيٌّ فِي الْمَهْدِ كَيْحَبِيٍّ فَالْمَاضِي عَلَى حَالِهِ۔

(الفتوحات الالهيه، ج: ۵، ص: ۱۹)

ترجمہ: ”بے شک آپ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح مہد میں ہی نبی تھے۔ یہاں ماضی

اپنے حال پر ہے۔“

۴: امام فخر الدین رازی (المتوفی: ۶۰۶ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وَقَوْلُهُ ﴿إِنَّا نَبِيٌّ كَوْنُهُ نَبِيًّا فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ فَرَجَبٌ﴾

اَجْرَاؤُهُ عَلٰی ظَاهِرِهِ۔ (کبیر، ج: ۲۱، ص: ۱۸۳)

ترجمہ: آپ علیہ السلام کا ارشاد ”مجھے کتاب عطا ہوئی“ اسی وقت (بچپن میں) آپ علیہ السلام کے نبی ہونے پر دلالت کرتا ہے اور ظاہر پر اس کا اجراء واجب ہے۔

۵: علامہ اسماعیل حقی حنفی (المتوفی: ۱۱۳۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وَالْجَمْهُورُ عَلٰی اَنَّ عِيسٰى آتَاهُ اللّٰهُ الْاِنْجِيلَ وَالنُّبُوَّةَ فِي الطُّفُوْلِيَّةِ وَكَانَ يَعْقُلُ عَقْلَ الرَّجُلِ كَمَا فِي بَحْرِ الْعُلُوْمِ (روح البيان، ج: ۵، ص: ۳۳۱)

ترجمہ: جمہور کا موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں انجیل اور نبوت عطا فرمائی اور آپ آدمی کی طرح کامل العقل ہو گئے جیسا کہ بحر العلوم میں ہے۔

۶: علامہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی (المتوفی: ۳۷۵ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اٰى اَكْرَمَنِى اللّٰهُ تَعَالٰى بِاَنَّ جَعَلَنِى نَبِيًّا۔ (سمرقندی، ج: ۲، ص: ۳۲۳)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر مجھ پر کرم فرمایا۔

۷: علامہ احمد شہاب الدین خفاجی (المتوفی: ۱۰۶۹ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

فَاِنَّ عِيسٰى كَمَا مَرَّ نَبِيٌّ فِي سِنِّ الصِّبَا۔ (عناية القاضى، ج: ۸، ص: ۴۷۰)

ترجمہ: بے شک عیسیٰ علیہ السلام کو جیسا کہ گزر چکا بچپن میں ہی نبی بنا دیا گیا تھا۔

۸: علامہ محی الدین محمد بن مصطفیٰ قوجوی (المتوفی: ۹۵۱ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

قَالَ الْاِمَامُ هَذَا يَشْكُلُ بِعِيسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَآنَهُ تَعَالٰى جَعَلَهُ نَبِيًّا مِنْ اَوَّلِ الصِّبٰى۔ (حاشیہ شیخ زادہ، ج: ۷، ص: ۵۵۹)

ترجمہ: امام نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مشکل ہے۔ بے

شک اللہ تعالیٰ نے انہیں بچپن کے اوائل ہی میں نبی بنا دیا۔

۹: حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر (المتوفی: ۷۷۳ھ) تحریر فرماتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَانَ عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَدْ دَرَسَ التَّوْرَةَ
وَأَحْكَمَهَا وَهُوَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ ﴿إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ
وَجَعَلَنِي نَبِيًّا﴾۔ (تفسیر القرآن (ابن کثیر)، ج: ۳، ص: ۱۲۲)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ
کے بطنِ اطہر ہی میں تورات شریف اچھی طرح سیکھ لی تھی۔ یہی اللہ تعالیٰ کے فرمان کا
معنی ہے۔ میں ہوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا
(نبی) بنایا۔

۱۰: امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس الرازی ابن ابی حاتم (المتوفی: ۳۲۷ھ) سند کے ساتھ
حضرت انس بن مالک سے روایت فرماتے ہیں:

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ کے بطنِ اطہر میں ہی انجیل سیکھ لی تھی اور
اسے محکم کر لیا تھا۔“ (تفسیر ابن ابی حاتم، ج: ۷، ص: ۲۲۰۸)

نوٹ: حیرت ہے کہ اس صحیح و صریح حدیث کے باوجود مولانا اپنی منطق دانی پر انحصار کر رہے ہیں
اور کہتے ہیں کہ پنگھوڑے میں کتاب کہاں تھی۔

یہی عبارت علامہ سید محمود آلوسی (المتوفی: ۱۲۷۰ھ) اور علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی:
۹۱۱ھ) نے بھی تحریر فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱۱: روح المعانی، جز: ۱۶، ص: ۵۲۳

۱۲: درمنثور، ج: ۵، ص: ۲۲۸

۱۳: علامہ آلوسی علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں:

وَقِيلَ اكْمَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَقْلًا وَاسْتَبَاهُ، طِفْلًا وَرَوَى ذَلِكَ عَنِ الْحَسَنِ۔

(حوالہ مذکورہ)

ترجمہ: اور کہا گیا اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل کو کامل کیا اور آپ علیہ السلام کو اس حال میں نبی بنایا کہ آپ علیہ السلام ابھی بچے تھے اور یہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۱۳: علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن الحسین (المتوفی: ۷۲۸ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

وَقِيلَ اكْمَلِ اللَّهُ عَقْلَهُ، وَاسْتَبَاهُ طِفْلاً بَلٍ فِي بَطْنِ أُمِّهِ..... وَالْأَوَّلَ أَظْهَرَ -

(غرائب القرآن، ج: ۱۶، ص: ۵۲)

ترجمہ: اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل کو کامل کر دیا اور ان کو نبی بنایا جبکہ آپ علیہ السلام ابھی بچے ہی تھے بلکہ اپنی والدہ کے بطنِ اطہر میں تھے..... اور پہلا قول (یعنی بچپن میں نبوت والا) اظہر ہے۔

۱۵: امام ابو محمد الحسین بن مسعود (المتوفی: ۵۱۶ھ)

۱۶: علامہ عمر علی بن عادل (المتوفی: ۸۸۰ھ) اپنی تفسیر ”لباب“ میں

۱۷: علامہ الخطیب شربینی (المتوفی: ۹۷۷ھ) السراج المنیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَقَالَ الْأَكْثَرُونَ أُوْتِيَ الْإِنْجِيلَ وَهُوَ صَغِيرٌ طِفْلٌ -

(بغوی، ج: ۳، ص: ۱۶۳)

(لباب فی علوم الكتاب، ج: ۱۳، ص: ۵۸)

(السراج المنیر، ج: ۲، ص: ۲۶۸)

ترجمہ: اکثر نے کہا کہ آپ علیہ السلام ابھی بچے ہی تھے جب انہیں انجیل عطا ہوئی۔

۱۸: امام بیضاوی (المتوفی: ۷۹۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وَقِيلَ اكْمَلِ اللَّهُ عَقْلَهُ، وَاسْتَبَاهُ طِفْلاً - (ج: ۳، ص: ۱۳)

اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل کو محکم فرما دیا اور انہیں نبی بنا دیا جبکہ آپ علیہ السلام ابھی بچے ہی تھے۔

۱۹: علامہ علی بن محمد خازن (المتوفی: ۷۲۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

وَقَالَ الْأَكْثَرُونَ إِنَّهُ أُوْتِيَ الْإِنْجِيلَ وَهُوَ صَغِيرٌ وَكَانَ يَعْقِلُ الرِّجَالَ الْكُمَّلَ
وَعَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ أَلْهِمَ التُّورَةَ وَهُوَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ۔

اکثر (محققین) نے کہا ہے کہ ابھی وہ بچے ہی تھے جب انہیں انجیل عطا ہوئی اور وہ کامل آدمی کی طرح کامل العقل ہو گئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ اپنی والدہ کے بطن میں تھے کہ آپ علیہ السلام کو تورات شریف الہام کر دی گئی۔

(خازن: جلد ۳، ص ۱۸۷)

۲۰: علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی (المتوفی: ۵۹۷ھ) بیان فرماتے ہیں:

أَنَّهُ آتَاهُ الْكِتَابَ وَهُوَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ، قَالَهُ أَبُو صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

(زاد المسیر، ج ۵، ص ۲۲۹)

ترجمہ: ابوصالح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ انہیں ماں کے بطن اطہر میں کتاب عطا فرمادی گئی۔

۲۱: علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (المتوفی: ۷۹۱ھ) لکھتے ہیں۔

مِنْ شُرُوطِ النُّبُوَّةِ الذُّكُورَةُ وَكَمَالُ الْعَقْلِ وَالذِّكَاةُ وَالْفُطْنَةُ وَقُوَّةُ الرَّأْيِ
وَلَوْ فِي الصَّبِيِّ كَعِيسَى وَيَحْيَى۔ (شرح المقاصد، ص ۱۹۸)

ترجمہ: نبوت کی شرائط میں سے مرد ہونا، عقل، ذکاء، فطانت اور قوت رائے میں کامل ہونا ہے اگرچہ بچپن ہی میں ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و یحییٰ علیہ السلام کے لیے تھا۔

۲۲: امام احمد رضا خان (المتوفی: ۱۳۴۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

”انہیں ماں کے پیٹ یا گود میں کتاب عطا فرمائی، نبوت دی گئی۔“

قال انی عبد اللہ اتنی الکتب و جعلنی نبیا۔

(الجرآز الدیانی علی المرتد القادیانی، ص: ۷)

۲۳: مولانا صاحب بہ ذاتِ خود لکھتے ہیں: علامہ تجانی فاسی علیہ الرحمہ کے جواہر نقل کرتے ہوئے شیخ سید یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت بچپن میں ملی تھی۔ (ص ۲۵)

تعجب ہے مولانا دوسروں کو تو یہ تلقین کرتے ہیں کہ اگر کسی فرد کی یہ بات مانتی ہے تو اس کی فلاں بات بھی تسلیم کرو کیونکہ یہ بات بھی انہوں نے لکھی ہے لیکن جب ان کی اپنی باری آتی ہے تو اپنے ہی وضع کردہ اس قانون کی دھجیاں بکھیر دیتے ہیں۔ دیکھئے، عاشق رسول سید یوسف بن اسماعیل نبہانی کی یہ بات تو انہوں نے مان لی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت چالیس برس بعد عطا ہوئی لیکن انھی عاشق رسول کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بچپن میں نبوت والے قول کے متعلق تشویش و تشکیک کا اظہار کرتے ہیں۔ (لماتقولون مالا تفعلون)

الغرض اب تک کی گفتگو سے معزز قارئین پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن مبارک میں نبوت مل جانے کے بارے میں محققین کی آراء کیا ہیں۔

جزی فضیلت:

پھر مولانا نے چند ایک مثالیں پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو ایک دوسرے پر کسی ایک وصف میں جزی فضیلت ہو سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں ہماری گزارش یہ ہے کہ جزی فضیلت ہو سکنے اور جزی فضیلت ہونے میں بہت فرق ہے۔ ہمارے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس صفت کے لحاظ سے بھی ہمارے نبی پر جزی فضیلت حاصل نہیں کیونکہ احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقدس بچپن میں اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے نبوت کے عظیم منصب پر فائز تھے جس کا ثبوت آپ اگلے صفحات پر ان شاء اللہ تعالیٰ ملاحظہ فرمائیں گے۔

بہر حال مولانا کی یہ تاویل بہ ذاتِ خود مولانا کے لیے ضرور بہ ضرور مضر اور شجرِ زقوم کی طرح کڑوی و ناقابلِ ہضم ثابت ہوگی کیونکہ ان کے مدوح علامہ غلام نصیر الدین سیالوی صاحب نے ”عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ“ میں مولوی سرفراز گھکڑوی کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

”اگر کوئی عیسائی، دیوبندیوں سے کہے کہ ہمارے نبی کی شان تمہارا قرآن بیان کر رہا ہے کہ وہ گھروں میں چھپی ہوئی چیزوں کی خبر دیتے تھے اور جو کچھ لوگ کھا کر آئیں اس کی خبر بھی دیتے تھے جبکہ تم جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہو انہیں تو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے لہذا ہمارا مذہب قبول کر لو تو کیا جواب دو گے؟ کیا قرآن کی اس آیت کا انکار کرو گے (انکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم) ”جو کچھ تم گھروں سے کھا کر آتے ہو اور جو کچھ گھروں میں چھپا کر آتے ہو میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ شرم کرو عیسائیت کی راہ، ہموار نہ کرو، توبہ کرو۔“

(عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، ص ۲۲۲-۲۲۵)

مولانا صاحب! اگر کمالاتِ نبوت میں سے ایک کمالِ علمِ غیب کی ایک نوع کے انکار سے عیسائیت کی راہ ہموار ہوتی ہے تو پھر نبوت جو تمام اوصافِ عالیہ کا سرچشمہ ہے کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً چالیس سال بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اثباتِ عیسائیت کی عظیم شاہراہ کیوں ہموار نہیں کرے گا۔

ظالموں! محبوب کا حق تھا یہی

عشق کے بدلے عداوت کیجئے

صاحب مضمون مزید لکھتے ہیں:

”دوسری بات یہ ہے کہ علامہ تجانی فاسی علیہ الرحمۃ کے جواہر کو نقل کرتے ہوئے شیخ سید یوسف بن اسماعیل بہانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت بچپن میں ملی تھی تو اس وجہ سے کہ وہ حضرت جبریل علیہ السلام کے نفخ سے پیدا ہوئے تھے تو ان میں بشری طاقت بھی

تھی اور ملکوتی بھی حالانکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس طرح کسی نے بھی نہیں لکھا۔“
جواب: اس مقام پر بھی مولانا شعیب صاحب نے زبردست ٹھوکر کھائی ہے اور بڑی دیدہ دلیری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کو معاذ اللہ گھٹانے کی ناکام جسارت کی ہے لیکن یاد رکھے:

ع پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا!

اگر نفع جبریل علیہ السلام سے بشری اور ملکوتی قوتیں اتنی بڑھ گئیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن ہی میں نبوت عطا فرمادی گئی تو پھر نور مجسم، شفیع معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوتوں، عظمتوں اور رفعتوں کا کیا مقام ہو گا جن کے نور پاک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں حدیث شریف:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِهِ۔

(المواهب اللدنیہ مع شرح الرزقانی، ج: ۱، ص: ۵۵، مصنف عبدالرزاق،

تاریخ الخمیس، ج: ۱، ص: ۱۹، روح المعانی، ج: ۱، ص: ۱۰۵)۔

ترجمہ: اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور

سے پیدا فرمایا۔

علامہ زرقانی اس حدیث کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں:

أَيُّ مِنْ نُورٍ هُوَ زَائِدٌ، لَا بِمَعْنَى أَنَّهَا مَادَّةٌ، خُلِقَ نُورُهُ مِنْهَا، بَلْ بِمَعْنَى تَعَلُّقِ

الْإِرَادَةِ بِهِ بِلَا وَاسِطَةٍ شَيْءٍ فِيهِ وَجُودِهِ۔ (شرح المواهب اللدنیہ، ج: ۱، ص: ۵۵)

”یعنی اس نور سے جو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔“

لہذا ہمارے حضور عین النور صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے بہ ذاتِ خود بلا واسطہ تخلیق فرمایا، ان کی طاقت و قوت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

انبیاء اجزاء ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا

اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

پھر مولانا اپنے مضمون کے صفحہ ۳ پر حضرت آدم علیہ السلام کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر

جزی فضیلت ثابت کرنے کے لیے لکھتے ہیں:

اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء والمسمیات ایک بار سکھا دیا گیا اور نبی مکرم شفیع

معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فاضل بریلوی وغیرہ علماء رحمہم اللہ نے وضاحت فرمائی ہے

کہ آپ کو بتدریج علم عطا کیا گیا اور آپ کا علم قرآن مجید کے ساتھ مکمل ہوا۔

الجواب: اس ضمن میں بھی درج ذیل امور قابل غور ہیں۔

اولاً: اس عبارت سے یہ بات پھر ثابت ہوتی ہے کہ علم کی کسی ایک نوع یا انواع کثیرہ کے

بارے میں عدم علم، عدم نبوت کا ثبوت نہیں چہ جائیکہ محض کسی چیز یا حکم کی تفصیلات سے

ناواقفی، نبوت کے منافی ہو جیسا کہ مولانا نے ما کنت تدری الخ..... آیت سے استدلال

کیا ہے۔

ثانیاً: یہاں مولانا علم الاسماء والمسمیات جو کہ علم کی کثیر انواع میں سے ایک نوع ہے، کا موازنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ کُلّی کے ساتھ کر رہے ہیں جو کہ نہایت محرومی کی بات ہے۔ مولانا آپ پہلے یہ ثابت کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الاسماء والسمیات بہ یک بار عطا نہیں کیا گیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت آدم علیہ السلام کی جزی فضیلت کا قول پیش کریں۔

حالتاً: مولانا علامہ غلام نصیر الدین سیالوی نے اپنی تصنیف ”عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ“ میں ترمذی شریف کی جو حدیث تحریر کی کیا وہ بھی آپ کے ذہن و دل سے محو ہو گئی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو میں یاد دہانی کے لیے وہی حدیث آپ کے اور عوام الناس کے وسیع تر مفاد کے لیے بیان کرتا ہوں۔

امام ترمذی روایت فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتَ لَبَّيْكَ رَبِّي وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَائِكَةُ الْأَعْلَى قُلْتَ رَبِّ لَا أَدْرِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيْ فَقَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ - (ترمذی، ص: ۵۶۶، مسند احمد)

اس حدیث مبارک کی تخریج مولانا غلام نصیر الدین صاحب نے کی ہے وہ بھی ہم ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

- | | |
|--------------------------------------|----------------------------------|
| ۱: شرح السنہ، ج: ۳، ص: ۲۳ | ۲: مجمع الزوائد، ج: ۷، ص: ۳۶۶ |
| ۳: تمہید لابن عبدالبر، ج: ۲۲، ص: ۳۲۱ | ۴: تفسیر ابن کثیر، ج: ۲ |
| ۵: جامع الصغیر | ۶: روح المعانی، ج: ۵، ص: ۱۵۴ |
| ۷: صحیح ابن حبان، ج: ۲ | ۸: میزان الاعتدال، ج: ۳، ص: ۲۳ |
| ۹: لسیم الریاض، ج: ۲، ص: ۹۰ | ۱۰: شفاء، ج: ۱، ص: ۱۲۵ |
| ۱۱: خصائص الکبریٰ، ج: ۱، ص: ۸ | ۱۲: العلل المتناہیہ، ج: ۱، ص: ۲۰ |

۱۳: الاصابہ، ج: ۲، ص: ۲۵۵
 ۱۲: تفسیر مظہری، ج: ۸
 ۱۵: مرقاة، ج: ۲
 ۱۶: دارمی، ج: ۲، ص: ۷..... وغیرہم

امام احمد بن حنبل کی ایک روایت میں ہے:

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ -

یعنی: میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں تھا۔

اسی حدیث کے تحت شیخ محقق (المتوفی: ۱۰۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

”پس دانستم ہرچہ در آسمان ہا و ہرچہ در زمین بود عبارت است از

حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آن.“ (اشعة اللمعات، ج: ۱،

ص: ۳۳۳)

چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں تھا یہ تعبیر ہے تمام علوم

کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ علوم جزوی ہوں یا کلی۔

مولانا صاحب! کیا اللہ تعالیٰ نے ایک آن میں اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے اس کا علم نہیں دیا؟ کیا اسماء و مسمیات کا علم زمین و آسمان کی کل

اشیاء کے عموم سے خارج ہے؟ اگر نہیں ہے تو ہمارا مدعی ثابت، اگر خارج ہیں تو ثبوت پیش کریں،

اور اگر ثبوت نہیں تو پھر غور کریں کہ کہیں آپ کا علم آپ کو قعر ضلالت کی طرف تو نہیں لے کر جا رہا

ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

دلیل دوم: ہمارا رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

يَسْحَىٰ نَحْدَ الْكِتَابِ بِقُوَّةٍ ۖ وَآتَيْنَهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝

(پارہ ۱۶، مریم، آیت: ۱۲)

”اے یحییٰ! کتاب مضبوط تھا م اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی۔“

(ترجمہ: کنز الایمان)

قارئین کرام! اس آیت مبارکہ سے بچپن ہی میں آقا علیہ السلام کے نبی ہونے پر استدلال کے لیے دلیل اول کے تحت ہماری مفصل تقریر پیش نظر رکھیے۔ اب ملاحظہ فرمائیں، اس آیت مبارکہ سے کن کن محققین نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بچپن ہی میں آپ علیہ السلام کے لیے نبوت کا اثبات کیا ہے:

۱: امام ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی (المتوفی: ۳۳۳ھ) تحریر فرماتے ہیں:

أَيُّ النَّبُوَّةِ فِي حَالِ صِبَاهٍ - "یعنی عالم بچپن ہی میں نبوت"

(تاویلات اهل السنة، ج: ۳، ص: ۲۶۰)

۲: امام فخر الدین رازی (المتوفی: ۶۵۶ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّهُ النَّبُوَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَحْكَمَ عَقْلَهُ فِي صِبَاهٍ وَأَوْحَى إِلَيْهِ وَذَلِكَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَعَثَ يَحْيَى وَعِيسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَهُمَا صِبْيَانٌ -

(کبیر، ج: ۲۱، ص: ۱۶۳)

بے شک اس سے مراد نبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل کو بچپن ہی میں محکم فرمایا اور ان کی طرف وحی بھیجی اور یہ اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں مبعوث فرمایا۔

۳: علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی: ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں۔

النُّبُوَّةُ : یعنی نبوت

۴: علامہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی (المتوفی: ۳۷۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

يَعْنِي النَّبُوَّةَ وَالْفِئْقَةَ وَالْخَيْرَ كُلَّهُ - (تفسیر سمرقندی، ج: ۲، ص: ۳۲۰)

یعنی نبوت اور فقہ اور ساری کی ساری خیر۔

- ۵: علامہ سید محمود آلوسی (المتوفی: ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:
- وَقِيلَ النَّبُوءُ وَعَلَيْهِ كَثِيرٌ - (روح المعانی، جز: ۱۴، ص: ۵۲۰)
- اور کہا گیا کہ نبوت اور یہی کثیر محققین کی آراء ہے۔
- ۶: معتزلہ کے علامہ محمود بن عمر زنجبلی (المتوفی: ۵۳۸ھ) لکھتے ہیں:
- وَقِيلَ النَّبُوءُ لِأَنَّ اللَّهَ أَحْكَمَ عَقْلَهُ، فِي صِبَاهِ وَأَوْحَى إِلَيْهِ -
- (تفسیر کشاف، ج: ۳، ص: ۸)
- اور کہا گیا ہے کہ نبوت کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل کو بچپن میں پختہ کر دیا اور ان کی طرف وحی بھیجی۔
- ۷: امام ابو محمد الحسین بن مسعود (المتوفی: ۵۱۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:
- قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: النَّبُوءُ - (معالم التنزيل، ج: ۳، ص: ۱۵۹)
- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبوت
- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہی روایت درج ذیل تفاسیر میں بھی موجود ہے:
- ۸: تفسیر حازن، ج: ۳، ص: ۱۸۳، از علامہ علی بن محمد حازن
- ۹: السراج المنیر، ج: ۲، ص: ۴۵۹، از علامہ الخطیب شربینی
- ۱۰: حاشیہ شہاب، ج: ۶، ص: ۲۵۶، از علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر
- ۱۱: حاشیہ قونوی، ج: ۱۳، ص: ۲۰۲، از علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد (المتوفی: ۱۱۹۵ھ)
- ۱۲: امام ناصر الدین ابی سعید عبداللہ ابی عمر بن محمد (المتوفی: ۷۹۱ھ) ارشاد فرماتے ہیں:
- وَقِيلَ النَّبُوءُ أَحْكَمَ اللَّهُ عَقْلَهُ، فِي صِبَاهِ وَاسْتِنْبَاهِ - (بيضاوی، ج: ۴، ص: ۸)
- اور کہا گیا کہ نبوت، اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل کو بچپن میں ہی پختہ کر دیا اور انہیں نبی بنا دیا۔
- ۱۳: علامہ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل (المتوفی: ۱۲۰۴ھ) لکھتے ہیں:

وَذَلِكَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَحْكَمَ عَقْلَهُ، وَأَوْحَى إِلَيْهِ، فَإِنْ قُلْتَ: كَيْفَ يَصِحُّ
حُصُولُ الْعَقْلِ وَالْفُطْنَةِ وَالنُّبُوَّةِ حَالَ الصَّبَا؟ قُلْتَ: لِأَنَّ أَصْلَ النُّبُوَّةِ مَبْنِيٌّ
عَلَى خَرْقِ الْعَادَاتِ إِذَا ثَبَتَ هَذَا فَلَا تَمْتَنِعُ صَيْرُورَةُ الصَّبِيِّ نَبِيًّا۔

(حاشیہ جمل، ج: ۵، ص: ۱۰)

اور یہ اس لیے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل کو محکم کر دیا اور ان کی طرف وحی بھیجی، اگر
آپ کہیں کہ بچپن ہی میں کامل عقل، فطانت اور نبوت کا حصول کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ میں
کہتا ہوں: نبوت کی اصل خلاف عادات امور پر مبنی ہے اور جب یہ ثابت ہے تو پھر بچپن
میں نبی بن جانا محال نہیں۔

۱۳: علامہ اسماعیل حقی (المتوفی: ۱۱۳۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَلْحُكْمُ النُّبُوَّةِ اسْتِنْبَاهُ اللَّهِ تَعَالَى وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثِ سِنِينَ
أَوْ سَبْعٍ۔ (روح البیان، ج: ۵، ص: ۳۱۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حکم سے مراد نبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی
بنایا جبکہ آپ علیہ السلام تین یا سات سال کے تھے۔

۱۵: علامہ عمر بن علی بن عادل (المتوفی: ۸۸۰ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلْحُكْمُ: النُّبُوَّةُ "صَبِيًّا" وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثِ سِنِينَ۔

(لباب فی علوم الكتاب، ج: ۱۳، ص: ۲۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حکم سے مراد نبوت ہے اور آپ علیہ السلام تین
سال کے بچے تھے۔

۱۶: قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی: ۱۲۲۵ھ) لکھتے ہیں:

وَقِيلَ: الْمُرَادُ بِالْحُكْمِ النُّبُوَّةُ، اسْتِنْبَاهُ اللَّهِ صَغِيرًا۔

(مظہری، ج: ۶، ص: ۹)

اور کہا گیا ہے: حکم سے مراد نبوت ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں چھوٹی عمر ہی میں نبی بنا دیا تھا۔
 ۱۷: امام احمد رضا خاں (المتوفی: ۱۳۴۰ھ) کے ترجمہ مبارک سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ
 آپ علیہ السلام کو بچپن ہی میں نبوت ملی۔

۱۸: مفتی احمد یار خان (المتوفی: ۱۳۹۱ھ) لکھتے ہیں:

معلوم ہوا کہ یحییٰ علیہ السلام ان رسولوں میں سے ہیں جنہیں بچپن ہی سے نبوت ملی۔

(تفسیر نور العرفان، ص: ۲۸۷)

۱۹: صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین (المتوفی: ۱۳۶۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

”لہذا اس آیت میں حکم نبوت مراد ہے یہی قول صحیح ہے۔“

(خزائن العرفان، ص: ۲۴۳)

دلیل سوم:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوءَةُ قَالَ وَآدَمُ
 بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:
 یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نبوت کب واجب ہوئی؟ فرمایا: جب آدم روح اور
 جسم کے درمیان تھے۔

تخریج: یہ حدیث انہی الفاظ کے ساتھ یا الفاظ کے معمولی سے تغیر کے ساتھ درج ذیل کتب میں
 موجود ہے:

۱: سنن ترمذی، ج: ۲، ص: ۲۰۱، ابواب المناقب ۲: المستدرک مع التلخیص، ج: ۲، ص: ۶۰۹

۳: التلخیص، ج: ۲، ص: ۶۰۹ ۴: دلائل النبوة للبیہقی، ج: ۲، ص: ۱۳۰

- ۵: الشریعہ للآجری، ص: ۳۸۴۔
- ۶: دلائل النبوة لابی نعیم، ج: ۱، ص: ۸۔
- ۷: المعجم الكبير، ج: ۲۰، ص: ۳۵۳، رقم: ۸۳۳۔
- ۸: جامع الاصول، ج: ۹، ص: ۳۰۳۔
- ۹: مسند امام احمد، ج: ۵، ص: ۵۹۔
- ۱۰: السنة لابن ابی عاصم، رقم: ۳۱۹-۳۲۰۔
- ۱۱: مجمع الزوائد، ج: ۸، ص: ۲۲۳، باب قلم نبوة صلى الله عليه وسلم۔
- ۱۲: الجامع الصغير، ص: ۳۰۰، رقم: ۶۳۲۳۔
- ۱۳: الكامل لابن عدى، ج: ۴، ص: ۱۳۸۶۔
- ۱۴: المقاصد الحسنه، ص: ۳۸۷، رقم: ۸۳۲۔
- ۱۵: الاحاد والمثنى، ج: ۵، ص: ۳۲۷، رقم: ۸۲۲۔
- ۱۶: مشکوة، ص: ۵۱۳۔
- ۱۷: الدرر المنتثرة، ص: ۱۲۸۔
- ۱۸: التاريخ الكبير، ج: ۷، ص: ۲۵۱، باب ميسره۔
- ۱۹: الطبقات الكبرى، ج: ۱، ص: ۱۲۸۔
- ۲۰: مواهب مع الزرقانى، ج: ۱، ص: ۵۳۔
- ۲۱: زرقانى على المواهب، ج: ۱، ص: ۵۳۔
- ۲۲: شرح شفاء، ج: ۱، ص: ۱۱۶۔
- ۲۳: نسيم الرياض، ج: ۱، ص: ۳۷۹۔
- ۲۴: الخصائص الكبرى، ج: ۱، ص: ۳۔
- ۲۵: الوفاء، ج: ۱، ص: ۳۳۔
- ۲۶: مرقاة المفاتيح، ج: ۱۰، ص: ۲۸۔
- ۲۷: روح المعاني، جز: ۲۵، ص: ۸۴۔
- ۲۸: شرح فقه اكبر، ص: ۶۰۔
- ۲۹: المورد الروى، ص: ۲۰۔
- ۳۰: سبل الهدى، ج: ۱، ص: ۷۹۔
- ۳۱: اشعة اللمعات، ج: ۳، ص: ۳۷۳۔
- ۳۲: لطائف المعارف، ص: ۱۶۲۔
- كتب علماء ديوبند
- ۳۳: معارف القرآن، ج: ۲، ص: ۱۰۱۔
- ۳۴: نشر الطيب، ص: ۸۔
- ۳۵: تحذير الناس، ص: ۹۔

كتب علماء غير مقلدين.

- ۳۶: شان مصطفى، ج: ۷۲، ص: ۵۰۵۔
- ۳۷: سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانى، رقم: ۱۸۵۶، ص: ۶۶۸ (المناقب والمثالب)
- محترم قارئین! اب اگر آپ درج ذیل نکات پر غور فرمائیں تو ہمارا موقف نکھر کر سامنے آ جائے گا کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچپن مقدس میں بھی منصب نبوت پر فائز تھے۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال صحابہ کرام نے پوچھا جن کے سامنے یا ان سے پہلے زمانہ ماضی میں امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس برس کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا۔ لہذا جب بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح کا سوال پوچھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کب بنایا گیا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کب سے نبی ہیں تو اس استفسار سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ان نفوسِ قدسیہ کا نظریہ بھی یہی تھا کہ نبی بننا کچھ اور ہے اظہار یا اعلان نبوت کرنا کچھ اور۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرما کر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے، صحابہ کرام کے اس عقیدہ و نظریہ پر مہر تصدیق ثبت فرمادی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی عمرِ مقدس کی چالیس مہکتی ہوئی بہاریں گزار کے نبی نہیں بنے بلکہ یہ منصب اور اعزاز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت سے حاصل ہے جب ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے تن بدن میں جان نہیں آئی تھی۔

☆ مذکورہ بالا الفاظ سے جواب ارشاد فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی قدامت کا جو عرصہ تھا یہاں بیان فرمادیا ہے جو کہ سوال کرنے کے وقت سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام میں نفتح روح سے بھی پہلے کے زمانے پر محیط تھا۔ نیز یہ جواب ارشاد فرماتے ہوئے آپ نے سوال پوچھنے کے وقت سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام میں روح پھونکنے سے پہلے کے زمانہ میں سے ایک سال بلکہ ایک ماہ نہیں نہیں بلکہ ایک لمحہ کا بھی استثناء نہیں فرمایا اور اسے زمانہ نبوت سے خارج نہیں فرمایا تو پھر مولوی صاحب کو کس نے یہ حق دیا ہے کہ وہ اس میں سے تقریباً چالیس سال کے طویل عرصہ کو خارج کر دیں۔ اس کے باوجود اگر مولوی صاحب زمانہ قبل از اعلان نبوت کو اس

حدیث شریف کے عموم سے خارج یا مستثنیٰ قرار دینے پر مصر ہیں تو پھر ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ کوئی ایک صحیح، صریح، مرفوع حدیث پیش کریں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ولادت تا اعلان نبوت نبی نہیں تھے۔

☆ جب یہ امر اتنا صریح تھا کہ چالیس سال کی عمر مبارک کے بعد نبوت ملتی ہے تو صحابہ کرام یہ سوال نہ کرتے اور اگر انہوں نے کسی مصلحت کے تحت سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز ہرگز یہ ارشاد نہیں فرمایا:

۱: تمام انبیاء علیہم السلام کو چالیس سال کی عمر کے بعد نبی بنایا جاتا ہے لہذا میں بھی اس وقت ہی نبی بنایا گیا ہوں۔

(یا)

۲: میں چالیس سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے نبی بالقوۃ تھا اور چالیس سال کے بعد بالفعل نبی بنایا گیا۔

(یا)

۳: میں محض عالم ارواح میں نبی تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ وصف عظیم مجھ سے واپس لے لیا اور پھر اپنی عادت کریمہ کے تحت مجھے دوبارہ عالم اجساد میں چالیس برس کی عمر میں نبی بنایا۔ لہذا بجائے اس کہ ہم ”قَالُوا اذْعُ لَنَا رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَنَا مَا هِيَ“ کی گردان دھرائیں اور منطقی بحثوں میں پڑیں ہمارے لیے عافیت اسی میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک کو ترجیح دیتے ہوئے یہ تعبیر تسلیم کر لیں کہ آپ کی عالم ارواح والی نبوت دائم و مستمر تھی۔

قارئین محترم! اب آئیے اس حدیث مبارک کے ضمن میں پیش کی جانے والی چند تاویلات کا جائزہ لیں۔

پہلی تاویل: اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علم الہی میں نبی تھے اور ان کو مستقبل میں نبی بنایا جائے گا۔

جواب: یہ تاویل درج ذیل متعدد وجوہ کی بنا پر باطل ہے:

اولاً: اگر حدیث مذکورہ کا یہ معنی لیا جائے کہ تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت محمدی کا ثبوت محض علم الہی میں تھا، خارج میں نہ تھا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی امتیازی فضیلت باقی نہیں رہتی کیونکہ صرف نبی کریم کا نبی ہونا ہی اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا اللہ تعالیٰ کے علم شریف اور تقدیر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم یا تقدیر اس وقت کے ساتھ خاص نہیں ہے جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ازل سے ہے۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث بیان فرمانا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خارج میں بھی نبی ہوں۔

ثانیاً: سائلین نے ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال نہیں کیا تھا کہ علم الہی میں آپ کا نبی ہونا کب سے تھا اور نہ ہی یہ بات پوچھنے کی کوئی ضرورت تھی کیونکہ کائنات کی ہر چیز تخلیق کائنات سے پہلے بھی علم الہی میں تھی لہذا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ خلقت محمدی تو ساری کائنات سے پہلے ہو چکی تھی لیکن شرف نبوت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کب ہمکنار کیا گیا۔ جس کا جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دے رہے ہیں کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

ثالثاً: اس حدیث کو حقیقت پر محمول کرنے سے کون سا محال لازم آتا ہے کہ ہم حقیقی معنی سے عدول کر کے مجازی معنی مراد لیں۔ اگر کوئی کہے کہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت چالیس سال کی عمر میں عطا کی جاتی ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ان کے بچپن میں نبوت عطا کی گئی تھی جیسا کہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں۔ نیز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اس اصول سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کے وقوع پر یہی حدیث اور پچھلے صفحات پر بیان کی گئی دو آیات شاہد عادل ہیں۔ مزید دلائل اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

رابعاً: بلکہ اس حدیث مبارک کو مستقبل کے معنی میں سمجھنے سے محال لازم آتا ہے، جیسا کہ اس کے الفاظ ہیں ”جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے“ اور فریق مخالف کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال بعد نبی بنایا گیا تو اس وقت تو حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان نہ تھے۔ لہذا لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اس حدیث میں ”و“ حالیہ ہے یعنی کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام اس حال میں تھے کہ آپ کا روح مبارک آپ کے جسد اطہر میں داخل نہیں ہوا تھا۔

خامساً: اب ہم اس حدیث کے مفہوم اور اپنے موقف کو مزید واضح کرنے کے لیے متعدد اکابر علماء اور دیگر مسالک کے محققین کی تحقیقات پیش کرتے ہیں:

۱: امام ابو بکر احمد بن حسین آجری (التونی: ۳۶۰ھ) تحریر فرماتے ہیں:

إِنَّ نَبِيَّنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ نَبِيًّا مِنْ قَبْلِ خَلْقِ آدَمَ يَتَقَلَّبُ فِي أَصْلَابِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَبْنَاءِ الْأَنْبِيَاءِ بِالنِّكَاحِ الصَّحِيحِ حَتَّى أُخْرِجَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ۔

بے شک ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل سے ہمیشہ سے نبی رہے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے ابناء کے اصلااب میں نکاح صحیح کے ساتھ منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے بطن اطہر سے ظاہر فرمایا۔ (الشریعہ، ص: ۳۸۴)

۰: علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی: ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

۰: شیخ تقی الدین سبکی نے اپنی کتاب (التعظیم والمرتبة) میں لتومنین بہ ولتنصرفہ کی تقریر میں لکھا ہے:

”اور اس سے آپ کے اس فرمان کی بھی وضاحت ہوگئی۔ ”كنت نبيا و آدم بين

الروح والجسد“ اور جس شخص نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا کہ آپ علم الہی

میں نبی تھے یعنی آپ مستقبل میں نبی ہوں گے۔ اس کی اس معنی تک رسائی نہیں ہوئی

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم تو جمیع انبیاء کو محیط ہے، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت نبوت

سے موصوف کرنا اس مفہوم کو چاہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اس وقت میں

ثابت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام

اقدس کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا ”محمد رسول اللہ“ لہذا ضروری ہے کہ اس حدیث کا یہ معنی ہو

کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت متحقق تھی اور اگر اس سے مراد فقط علم ہو کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مستقبل میں نبی ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی

کوئی خصوصیت باقی نہیں رہے گی کہ ”میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور

جسم کے درمیان تھے“ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کو اس

وقت اور اس سے پہلے جانتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس

خصوصیت کو ثابت اور متحقق مانا جائے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس

خصوصیت سے آگاہ فرمایا تا کہ امت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مرتبہ کی معرفت

حاصل ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے، پھر انہیں اس معرفت کے

ذریعے خیر حاصل ہو۔“

- ۳: المواهب اللدنیہ، ج: ۱، ص: ۳۱، (مختصراً)، از علامہ احمد بن محمد قسطلانی (المتوفی: ۵۹۱۱ھ)
- ۴: سبل الہدی، ج: ۱، ص: ۸۱، (مختصراً)، از علامہ محمد یوسف شامی (المتوفی: ۵۹۳۲ھ)
- ۵: نسیم الرياض، ج: ۱، ص: ۳۷۹، از علامہ احمد شہاب الدین خفاجی (المتوفی: ۵۱۰۶۹ھ)
- ۶: المورد الروی، ص: ۲۲، (مختصراً)، از علامہ علی قاری (المتوفی: ۵۱۰۱۴ھ)
- ۷: شیخ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی: ۱۰۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:
- ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں بالفعل نبی تھے نہ کہ فقط علم الہی میں۔“
- (مدارج النبوة، ج: ۲، ص: ۳۳)
- ۸: امام ابن رجب حنبلی (المتوفی: ۷۹۵ھ) تحریر فرماتے ہیں:
- بَلْ قَدْ يُسْتَدَلُّ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُلِدَ نَبِيًّا۔
- ”بلکہ اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی پیدا ہوئے۔“ (لطائف المعارف، ص: ۱۶۳)
- ۹: علامہ محمد یوسف شامی (المتوفی: ۹۳۲ھ) ارشاد فرماتے ہیں:
- وَيُسْتَدَلُّ بِخَبْرِ الشَّعْبِيِّ وَغَيْرِهِ مِمَّا تَقَدَّمَ فِي الْبَابِ السَّابِقِ عَلَى أَنَّهُ وَوُلِدَ نَبِيًّا۔
- مفہوم یہ مطابق حدیث سابق۔ (سبل الہدی، ج: ۲، ص: ۸۳)
- ۱۰: علامہ محمد یوسف شامی (المتوفی: ۹۳۲ھ) مزید لکھتے ہیں:
- فَتَحْمَلُ هَذِهِ الرِّوَايَةُ مَعَ حَدِيثِ الْعَرَبِيَّاتِ السَّابِقِ عَلَى وَجُوبِ نُبُوَّتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُبُوَّتِهَا وَظُهُورِهَا فِي الْخَارِجِ۔
- ترجمہ: اس روایت کو حدیث عربیہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور خارج میں اس کے ثبوت اور ظہور پر محمول کیا جائے گا۔ (سبل الہدی، ج: ۱، ص: ۷۹)
- ۱۱: علامہ علی قاری (المتوفی: ۱۰۱۳ھ) تحریر فرماتے ہیں:

أَيُّ وَجَبَتْ لِي النَّبُوءَةُ وَالْحَالُ أَنَّ أَدَمَ يَعْنِي وَأَنَّهُ مَطْرُوحٌ عَلَى الْأَرْضِ
صُورَةً بِلَا رُوحٍ وَالْمَعْنَى أَنَّهُ قَبْلَ تَعَلُّقِ رُوحِهِ۔

ترجمہ: یعنی اس حال میں میرے لیے نبوت واجب ہو گئی جب حضرت آدم علیہ السلام کا
جسم بغیر روح کے زمین پر رکھا ہوا تھا اور اس کا معنی یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی
روح کا تعلق ابھی ان کے جسم کے ساتھ نہیں ہوا تھا۔ (مرقات، ج: ۱۰، ص: ۳۸)

۱۲: علامہ عبدالوہاب شعرانی (المتوفی: ۹۷۳ھ) لکھتے ہیں:

اگر تم یہ سوال کرو کہ کیا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کو بھی اس وقت نبوت دی
گئی، جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے..... اس کا جواب یہ ہے کہ ہم تک
یہ حدیث نہیں پہنچی کہ کسی اور کو اس وقت نبوت عطا کی گئی، دیگر انبیاء علیہم السلام اپنے ایام
رسالت محسوسہ میں نبی بنائے گئے۔

اگر تم یہ سوال کرو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا، میں اس وقت نبی تھا جب
حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں نہیں فرمایا،
میں اس وقت انسان تھا یا موجود تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
خصوصیت سے نبوت کا ذکر کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام
انبیاء علیہم السلام سے پہلے نبوت دی گئی کیونکہ نبوت اس وقت متحقق ہوتی ہے جب اللہ
تعالیٰ کی طرف سے مقدر کی ہوئی شریعت کی معرفت ہو جائے۔

(الیواقیت والجواہر، حصہ: ۲، ص: ۱۸)

۱۳: امام ابو شکور سالمی فرماتے ہیں:

لَإِنَّ النَّبِيَّ كَانَ نَبِيًّا قَبْلَ الْبُلُوغِ وَقَبْلَ الْوَجْهِ كَمَا أَنَّهُ نَبِيٌّ بَعْدَ الْوَجْهِ
وَبَعْدَ الْبُلُوغِ

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلوغت اور وحی سے پہلے بھی نبی تھے جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وحی اور بلوغت نبی تھے۔ (تمہید، ص: ۶)

شیخ مصطفیٰ بن سلیمان بابی زادہ الحنفی (المتوفی: ۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں:

(فَكَانَ نَبِيًّا وَادَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ) فَنبُوَّتُهُ، اَزَلِيٌّ وَنَبُوَّةٌ غَيْرِهِ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ حَادِثَةٌ“ فَهُمْ نَبِيُّونَ حِيْنَ الْبَعْثَةِ۔ (شرح فصوص الحکم، ص: ۳۱۱)

(آپ نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام آب و گل میں جلوہ گرتے) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ازلی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت حادث ہے کہ وہ بعثت کے وقت سے نبی ہیں۔

قارئین محترم! جن انبیاء علیہم السلام کی نبوت حادث ہے وہ تو بعثت کے وقت سے نبی ہوں اور ازلی نبوت سے متصف اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعثت کے وقت سے ہوں تو پھر ازلی و حادث نبوت میں فرق کیا رہا۔ لہذا اس عبارت سے دو پہر کے سورج کی طرح یہ بات عیاں ہوگئی کہ دیگر انبیاء تو بعثت کے وقت سے نبی ہیں لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت یعنی اعلان نبوت سے پہلے بھی نہیں تھے۔ نیز یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ بعثت سے مراد اعلان نبوت لیا جاتا ہے۔

۱۵: امام احمد رضا خان (المتوفی: ۱۳۴۰ھ) تحریر فرماتے ہیں:

”علامہ شمس الدین ابن الجوزی اپنے رسالہ ”میاذ“ میں ناقل حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جناب مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا۔ ”اے ابوالحسن! بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب العالمین کے رسول ہیں اور پیغمبروں کے خاتم اور روشن روادار روشن دست و پا والوں کے پیشوا، تمام انبیاء و مرسلین کے سردار نبی ہوئے، جب کہ آدم آب و گل میں تھے۔“ (تجلی الیقین، ص: ۸۷)

☆ آپ اپنی ایک اور بے مثال کتاب ”الامن والعلی“ میں امام قسطلانی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”خبردار ہو میرے باپ قربان ان پر جو بادشاہ و سردار ہیں اس وقت سے کہ آدم علیہ السلام ابھی آگ و گل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے۔“ (ص: ۱۰۵)

☆ یہی امام فتاویٰ رضویہ میں رقم طراز ہیں:

”تمام انبیاء و مرسلین اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی تھے اور اب بھی امتی ہیں۔“ (ج: ۹، ص: ۱۲)

۱۶: مفتی محمد اجمل سنبھلی لکھتے ہیں:

”ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یوم ولادت ہی سے متصف بہ نبوت تھے۔ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت چالیس سال کی عمر کے بعد کے لیے منحصر نہیں جیسا کہ ایک جماعت نے کہا بلکہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور اپنے یوم ولادت ہی سے متصف بہ نبوت ہیں بلکہ اس حدیث کہ میں نبی تھا اور آدم ابھی روح و جسم کے درمیان تھے، سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خلق اجسام سے پہلے عالم ارواح میں بھی متصف بہ وصف نبوت تھے اور یہ حضور علیہ السلام کا وصف خاص ہے۔“ (رد شہاب ثاقب، ص: ۲۵۷-۲۵۶)

۱۷: علامہ علی قاری کی مذکورہ بالا عبارت دیکھنے کے لیے ملاحظہ فرمائیں: شرح فقہ اکبر، ص: ۶۰

۱۸: امام النحو علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی تحریر فرماتے ہیں:

”اور ہم نے بجائے نبوت ظہور اس لیے کہا کہ غار حرا کی اس وحی سے نبوت کا ظہور شروع ہوا ہے ورنہ نبوت تو اس واقعہ سے ہزار ہا سال پیشتر عالم ارواح میں عطا ہو چکی تھی۔ اس وقت تک حضرت آدم علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔“ (بشیر القاری، ص: ۲۶)

۱۹: مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں:

”یہ تو خبر نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی کب سے ہیں اتنا پتا لگا ہے کہ جب آدم علیہ السلام آب و گل میں تھے، اس وقت بھی حضور نبی تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے..... اسی طرح حضور کی ولادت، ہجرت، مکی مدنی ہونا، انتقال کر جانا، یہ حضور کی آمد و روانگی کے نام ہیں۔ ورنہ حضور ولادت سے پہلے بھی نبی ہیں اور ابدالاً بادتک بھی نبی ہیں۔“ (رسائل نعیمیہ، ص: ۲۷۳-۲۷۲)

۲۰: غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی تحریر فرماتے ہیں:

”بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی روح ان کے بدن میں نہیں پڑی تھی تو میں اللہ کے علم میں نبی تھا۔ اب کوئی ان سے پوچھے کہ خدا کے بندو! کیا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کے علم میں تھے اور کوئی نبی اللہ کے علم میں نہیں تھا۔ بھائی! یہ کیا تماشہ ہے؟ اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سب نبی اللہ کے علم میں تھے تو پھر حدیث کا کیا مطلب ہوا؟ اس لیے محققین نے صاف کہا کہ ”کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد.....“ کا مفہوم یہ ہے کہ میں مسند نبوت پر جلوہ گر تھا اور ارواح انبیاء علیہم السلام کو نبوت کا فیض عطا فرما رہا تھا۔“ (مقصود کائنات، ص: ۳)

۲۱: علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری ارشاد فرماتے ہیں:

”یعنی یہ وحی خواب میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتی تھی اس لیے ہوتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کمال نبوت پر اظہار نبوت سے قبل ہی پہنچ چکے تھے جیسا کہ خود ارشاد فرمایا کنت نبیا و الادم لمنجدل بین طینتہ ہم عہدہ نبوت اس وقت حاصل کر چکے تھے جب کہ آدم اپنے خمیر میں تھے۔“ (طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ، ص: ۲۱۹)

۲۲: شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی تحریر فرماتے ہیں:

”آپ کو اس وقت نبوت مل چکی تھی جبکہ آدم علیہ السلام پانی و مٹی کے درمیان تھے۔“

(دین مصطفیٰ، ص: ۵۰-۴۹)

۲۳: علامہ جلال الدین احمد امجدی لکھتے ہیں:

”چالیس سال کی عمر میں منصب نبوت پر سرفراز ہوئے اگر اس کا مطلب یہ ہے تو صحیح ہے کہ چالیس سال کی عمر میں تبلیغ کا حکم ہوا تو حضور نے اعلان نبوت فرمایا اور اگر یہ مطلب

ہے کہ چالیس سال کی عمر سے پہلے وہ نبی نہیں تھے اور اس سے پہلے کی زندگی نبوی زندگی نہ تھی، تو غلط ہے..... ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا

ہونے سے پہلے بھی نبی تھے۔“ (فتاویٰ فیض رسول، حصہ اول، ص: ۱۴-۱۳)

مفتی شریف الحق امجدی تحریر فرماتے ہیں:

اس لیے کہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت بھی نبی تھے کبھی کسی نبی کے امتی نہ

رہے۔ (نزہۃ القاری، ج ۱ ص ۲۴۱)

۲۵: مفتی غلام فرید رضوی لکھتے ہیں:

”حالانکہ یہ ظاہر البطلان ہے جب قرآن کے نزول کے آغاز سے بھی پہلے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نبی تھے جیسا کہ ”واذ اخذ اللہ میثاق النبین.....“ والی آیت اور

”كنت نبيا و آدم بين الروح والجسد.....“ والی حدیث سے ثابت ہے۔“

(اثبات علم غیب، ج: ۱، ص: ۵۱)

۲۶: مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی رقمطراز ہیں:

”اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم یا تقدیر اس وقت کے ساتھ خاص نہیں ہے، جب

حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ازل میں

تھا اور تقدیر بھی ازل میں تھی اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی اللہ تعالیٰ کے علم

کے ساتھ کیا تخصیص ہے، تمام انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا اللہ تعالیٰ کے علم میں اور اس کی تقدیر میں ہے۔“ (تبیان القرآن، ج: ۱۲، ص: ۸۴۸)

☆ آپ ایک دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

”سو آپ کو بچپن میں نبوت عطا کر دی گئی تھی، البتہ چالیس سال کی عمر میں آپ کو اعلان نبوت کا حکم دیا گیا۔ (تبیان القرآن، ج: ۱۲، ص: ۸۴۳)

☆ آپ مزید فرماتے ہیں:

”اس آیت کا عموم بھی عالم ارواح کے بعد عالم بشریت میں آپ کی افضل نبوت کا متقاضی ہے اور جب حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کو دو یا تین سال کی عمر میں نبوت عطا کی گئی تو آپ جو رحمة للعلمین اور خاتم النبیین ہیں، قائد المرسلین اور محبوب رب العلمین ہیں، وہ کیوں کر اس نعمت سے محروم ہوں گے!“

۲۷: شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی لکھتے ہیں:

”اس سوال کے جواب نے واضح کر دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محض علم الہی کے لحاظ سے نہیں تھی بلکہ خارج اور واقع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اور روح اقدس اور حقیقت محمدیہ اس صفت کمال کے ساتھ موصوف و متصف تھی۔“

(تنویر الابصار، ص: ۲۰)

☆ مزید فرماتے ہیں:

”یہ حدیث اس جواب میں نہیں ہے کیونکہ اخذ میثاق تو یقیناً موقوف ہے وجود اور نبوت پر، مرتبہ تقدیر (اور علم الہی) میں میثاق ہونا نہ نقل اس کی مساعد ہے نہ عقل۔ لہذا اس روایت سے اور تھانوی صاحب کے اقرار و اعتراف سے واضح ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع موجود تھے اور نبوت کے ساتھ موصوف تھے۔“ (تنویر الابصار، ص: ۲۵)

☆ آپ اپنی ایک اور تصنیف ”کوثر الخیرات“ میں لکھتے ہیں

”لہذا ان دونوں حدیثوں میں جس نبوت کا ذکر فرمایا گیا وہ نبوت حقیقیہ ہے اور امر محقق اور خارجی ہے نہ کہ محض علم الہی کے لحاظ سے، ورنہ سب انبیاء علم الہی کے لحاظ سے اس وقت سے بلکہ اس سے پہلے بھی نبی تھے۔“ (ص: ۶۱)

☆ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

”ابھی انبیاء کرام اور رسولانِ عظام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس محبوب کو تاج نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اور جب پیدا ہو چکے تو سب کو اس شمع نبوت و رسالت کا پروانہ بنایا اور گلشن ہستی میں کوئی ایسا سر و بالا نہ رہنے دیا جو محبوب کی کمندِ عزت و عظمت کی زد میں نہ ہو۔“ (ص: ۸۸)

:۲۸ علامہ فیض احمد اویسی تحریر فرماتے ہیں:

”اہل اسلام کا عقیدہ و تحقیق یہ ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جملہ مخلوق سے پہلے پیدا ہوئے اور اسی وقت سے نبوت سے نوازے گئے اور عالم دنیا میں تشریف لانے سے پہلے اور بعد کو بھی نبوت سے موصوف تھے۔ ہاں چالیس سال کی عمر میں نبوت کا اظہار و اعلان کیا۔“ (پڑھا لکھا امی، ص: ۷۶)

:۲۹ مولانا منظور احمد شاہ صاحب لکھتے ہیں:

”جو رسول اپنی زبانِ فیض ترجمان سے یہ فرما چکا ہو کنت نبیا و آدم بین الماء والطين (میں اس وقت بھی نبی تھا کہ آدم کیچڑ (آب و گل، راقم) میں تھے بھلا اسے اپنی نبوت میں تر ڈ کیسے ہو سکتا ہے۔“ (علم القرآن، ص: ۳۰)

:۳۰ مفتی عبدالجید سعیدی لکھتے ہیں:

”اس سے بھی واضح ہوا کہ جمہورِ آئمہ و علماء اسلام خصوصاً احناف کا یہی مذہب ہے کہ

اعلانِ نبوت سے پہلے بھی آپ علیہ السلام پر وحی اترتی تھی اور آپ اس وقت بھی نبی تھے۔“ (ماہنامہ ”السعيد“ ملتان، ص: ۸۱)

۳۱: مفتی محمد خان قادری لکھتے ہیں:

”الغرض جب سلسلہ نبوت و رسالت (جو رحمت و خیر کا ذریعہ ہے) کے افتتاح کا موقع تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے نبوت عطا فرمائی اور جب سلسلہ نبوت و رسالت اپنے کمال و انتہا کو پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر دیا گیا۔“

(شرح سلام رضا، ص: ۱۲۰-۱۲۹)

نوٹ: شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی کے نام خطوط سے بھی واضح ہوتا ہے کہ مفتی محمد خان قادری صاحب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم بچپن میں نبی ہونے کے قائل ہیں۔

۳۲: علامہ اشرف سیالوی صاحب کے شاگرد رشید مولانا عبدالرزاق بھترالوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں:

”اصل تطبیق کی وجہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کو نبوت یا کتاب عطا تو اسی وقت فرمادی جب آپ علیہ السلام ماں کے پیٹ میں تھے البتہ لوگوں کو تبلیغ کرنے اور اعلان نبوت کا حکم بعد میں دیا گیا۔ تمام انبیاء کرام کی صورت حال یہی ہے۔“ (تذکرہ الانبیاء، ص: ۳۶۰)

۳۳: مکتبہ دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

”جواب یہ ہے کہ اگر یہ مراد ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تھی، تقدیر تمام اشیاء مخلوقہ کی ان کے وجود سے متقدم ہے۔ بس یہ تخصیص خود دلیل ہے اس کی کہ مقدر ہونا مراد نہیں بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہے مثبت لہ کے ثبوت کی۔ پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم ثابت ہو گیا..... جواب یہ ہے کہ تاخیر مرتبہ ظہور میں ہے مرتبہ ثبوت میں نہیں جیسے کسی کو تحصیل داری کا عہدہ آج مل جاوے اور تنخواہ بھی آج ہی

سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل میں بھیجے جانے کے بعد۔“

(نشر الطیب، ص: ۷، حاشیہ: دوسری اور تیسری روایت)

۳۴: انہی کے مفتی شفیع رقم طراز ہیں:

”بلکہ آپ کی نبوت کا زمانہ اتنا وسیع ہے کہ آدم علیہ السلام کی نبوت سے پہلے شروع ہوتا

ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آپ فرماتے ہیں کہ ”كنت نبيا و آدم بين الروح

والجسد“۔ (معارف القرآن، ج: ۲، ص: ۱۰۱)

۳۵: انہی کے علامہ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

”یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے اور آپ پر احکام نبوت جاری ہو چکے تھے

بخلاف انبیاء سابقین کے کہ ان پر احکام نبوت کا اجراء بعثت کے بعد ہوتا ہے۔“

(العرف الشذی، ج: ۲، ص: ۲۰۲)

۳۶: مکتبہ دیوبند کے حجۃ الاسلام قاسم نانوتوی ”كنت نبيا و آدم بين الماء و الطين“

کے تحت رقم طراز ہیں:

”اگر نبوت کا ایسا قدیم ہونا کچھ آپ ہی کے ساتھ مخصوص نہ ہوتا تو آپ مقام اختصاص

میں یوں نہ فرماتے۔“ (تحذیر الناس، ص: ۶)

۳۷: غیر مقلدین کے مناظر اشرف سلیم لکھتے ہیں:

دوسرا مطلب یہ ہے کہ رسول پاک کو حضرت آدم علیہ السلام میں نفخ روح سے پہلے نبوت

سے نوازا جا چکا تھا۔ (شان مصطفیٰ، ج: ۲، ص: ۵۰۵)

نوٹ: فاضل مقالہ نگار نے اپنی تحریر کے ابتدائی صفحات میں حدیث مذکور کی تشریح میں لکھا تھا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں نبی تھے، اس تاویل پر تبصرہ: آپ ابھی ملاحظہ

فرمائیں گے۔ بعد ازاں میر سید شریف جرحانی کے حوالہ سے یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنایا جائے گا۔ لیجئے، مولوی صاحب نے اس حدیث شریف سے بڑی صفائی سے اپنی جان چھڑالی۔ پہلے تو عالم ارواح میں نبوت کا قول پیش کیا اور اب اس موقف سے بھی دستبردار ہو گئے۔ لہذا اب ولادت پاک سے اعلان نبوت کے عرصہ کے ساتھ ساتھ عالم ارواح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بھی منکر ہو گئے۔ (العیاذ باللہ)

دوسری تاویل: مولوی صاحب لکھتے ہیں:

یہ عالم ارواح کی بات ہے اور عالم ارواح اور عالم دنیا کے معاملات مختلف ہوتے ہیں۔ جواب: عالم ارواح اور عالم دنیا کے معاملات واقعی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں لیکن اس طرح تو عالم دنیا اور عالم برزخ کے معاملات و احکامات بھی ایک جیسے نہیں۔ مولانا صاحب! کیا وہ احکامات جو انبیاء کرام پر ان کی ظاہری حیات مبارکہ میں لازم تھے وہ عالم برزخ میں بھی ان پر ویسے ہی لازم ہیں؟ اگر ہیں تو ثبوت پیش کریں اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا اب اگر رشدی جیسا کوئی ملعون کہے کہ تمام انبیاء کرام عالم دنیا میں نبی تھے، اب وہ عالم برزخ میں ہیں لہذا وہ نبی نہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) تو کیا اس کی اس بیہودہ بات کو تسلیم کیا جائے گا؟

ممکن ہے کہ آپ کا جواب معاذ اللہ اثبات میں ہو لیکن ہم کہیں گے کہ یہ خبیث قول قطعاً قابل التفات نہیں کیونکہ ہمارے نزدیک نبوت ایک ایسا عظیم وصف و منصب ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب و برگزیدہ بندوں کو عطا فرمانے کے بعد سلب نہیں فرماتا اگرچہ عالم بدلتے رہیں۔ اس ضمن میں چند دلائل ملاحظہ فرمائیں:

۱: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء کرام کو ان کے وصال مبارک کے بعد بھی نبی اور رسول کے نام سے یاد کیا ہے اور ان پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ

انبیاء کرام بعد از وصال بھی نبوت سے معزول نہیں ہوتے۔

۲: امام ابو شکور سالمی فرماتے ہیں:

”اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ نیند انبیاء کرام کی نبوت کو معزول نہیں کر سکتی اور اسی طرح یہ بھی اجماعی عقیدہ ہے کہ وصال سے بھی انبیاء کی نبوت معزول نہیں ہوتی۔ انبیاء کرام اپنے وصال کے بعد بھی انبیاء ہی ہیں۔ ارشاد بانی ہے:

(راسخین فی العلم) اللہ پر اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں بھی تفریق نہیں کرتے۔“ (تمہید: ص: ۷۷)

۳: حضرت علامہ شاہ فضل رسول بدایونی تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ: جو نبیوں کی عقل کا جانا ممکن مانے اس کے کافر ہونے کا اندیشہ ہے اور جو کسی نبی کی نبوت کا زائل ہونا ممکن ٹھہرائے وہ کافر ہو جائے گا، ایسا ہی تمہید میں ہے۔

(المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند، ص: ۱۷۱)

۴: مجدد امام احمد رضا خان لکھتے ہیں:

حاشانہ کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ السلام رسالت سے معزول ہوں گے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج: ۹، ص: ۱۲)

قارئین کرام! مولانا کے ایک قول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم ارواح میں نبوت مل چکی تھی۔ چونکہ مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نبی کی نبوت عطا فرمانے کے بعد سلب نہیں کی جاتی لہذا ثابت ہو گیا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے بھی نبی تھے۔

پھر سوال یہ ہے کہ اس عالم میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کیوں سلب

فرمائی جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ..... (الضحیٰ: ۴)

”آپ کی ہر بعد والی ساعت، پہلی ساعت سے بہتر ہے۔“

اس آیت کا عموم بھی عالم ارواح کے بعد عالم بشریت میں آپ کی افضل نبوت کا متقاضی

ہے۔

امام اہل سنت ارشاد فرماتے ہیں:

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل

اس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

ان کی نبوت، ان کی ابوت ہے سب کو عام

ام البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے

ثانیاً: یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں بالفعل نبی تھے اور ارواح

انبیاء کی تربیت فرما رہے تھے پھر آپ علیہ السلام سے معاذ اللہ کون سی ایسی لغزش ہو گئی تھی

جس کی پاداش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تقریباً چالیس سال تک اس ارفع و اعلیٰ مرتبہ

سے معاذ اللہ معزول کر دیا گیا۔

ثالثاً: اس امر میں کسی کو اختلاف نہیں کہ آقا علیہ السلام کا روح پر نور عالم ارواح میں بالفعل

نبوت سے متصف تھا۔ اب مولانا کسی ایک صحیح و صریح حدیث سے درج ذیل امور ثابت

کریں:

۱: جب عالم بدلاتو معاذ اللہ وہ روح پاک باقی نہ رہی۔

۲: جب عالم بدلاتو معاذ اللہ وہ روح پاک نبوت سے متصف نہ رہی۔

۳: عالم اجساد میں وہ جسد نوری معاذ اللہ باقی نہ رہا۔

۴: عالم اجساد میں اللہ تعالیٰ نے آقا علیہ السلام کے جسدِ پاک میں معاذ اللہ کوئی نئی روح ڈالی۔

اگر ایسا نہیں اور یقیناً ایسا نہیں تو پھر اپنے اس موقف پر ضرور نظر ثانی فرمائیں۔
مولوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

”وہاں سب لوگوں نے اللہ رب العزت کے سوال ”الست بربکم“ کے جواب میں ”بلی“ کہا تھا لیکن یہاں کوئی شداد، کوئی فرعون، کوئی ہامان اور کوئی ابولہب بن گئے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ عالم ارواح و عالم اجساد کا معاملہ مختلف ہے۔ اسی طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں ملائکہ و انبیاء کے نبی تھے لیکن یہاں نہ کوئی ملک نہ نبی، پھر آپ نبی کس کے تھے۔“

جواب: مولوی صاحب! ہم مانتے ہیں کہ جن لوگوں نے ”الست بربکم“ کے جواب میں ”بلی“ کہا تھا ان میں سے عالم اجساد میں آ کر کوئی شداد بن گیا تو کوئی فرعون، کوئی ہامان بن گیا تو کوئی ابولہب لیکن کیا آپ کوئی ایک مثال پیش کر سکتے ہیں کہ عالم ارواح میں جن انبیاء علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ نے میثاق لیا تھا ان میں سے کوئی ایک نبی بھی معاذ اللہ تم معاذ اللہ، استغفر اللہ، یہاں عالم اجساد میں آ کر اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے یا کم از کم یہ ثابت کر دیں کہ وہ نبی ہونے کے منصب پر قائم نہیں رہے (العیاذ باللہ)۔ اگر آپ یہ بات ثابت نہیں کر سکتے بلکہ آپ ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں کر سکتے تو پھر ایسے قیاس مع الفارق بلکہ فاسد و باطل و خبیث قیاس کا آپ جیسے مدعی علم و دانش سے صدور واقعہ ایک افسوس ناک امر ہے۔

ثانیاً: مولوی صاحب! پھر آپ نے صرف اس بات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس سے بھی مکروہ عبارت لکھی کہ ”اسی طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم، الخ“ استغفر اللہ یعنی آپ نے بڑی دیدہ دلیری اور بے باکی سے سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم ارواح میں

نبی ہونے اور بقول آپ کے عالم اجساد میں تقریباً چالیس سال تک نبی نہ ہونے کا موازنہ حکم خداوندی کے مطابق جانوروں سے بھی بدتر کفار بلکہ کفار کے سرداروں کے کفر سے کر دیا یعنی بقول آپ کے جس طرح عالم ارواح میں تو وہ مومن تھے لیکن عالم اجساد میں آ کر کافر ہو گئے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں نبی تھے لیکن عالم اجساد میں آ کر نبی نہ رہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

مولوی صاحب! آپ نے یہ کیسی منحوس تشبیہ پیش کی ہے؟ کیا علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ کا پیش کردہ قانون بھی آپ کے دل سے محو ہو گیا کہ:

وَالشَّرْطُ فِيهِ وَهُوَ أَنْ يَكُونَ عَلَى وَفْقِ الْمُمَثِّلِ لَهُ، مِنَ الْجِهَةِ الَّتِي تَعْلَقُ بِهَا التَّمْثِيلُ فِي الْعَظْمِ وَالصِّغْرِ وَالْخِصَّةِ وَالشَّرْفِ۔

(انوار التنزیل، ج: ۱، ص: ۳۷)

یہ جملہ لکھتے وقت آپ کے ہاتھوں میں مجبور و بے بس و بے زبان و بے جان قلم بھی یقیناً تڑپ رہا ہوگا، اس کا کلیجہ بھی پھٹ رہا ہوگا، وہ بھی زبان حال سے رورو کے آپ سے التجا کر رہا ہوگا کہ یہ بھیا تک جملہ نہ لکھیں جس سے اہل اسلام کے دل بری طرح گھائل ہو جائیں گے لیکن شاید خود ساختہ علمیت کے نامعقول نشہ میں مدہوش آپ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک سنگین جارحیت کا ارتکاب کر گئے۔ "ہذا بھی اللہ جل جلالہ کے حضور سر پہ تجود بول اور اس گستاخانہ عبارت سے رجوع کریں اور اپنے پیارے حبیب، شفیع المذنبین، راحت العاشقین، رؤف و رحیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور معافی کے درخواست گزار ہو جائیں اور یاد رکھیں آپ اپنے جیسے کسی عام آدمی سے معافی کے طلب گزار نہیں کہ آپ کو شرمندگی محسوس ہو بلکہ آپ نے تو

صفا کی بارگاہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

حالیہ: مولنا لکھتے ہیں لیکن یہاں نہ کوئی ملک نہ نبی، پھر آپ نبی کس کے تھے؟

ناظرین لیجئے! حضرت صاحب نے بڑی صفائی سے عالم دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی چالیس سالہ مبارک زندگی کے دوران انبیاء اور فرشتوں کے وجود سے بھی انکار کر دیا۔

بہت خوب مولنا بہت خوب! آپ واقعہ حقائق کا انکار کرنے میں یدِ طولی رکھتے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَإِنْ عَلَيْكُمْ لِحَفِظِينَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ (الانفطار، ۱۲-۱۰)

ترجمہ: اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں۔ معزز لکھنے والے۔ جانتے ہیں جو کچھ تم

کرو۔ (کنز الایمان)

ہمارا رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے:

لَهُ مُعَقَّبَاتٌ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ط

(الرعد، پارہ: ۱۳، آیت: ۱۱)

ترجمہ: آدمی کے لیے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے کہ بحکم خدا اس کی حفاظت

کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

تم لوگ برہنہ ہونے سے بچو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے) ہوتے ہیں جو تم سے صرف

قضاء حاجت کے وقت اور اس وقت جب مرد اپنی بیوی کے ساتھ عملِ تزویج کرتا ہے جدا

ہوتے ہیں۔ پس ان سے حیا کرو اور ان کی عزت کرو۔ (سنن ترمذی، ج: ۲، ص: ۱۰۳)

دیگر کئی احادیث سے ہر انسان کے ساتھ فرشتوں کے تقرر کا ذکر ہے اور اس طرح انبیاء علیہم السلام کا عالم دنیا میں تصرف فرمانا مابین الفرقین ایک مسلمہ حقیقت ہے پھر بھی فاضل مضمون نگار لکھتے ہیں کہ ”یہاں نہ کوئی ملک نہ نبی۔“

حیرت ہے مولانا صاحب نے چالیس برس کے طویل عرصہ کے لیے کس قدر بے باکی سے زمین سے فرشتوں کے انخلاء کا دعویٰ پیش کر دیا۔

دلیل چہارم:

عَنْ أَبِي ذَرِّ الْغِفَارِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ عَلِمْتَ أَنَّكَ نَبِيٌّ حَتَّى اسْتَيْقَنْتَ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرِّ أَتَانِي مَلَكَانِ وَأَنَا بَعْضُ بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَوَقَعَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ وَكَانَ الْآخَرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ أَهُوَ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَرِزْنُهُ بِرَجُلٍ فَوَزِنْتُ بِهِ فَوَزِنْتُهُ، ثُمَّ قَالَ فَرِزْنُهُ بِعَشْرَةِ فَوَزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنُهُ بِمِائَةِ فَوَزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنُهُ بِأَلْفٍ فَوَزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ كَأَنِّي أَنْظُرُ عَلَيْهِمْ يَنْتَثِرُونَ عَلَيَّ مِنْ خَفَةِ الْمِيزَانِ قَالَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ لَوْ وَزِنْتُهُ بِأُمَّتِهِ لَرَجَحَهَا۔

(دلائل النبوة، لابی نعیم، ص: ۷۱، دارمی، رقم: ۱۲، الخصائص الكبرى، ج: ۱، ص: ۶۵)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کب علم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز سے یہ علم ہوا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنی نبوت کا) یقین ہو گیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر! میرے پاس دو فرشتے آئے اور میں بطحاء مکہ میں تھا۔ ایک زمین پر اترا جبکہ دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان رہا۔ پس ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ وہی

ہیں۔ اس نے کہا: ہاں، ایک نے کہا: انہیں ایک آدمی کے ساتھ تولو، پھر میرا اس کے ساتھ وزن کیا گیا اور میرا پلڑا بھاری نکلا، پھر کہا: انہیں دس آدمیوں کے ساتھ تولو، پس میرا ان کے ساتھ وزن کیا گیا تو میرا پلڑا بھاری نکلا۔ پھر اس نے کہا: انہیں ایک سو آدمیوں کے ساتھ تولو، پس میرا ان کے ساتھ وزن کیا گیا تو میرا پلڑا بھاری نکلا۔ پھر اس نے کہا: انہیں ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ تولو پس میرا ان کے ساتھ وزن کیا گیا تو پھر میرا پلڑا بھاری نکلا میں نے دیکھا جیسے وہ ہلکے پلڑے سے میرے اوپر گر پڑیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: اگر تم ان کا ان کی امت کے ساتھ بھی وزن کرو گے تو پھر بھی ان کا پلڑا بھاری نکلے گا۔

دلیل پنجم:

عَنْ عُتْبَةَ ابْنِ عَبْدِ السَّلْمِيِّ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ رَجُلٌ "كَيْفَ كَانَ أَوَّلُ شَأْنِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كَانَتْ حَاضِنَتِي مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ فَأَنْطَلَقْتُ أَنَا وَابْنٌ لَهَا فِي بَهْمٍ لَنَا وَلَمْ نَأْخُذْ مَعَنَا زَادًا فَقُلْتُ يَا أُخِي اذْهَبْ فَأْتِنَا بِزَادٍ مِنْ عِنْدِ أُمَّنَا فَأَنْطَلَقَ أُخِي وَمَكَّثْتُ عِنْدَ الْبَهْمِ فَأَقْبَلَ طَائِرَانِ أَبْيَضَانِ كَانَهُمَا نَسْرَانِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ أَهْوَهُوَ قَالَ الْآخَرُ نَعَمْ فَأَقْبَلَا يَبْتَدِرَانِي فَأَخَذَانِي فَبَطَخَانِي لِلْقَفَا فَشَقَا بَطْنِي ثُمَّ اسْتَخْرَجَا قَلْبِي فَشَقَّاهُ فَأَخْرَجَا مِنْهُ عِلْقَتَيْنِ سَوْدَاوَيْنِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ ائْتِنِي بِمَاءٍ تَلْجُ فَعَسَلَ بِهِ جَوْفِي ثُمَّ قَالَ ائْتِنِي بِمَاءٍ بَرِدٍ فَعَسَلَ بِهِ قَلْبِي ثُمَّ قَالَ ائْتِنِي بِالسُّكِينَةِ فَذَرَّاهُ فِي قَلْبِي ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ حُصَّهْ فَحَاصَهُ وَخَتَمَ عَلَيْهِ بِخَاتِمِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اجْعَلْهُ فِي كِفَّةٍ وَاجْعَلْ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِهِ فِي كِفَّةٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَنَا

أَنْظُرُ إِلَى الْأَلْفِ فَوْقِي أَشْفِقُ أَنْ يَحْرَّ عَلَيَّ بَعْضُهُمْ فَقَالَ لَوْ أَنَّ أُمَّتَهُ وَزِنَتْ بِهِ لَمَالَ بِهِمْ ثُمَّ انْطَلَقَا وَتَرَكَانِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَفَرِقْتُ فَرَقًا شَدِيدًا ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى أُمِّي فَأَخْبَرْتُهَا بِالَّذِي لَقِيتُ فَأَشْفَقَتْ أَنْ يَكُونَ قَدِ التَّبَسَّ لِي فَقَالَتْ أَعِيدُكَ بِاللَّهِ فَرَحَلْتُ بِعِيرِ آلِهَا فَجَعَلْتَنِي عَلَى الرَّحْلِ وَرَكِبْتُ خَلْفِي حَتَّى بُلَّغْتَنَا إِلَى أُمِّي فَقَالَتْ أَدَيْتُ أَمَانَتِي وَذِمَّتِي وَحَدَّثْتُهَا بِالَّذِي لَقِيتُ فَلَمْ يَرُغْهَا ذَلِكَ وَقَالَتْ إِنِّي رَأَيْتُ حِينَ خَرَجَ مِنِّي يُعْنِي نُورًا أَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ۔

(دارمی، رقم: ۱۳، مسند احمد، مسند الشاميين، رقم: ۱۶۹۹۰، المعجم الكبير، ج: ۱، رقم: ۲۲۳، الاحاد والمثنى،

رقم: ۱۳۶۹، المستدرک، ج: ۲، ص: ۶۱۶، الخصائص الكبرى، ج: ۱، ص: ۶۳، دلائل النبوة للبيهقي، ج: ۲، ص: ۷۰).

عتبہ بن عبدالمسلمی نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی نبوت کی اول نشانی کیا تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بنو سعد بن بکر کے ہاں اپنی دایہ کے پاس تھا، میں اور ان کا بیٹا بکریاں چرانے کے لیے نکلے اور ہم نے اپنے ساتھ کھانا نہیں لیا تھا، میں نے کہا: اے بھائی! جائیں اور امی جان سے کھانالے آئیں۔ میرا بھائی چلا گیا اور میں جانوروں کے پاس رہا، پھر گدھا ایسے دوسفید پرندے آئے، ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ وہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، پھر وہ دونوں میری طرف لپکے، ان دونوں نے مجھے پکڑ کر زمین پر پشت کے بل لٹا دیا، پھر انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور میرا قلب نکالا اور اس سے دو سیاہ لوتھڑے نکالے، پھر ایک نے دوسرے سے کہا: برف کا پانی لاؤ، پھر انہوں نے اس پانی سے میرے پیٹ کو دھویا، پھر کہا: ٹھنڈا پانی لاؤ، پھر اس سے میرے دل کو دھویا، پھر کہا: چھری لاؤ اور پھر ٹھنڈا پانی میرے دل میں چھڑکا۔ پھر ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اس دل کو سیو، پس اس نے اسے سی دیا اور اس پر نبوت کی مہر لگا دی، پھر ایک نے دوسرے سے کہا: ان کو ایک پلڑے میں رکھو اور ان کی امت کے ایک ہزار افراد کو دوسرے پلڑے میں رکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں اپنے اوپر ہزاروں آدمیوں کو دیکھ رہا تھا اور مجھے ڈرتھا کہ ان میں سے

بعض مجھ پر گر پڑیں گے، پھر ان میں سے کسی نے کہا: اگر ان کا (پوری) امت کے ساتھ بھی وزن کیا گیا تو ان کا پلڑا بھاری ہوگا، پھر وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سخت جدائی محسوس ہوئی۔ پھر میں اپنی (رضائی) امی جان کے پاس گیا اور ان کو اس واقعہ کی خبر دی، ان کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں مجھ پر کوئی آفت آجائے گی، انہوں نے کہا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتی ہوں، وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوئیں اور مجھے اپنے پیچھے پالان پر بٹھایا، حتیٰ کہ ہم میری والدہ تک پہنچ گئے، میری (رضائی) ماں نے کہا: کیا میں نے اپنی امانت ادا کر دی اور اپنے ذمہ کو پورا کر دیا؟ اور وہ واقعہ بیان کیا جو مجھے پیش آیا، میری والدہ اس سے خوف زدہ نہیں ہوئیں اور فرمایا: میں نے دیکھا کہ مجھ سے ایک ٹور نکلا تھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

ویل ششم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں:

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَوَّلُ مَا ابْتَدَيْتَ بِهِ مِنْ أَمْرِ النَّبُوءَةِ فَقَالَ إِذْ سَأَلْتَنِي أَنِّي لَفِي صَحْرَاءَ أَمْشِي ابْنُ عَشْرِ حِجَجٍ إِذَا أَنَا بِرَجُلَيْنِ فَوْقَ رَأْسِي يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ أَهْوَ هُوَ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَا نَبِيَّ فَلَصَقَانِي بِحَلَاوَةِ الْقَفَاءِ، ثُمَّ شَقَّ بَطْنِي فَكَانَ جِبْرَيْلُ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ مِيكَائِيلُ يَغْسِلُ جَوْفِي.....

الخ۔ (دلائل النبوة، لابی نعیم، ص: ۷۱، الخصائص الكبرى، ج: ۱، ص: ۶۴)

یا رسول اللہ! آپ کے معاملہ نبوت کی اولین علامت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نے یہ سوال کیا تو سنو! میں دس سال کی عمر میں صحرا میں جا رہا تھا، میں نے اپنے اوپر دو آدمیوں کی بات سنی، ان میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا: کیا یہ وہی ہے؟ دوسرے نے کہا: ہاں! ان دونوں نے مجھے پکڑ کر گرا دیا، پھر میرا پیٹ شق کیا، حضرت جبریل سونے کے طشت میں پانی لا رہے تھے اور حضرت میکائیل میرے پیٹ کو دھور رہے تھے..... الخ۔

اولاً: اس حدیث سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک جب دس برس کی تھی، اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت کا علم و یقین تھا۔

ثانیاً: اس روایت میں یہ صراحت موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کو دیکھا اور ان کا کلام سنا جبکہ حدیث شریف میں یہ تصریح ہے کہ جو شخص نبی نہ ہو اور وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھے وہ آخر عمر میں نابینا ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں:

بَعَثَ الْعَبَّاسُ ابْنَهُ عَبْدَ اللَّهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَامَ وَرَاءَهُ وَعِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَتَى جِئْتَ يَا حَبِيبِي قَالَ مُدْسَاعَةَ قَالَ هَلْ رَأَيْتَ عِنْدِي أَحَدًا قَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَجُلًا قَالَ ذَاكَ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَلَمْ يَرَهُ خَلْقٌ إِلَّا أَعْمَى إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيًّا وَلَكِنْ أَنْ يَجْعَلَ ذَلِكَ فِي آخِرِ عُمُرِكَ۔ (المستدرک، ج: ۳، ص: ۵۳۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سو گئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد تھا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا اور فرمایا: اے میرے پیارے! تم کب آئے؟ انہوں نے کہا: ایک ساعت ہوئی، آپ نے پوچھا: کیا تم نے میرے پاس کسی شخص کو دیکھا؟ انہوں نے کہا: ہاں! میں نے ایک مرد کو دیکھا، آپ نے فرمایا: وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور مخلوق میں سے جو بھی جبرئیل علیہ السلام کو دیکھے گا وہ نابینا ہو جائے گا، سوائے اس کے کہ وہ نبی ہو، لیکن تم کو آخر عمر میں نابینا کیا جائے گا۔

علامہ ابن حجر مکی (المتوفی: ۷۶۳ھ) اس حدیث مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

وَلَمَّا رَأَى ابْنُ عَبَّاسٍ جِبْرَائِيلَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ يَرَاهُ خَلْقٌ

إِلَّا عَمِي إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيًّا وَلَكِنْ يَكُونُ ذَلِكَ آخِرَ عُمْرِكَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَكَذَلِكَ رَأَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ وَخَلْفٌ "لَمَّا جَاءَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِيمَانِ، وَلَمْ يَعْمُوا لِأَنَّ الظَّاهِرَ أَنَّ الْمُرَادَ مَنْ رَأَاهُ مُنْفَرِدًا بِهِ كَرَامَةً لَهُ"۔

(الفتاوى الحديثية، ص: ۹۱)

(یعنی) مخلوق میں سے جو بھی انہیں دیکھے گا وہ نابینا ہو جائے گا سوائے اس کے کہ وہ نبی ہو اور تمہیں آخری عمر میں نابینا کیا جائے گا۔ اسے امام حاکم نے نقل کیا اور اسی طرح آپ کو حضرت عائشہ، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما اور خلق نے دیکھا جب آپ ایمان کے بارے میں پوچھنے کے لیے آئے تھے لیکن وہ نابینا نہیں ہوئے کیونکہ یہ ظاہر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو آپ کو تنہا دیکھے، یہ آپ کی عظمت کے لیے ہے۔

پس اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچپن مبارک میں نبی نہ ہوتے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھنے کی وجہ سے اپنے ارشاد کے مطابق آخر عمر میں معاذ اللہ نابینا ہو جاتے لیکن ایسا ہرگز نہ ہوا تو معلوم ہوا جس وقت بچپن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے۔

مذکورہ بالا روایات بالکل واضح انداز میں اس حقیقت کو آشکار کر رہی ہیں کہ:

☆ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بچپن ہی میں اپنی نبوت کا نہ صرف علم تھا بلکہ محکم یقین تھا۔

☆ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شق صدر کے واقعہ کو اپنی نبوت پر بہ طور دلیل بیان فرمایا ہے لہذا ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک بچپن میں بھی نبی تھے۔

☆ فرشتوں نے ان روایات کی تصریح کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے تو لانا ہے تو لانا محالہ یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

مبارک بچپن میں بھی نبی تھے کیونکہ امت تو بہر حال نبی ہی کی ہوتی ہے۔

نوٹ: امام احمد رضا خان ارشاد فرماتے ہیں:

”ہاں ملائکہ کو ان کی شکل میں دیکھنا اور ان کا کلام سنانا ان دونوں باتوں کا اقتران غیر نبی کے لیے نہیں ہوتا۔ اب غیر نبی اگر ان کو دیکھے تو اس وقت ان کا کلام نہ سنے گا اور اگر ان کا کلام سنے ایسے وقت میں ان کو ان کی شکل میں نہ دیکھے گا جیسا کہ اس پر امام الطائفہ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے نص فرمائی۔“

(المعتمد المستند مع المعتقد المنتقد، ص: ۱۷۹)

قارئین کرام! دلیل ششم کے تحت ہم نے جو حدیث مبارک پیش کی ہے اس میں یہ صراحت پائی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں کو دیکھا بھی اور ان کا کلام بھی سنا۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جس وقت میں ان کا کلام سن رہا تھا اس وقت وہ میری نظروں سے غائب یا اوجھل ہو گئے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی منصب نبوت پر فائز تھے۔

دلیل ہفتم:

ایک مرتبہ کچھ یہود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا:
أُخْبِرْنَا عَنْ عَلَامَةِ النَّبِيِّ قَالَ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ۔

(مسند احمد، رقم: ۲۳۵۳، بخاری، کتاب التوحید، رقم: ۶۹۶۳)

ہمیں نبی کی علامت بتائیں، فرمایا: نبی کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل نہیں سوتا۔

محترم قارئین! سرور انبیاء علیہ السلام نے حالت نیند میں دل کا بیدار ہونا انبیاء کی علامت بتائی ہے نہ کہ ولیوں کی۔ اب آئیے شام کے سفر کے دوران بحیرہ راہب کے پوچھے گئے سوال اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیئے گئے جواب کو ملاحظہ فرمائیں:

سَأَلَهُ عَنْ نَوْمِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔

(الخصائص الكبرى، ج: ۱، ص: ۸۵، دلائل النبوة لابی نعیم، ص: ۵۲)

اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیند کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

لیجئے! مسئلہ حل ہو گیا۔ اب اس روایت کے بعد کسی بھی عاشق و محبت امتی کے لیے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن مبارک میں منصب نبوت پر فائز ہونے کے بارے میں قطعاً کسی شک و

شبه یا انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ویل ہشتم:

وَتَقَلَّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ كَتَحْتَ حَضْرَتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ارشاد

فرماتے ہیں:

مِنْ نَبِيِّ إِلَى نَبِيٍّ حَتَّى أُخْرِجَتْ نَبِيًّا۔

(المعجم الكبير، ج: ۱۱، ص: ۲۸۷، رقم: ۱۲۰۲۱، تفسير ابن ابی حاتم، ج: ۹، ص: ۲۸۲۸،

الطبقات الكبرى، ج: ۱، ص: ۲۵، الجامع لاحكام القرآن، ج: ۱۳، ص: ۳۰، ابن كثير، ج: ۳،

ص: ۳۵۷، روح البيان، ج: ۶، ص: ۳۱۳، المواهب اللدنية، ج: ۱، ص: ۱۲۸)

یعنی ایک نبی (کی پشت) سے دوسرے نبی تک حتیٰ کہ مجھے اس حال میں ظاہر فرمایا کہ میں

نبی تھا۔

اس حدیث مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نسب میں سے اعلیٰ و ارفع ترین

ہستیوں یعنی انبیاء کرام کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ مجھے نبی بنا کر ظاہر فرمایا گیا۔ پس ثابت ہوا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر سے ظہور کے وقت بھی نبی تھے۔

ہو نہ ہو آج کچھ میرا ذکر حضور میں ہوا

ورنہ میری طرف خوشی دیکھ کے مسکرائی کیوں

دلائل کا تجزیہ:

فاضل مصنف نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے جن آیات و احادیث سے استدلال کیا ہے ان کے بارے میں ہماری معروضات درج ذیل ہیں۔

ووجدک ضالاً فہدی (الضحیٰ: ۷) سے استدلال:

مولانا نے اس آیت کا ترجمہ کنزالایمان سے لکھا ہے یعنی ”ہم نے آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی“ پھر لکھتے ہیں:

”اس آیت کریمہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چالیس سال سے قبل نبی نہ ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ نبی محبت الہی میں از خود رفتہ نہیں ہوتا۔“

قارئین کرام! اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے اس ترجمہ سے خاص طور پر چالیس برس کی مدت کے تعیین کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی نہ ہونے کا اثبات کرنا صرف مولانا کا ہی خاصہ ہے وگرنہ اگر آپ حساس ترین خوردبین بھی استعمال کر لیں تو پھر بھی آپ کو یہ نظریہ اس ترجمہ سے ہرگز نہیں ملے گا۔۔۔۔۔ اور ملے گا بھی کیسے، جب خود صاحب ترجمہ علیہ الرحمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت بھی نبی ہونے کے قائل ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام آب و گل میں جلوہ گر تھے جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ واقعی مولانا اتنے باریک بین واقع ہوئے ہیں کہ جس چیز کا وجود نہ بھی ہو وہ بھی انہیں نظر آ جاتی ہے جیسے عین دوپہر کے وقت ریگستان میں سفر کرتے ہوئے پیاس سے بے چین مسافر کو اپنے سامنے پانی نظر آتا ہے لیکن وہ پانی نہیں بلکہ سراب ہوتا ہے۔

پھر مولانا نے امام ابو منصور ماتریدی علیہ الرحمہ کی درج ذیل پسندیدہ توجیہ پیش کی ہے:

ووجدک ضالاً عن النبوة ای جاہلاً فہداک للنبوة

”اور آپ کو نبوت سے لاعلم پایا تو نبوت کی طرف ہدایت فرمائی۔“

پھر تفسیر کبیر سے ایک توجیہ پیش کی، جس کا لب لباب بھی یہی ہے کہ آپ نبوت سے لاعلم تھے۔ اس سلسلہ میں ہماری معروضات درج ذیل ہیں:

اولاً: مولانا نے جو ترجمہ اختیار فرمایا اس میں اور تفسیری اقوال میں کوئی مطابقت نہیں کیونکہ ترجمہ میں ضال بہ معنی ”محبت میں خود رفتہ“ یعنی محبت میں مستغرق ہے جب کہ تفسیری اقوال میں ضال بہ معنی معاذ اللہ ”جاہل“۔

ثانیاً: ہم آئندہ صفحات پر جو تحقیق پیش کریں گے اس سے نبوت کے بارے میں جہالت یا لاعلمی پر مبنی اقوال کا مرجوح ہونا اظہر من الشمس ہو جائے گا لہذا ہم ایسے کسی بھی قول کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے جو ان صحیح روایات سے متصادم ہو۔

ثالثاً: تفسیر ”تاویلات اہل السنہ“ میں اعلم الخلق، عالم ماکان وما یکون حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ ”جاہل“ کا استعمال اور مولانا کا بالخصوص اس قول کو پسند کرنا بھی ایک تشویش ناک امر ہے۔ اگر امام صاحب علیہ الرحمہ نے واقعی یہ لفظ استعمال فرمایا ہے اور یہ کسی قسم کی تحریف کا نتیجہ نہیں تو ہم اس قول سے مکمل طور پر برأت کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ کتب عقائد میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے لیے برے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے اور قبیح عبارت جیسے لفظ ”جاہل“ کذب، معصیت سے پرہیز کرنا چاہیے چنانچہ علامہ علی قاری علیہ الرحمہ کا تعاقب کرتے ہوئے امام اہل سنت مجددین و ملت الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ ملا علی قاری پر رحم فرمائے جس سے منع فرمایا اسی میں پڑے..... ان کے لیے مناسب یہ تھا کہ یوں کہتے یعنی ”تم کو پایا کہ اب تک تمہارے پاس ایمان کی تفصیل کا علم نہ آیا تو تم کو راہ دی اور تم کو عطا کیا۔“ کیا آپ نے نہ دیکھا کہ آپ کے رب نے کس طرح فرمایا ”ما کنت تدری“ یہ نہ فرمایا کہ ”تم جاہل تھے“ تو پاکی ہے اس ذات کی جس نے محمد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بڑھائی۔“ (المعتمد المستند (مترجم)، ص ۲۶۸)

نیز تاویلات اہل السنہ کے حوالے سے آپ نے ”ضالاً عن النبوة ای جاہلاً“ والی عبارت جو نقل کی ہے یہ ہرگز اس طرح ان الفاظ کے ساتھ وہاں موجود نہیں۔ یہ عبارت حضرت صاحب کی ایجاد کردہ ہے جو کہ امام صاحب پر بہتان، اہل سنت پر نہایت ثقیل اور مخالفین اہل سنت کی ہرول عزیز ہے۔

اس کے بعد مولانا نے مختلف کتب کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی اور اس سے ثابت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے نبی نہیں تھے۔ ہم وہ روایت صحیح ابن حبان سے تفصیلاً قارئین کے لیے تحریر کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا هَمَمْتُ بِقَبِيحٍ مِمَّا هَمَّ بِهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ كَلْتَاهُمَا
عَصَمَنِي اللَّهُ مِنْهَا قُلْتُ لَيْلَةَ لِفْتَى كَانَ مَعِيَ مِنْ قُرَيْشٍ بِأَعْلَى مَكَّةَ فِي غَنَمٍ لَاهِلِنَا
يَرْعَاهَا أَبْصِرُ لِيُغَنِمِي حَتَّى أَسْمُرَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ بِمَكَّةَ كَمَا يَسْمُرُ الْفِتْيَانُ قَالَ: نَعَمْ
فَخَرَجْتُ فَلَمَّا جِئْتُ أَدْنَى دَارٍ مِنْ دُورِ مَكَّةَ سَمِعْتُ غِنَاءً وَصَوْتَ دُفُوفٍ
(وَمَزَامِيرٍ) قُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: فُلَانٌ تَزُوجُ فُلَانَةَ، لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ تَزُوجُ
امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ، فَلَهُوْتُ بِذَلِكَ الْغِنَاءِ وَبِذَلِكَ الصَّوْتِ حَتَّى غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ
فَنِمْتُ فَمَا أَيْقَظُنِي إِلَّا مَسُّ الشَّمْسِ فَرَجَعْتُ إِلَى صَاحِبِي فَقَالَ: مَا فَعَلْتَ؟
فَأَخْبَرْتَهُ، ثُمَّ فَعَلْتُ لَيْلَةَ أُخْرَى بِمِثْلِ ذَلِكَ فَخَرَجْتُ فَسَمِعْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقِيلَ
لِي مِثْلَ مَا قِيلَ لِي فَسَمِعْتُ كَمَا سَمِعْتُ حَتَّى غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَمَا أَيْقَظُنِي إِلَّا مَسُّ
الشَّمْسِ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى صَاحِبِي فَقَالَ لِي: مَا فَعَلْتَ؟ قُلْتُ: مَا فَعَلْتُ شَيْئًا قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَوَاللَّهِ مَا هَمَمْتُ بَعْدَهُمَا بِسُوءٍ مِمَّا يَعْمَلُهُ أَهْلُ
الْجَاهِلِيَّةِ حَتَّى أَكْرَمَنِي اللَّهُ بِنُبُوَّتِهِ (ج: ۹، ص ۵۵-۵۶)۔

مفہوم: یعنی میں نے سوائے دو مرتبہ کے کبھی بھی کسی فتیح کام کا ارادہ نہیں کیا جو دور جاہلیت میں لوگ کرتے تھے اور دونوں مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اس سے میری حفاظت فرمائی، ایک رات میں نے ایک قریشی نوجوان جو کہ مکہ کے بلند مقام پر میرے ساتھ بکریاں چراتا تھا، سے کہا کہ میری بکریوں کی حفاظت کرو حتیٰ کہ میں اس رات مکہ میں باتوں میں مشغول ہو جاؤں جس طرح کہ نوجوان باتیں کرتے ہیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ پس میں چلا گیا اور جب میں مکہ کے نشیبی گھروں کے پاس آیا تو میں نے گانے اور دف کے بجنے کی آواز سنی۔ میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا: فلاں شخص نے فلاں عورت سے شادی کی ہے فلاں قریشی آدمی نے قریشی عورت سے شادی کی ہے۔ پس میں وہ گانا سننے لگا (معاذ اللہ) حتیٰ کہ میری آنکھیں مجھ پر غالب آ گئیں اور میں سو گیا اور مجھے صرف سورج ہی نے جگایا۔ پس میں اپنے دوست کے پاس واپس آیا۔ اس نے کہا: آپ نے کیا کیا؟ میں نے اسے بتایا۔ اگلی رات میں نے پھر اسی طرح کیا۔ میں وہاں سے چلا گیا، پس میں نے اس کی مثل سنا، مجھے وہی کہا گیا جو مجھے کہا گیا تھا۔ پس میں نے سنہ جیسا کہ میں نے سنا تھا حتیٰ کہ مجھ پر میری آنکھیں غالب آ گئیں اور مجھے صرف سورج ہی نے جگایا۔ پھر میں اپنے دوست کے پاس واپس آیا تو اس نے مجھ سے کہا: آپ نے کیا کام کیا؟ میں نے کہا جو کچھ میں نے کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم میں نے ان دو واقعات کے بعد کبھی بھی ایسے برے کام کا ارادہ نہیں کیا جو اہل جاہلیت کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا۔

قارئین محترم! اس سے پہلے کہ ہم اس حدیث کے متعلق کسی قسم کی رائے کا اظہار کریں ہم ذیل میں انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے بارے میں محققین کی آراء پیش کرتے ہیں:

امام الائمہ سراج الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كُلُّهُمْ مُنْزَهُونَ عَنِ الصَّغَائِرِ وَالْكَبَائِرِ

وَالْكَفْرِ وَالْقَبَاحِ (الفقه الاکبر، ص: ۵۶)

”تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے اور کفر اور فتنج افعال سے پاک ہوتے ہیں۔“

۲: حضرت علامہ علی قاری (المتوفی: ۱۰۱۳ھ) اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

هَذِهِ الْعِصْمَةُ ثَابِتَةٌ لِلْأَنْبِيَاءِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَبَعْدَهَا عَلَى الْإِصْحَاحِ۔

صحیح مذہب میں انبیاء کرام کے لیے یہ عصمت قبل از نبوت بھی ثابت ہے اور بعد از نبوت بھی۔

۳: علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی (المتوفی: ۸۱۶ھ) لکھتے ہیں:

مَا هُوَ الْمُخْتَارُ عِنْدَنَا وَهُوَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ فِي زَمَانِ نُبُوَّتِهِمْ مَعْصُومُونَ عَنِ الْكِبَائِرِ مُطْلَقًا وَعَنِ الصَّغَائِرِ عَمْدًا۔

ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے زمانہ نبوت میں مطلقاً گناہ کبیرہ اور عمدہ صغیرہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ (شرح مواقف، ج: ۸، ص: ۲۶۵)

۴: صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی (المتوفی: ۱۳۶۷ھ) لکھتے ہیں:

اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ عمدہ صغائر سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔ (بہار شریعت، ج: ۱، ص: ۸)

نوٹ: یاد رہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبل النبوة وبعدها کا اطلاق ہمیں مضر نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بچپن سے ثابت ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

جب بھی یہ اصطلاح استعمال کی جائے گی اس میں لفظ ”اعلان“ مقدر تسلیم کیا جائے گا۔

مزید تفصیل اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہمارے نبی علیہ السلام بعثت سے قبل بھی ہر قسم

کے کبیرہ گناہوں سے معصوم تھے۔ لہذا ایسی روایت جو ہمارے پاک نبی علیہ السلام کے پاک دامن کو درج ذیل گناہوں:

۱: معصیت کا عزم

۲: گناہ کی مجلس کی طرف ارادۂ جانا

۳: گانا وغیرہ سننا

۴: قبیح اعمال پر مبنی ایسی مجلس میں شریک ہونا

سے معاذ اللہ ملوث کرنے کی کوشش کرنے ہم اسے ہرگز تسلیم نہیں کریں گے بلکہ جمہور علماء و محققین کی ہدایت کے مطابق مردود تسلیم کریں گے۔ ملاحظہ فرمائیں:

○ علامہ سعد الدین بن عمر تفتازانی (المتوفی: ۷۹۱ھ) لکھتے ہیں:

وَالْجَوَابُ عَنْهُ إِمَّا إِجْمَالًا أَنْ مَا نَقَلَ أَحَادًا مَرْدُودًا۔

اور اجمالی جواب یہ ہے کہ (خلاف عصمت) روایت جو خبر واحد ہو مردود تسلیم کی جائے گی۔

(شرح المقاصد، ج: ۲، ص: ۱۹۲، شرح المواقف، ج: ۸، ص: ۲۶۸)

○ علامہ عبدالعزیز پرہاروی فرماتے ہیں:

فَقَدْ صَرَّحَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ بِأَنَّ نِسْبَةَ الرُّوَاةِ إِلَى الْكِذْبِ أَوْ الْخَطَاءِ

أَوْلَى مِنْ نِسْبَةِ الْأَنْبِيَاءِ إِلَى الْمَعَاصِي۔

بے شک کئی ایک آئمہ نے تشریح فرمائی کہ راویوں کی طرف جھوٹ اور خطا کی نسبت اس

بات سے بہتر ہے کہ گناہ کی نسبت انبیاء کی طرف کی جائے۔ (نبراس، ص: ۴۵۵)

ہمارے پسندیدہ تفسیری اقوال:

اب اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ہم اپنے پسندیدہ تفسیری اقوال قارئین کے ذوق طبع کے

لیے پیش کرتے ہیں:

پہلا قول: اس میں گمراہی کی نسبت قوم کی طرف ہے:

وَجَدَكَ ضَالًّا: آئ: فِي قَوْمٍ ضَالِّينَ فَهَذَا هُمْ اللَّهُ تَعَالَى بِكَ-

”یعنی آپ کو گمراہ قوم میں پایا تو آپ کے وسیلے سے ان کو ہدایت دی۔“

- ۱: السراج المنير، لامام الخطيب الشربيني (المتوفى: ۹۷۷ھ) ج: ۸، ص: ۳۶۸
- ۲: الفتحاح الالهيه، علامه سليمان بن عمر المعروف بالجمل (المتوفى: ۱۲۰۲ھ) ج: ۸، ص: ۳۶۳
- ۳: اللباب في علوم الكتاب، امام ابى حفص عمر بن على ابن عادل (المتوفى: ۸۸۰ھ) ج: ۲۰، ص: ۳۸۹
- ۴: الصاوى، علامه احمد بن محمد صاوى (المتوفى: ۱۲۲۳ھ) ج: ۶، ص: ۲۳۸۲
- ۵: الكشف والبيان، امام ابو اسحاق بن محمد ثعلبي (المتوفى: ۴۲۷ھ) ج: ۱۰، ص: ۲۲۶
- ۶: الكبير، امام فخر الدين رازى (المتوفى: ۶۰۶ھ) ج: ۳۲، ص: ۱۹۶
- ۷: غرائب القرآن، علامه نظام الدين حسين بن محمد (المتوفى: ۷۲۸ھ) ج: ۳۰، ص: ۱۱۷
- ۸: تفسير سمرقندى، علامه ابو الليث نصر بن محمد (المتوفى: ۳۷۵ھ) ج: ۳، ص: ۲۸۷
- ۹: الوسيط، علامه طنطاوى مصرى (المتوفى: ۱۳۵۹ھ) ج: ۱۵، ص: ۲۳۰
- ۱۰: فتح البيان، نواب صديق حسن (غير مقلد) ج: ۷، ص: ۲۸۷

دوسرا قول: اس میں بھی گمراہی کی نسبت قوم کی طرف ہے لیکن انداز مختلف ہے:

وَجَدَ رَهْطَكَ ضَالًّا فَهَذَا هُوَ بِكَ-

آپ کی قوم کو گمراہ پایا تو آپ کے ذریعے اسے ہدایت دی۔

- ۱: ”النهر الماد“، علامه ابو الحیان محمد اندلسی (المتوفى: ۷۵۳ھ) ج: ۴، ص: ۱۲۷۸
- ۲: اللباب في علوم الكتاب، امام محمد بن على ابن عادل (المتوفى: ۸۸۰ھ) ج: ۲۰، ص: ۳۹۱
- ۳: روح المعاني، علامه سيد محمود آلوسى (المتوفى: ۱۲۷۰ھ) ج: ۳۰، ص: ۵۳۲

- ۴: البحر المحيط، علامہ ابو الحیان محمد بن یوسف اندلسی (المتوفی: ۷۵۴ھ) ج: ۸، ص: ۴۸۶
- ۵: تفسیر ماجدی، عبدالماجد دریا آبادی (دیوبندی)، ج: ۷، ص: ۱۲۰۰
- ۶: علامہ ابو الحسن علی بن محمد ماوردی (المتوفی: ۴۵۰ھ) فرماتے ہیں:
- وقراء الحسن: وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهُدِي، أَي وَجَدَكَ الضَّالَّ فَاهْتَدِي
- بک (النکت والعیون، ج: ۶، ص: ۲۹۴)
- ۷: یہ تفسیر امام قرطبی نے بھی فرمائی ہے: (الجامع لاحکام القرآن، جز: ۲۰، ص: ۹۰)

تیسرا قول:

أَي وَحِيدًا لَيْسَ مَعَكَ نَبِيٌّ غَيْرُكَ فَهَدَيْتُ بِكَ الْخَلْقَ إِلَىٰ-

۱: (الكشف والبيان، ج: ۱۰، ص: ۲۲۸)

یعنی آپ کو تنہا پایا، آپ کے ساتھ کوئی اور نبی نہیں تھا پس آپ کے ذریعے میں نے مخلوق کو اپنی طرف ہدایت دی۔

۲: یہی تفسیر ملاحظہ فرمائیں: (تفسیر الشعالبی، ج: ۵، ص: ۶۰۲)

قارئین محترم! ضال اور عاکل کی نسبت قوم کی طرف کرنے کو درج ذیل روایت سے تقویت ملتی ہے جو کہ مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل فرمائی، ملاحظہ فرمائیں:

”جب جرآنہ کے اموال غنیمت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش و دیگر اقوام عرب کو عطا فرمائے اور انصار کرام نے اس میں سے کوئی شے نہ پائی، انہیں (اس خیال سے کہ شاید حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر اب وہ نظر توجہ و کرم نہ رہی شاید اب اپنی قوم قریش کی طرف زیادہ التفات فرمائیں بمقتضائے سنت عشاق کہ دوسروں پر لطف محبوب زائد دیکھ کر رنجیدہ و کبیدہ ہوتے ہیں) ملال گزرا یہاں تک کہ بعض کی زبان پر بعض کلمات شکایت آمیز آئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا، خاطر انور پر ناگوار گزرا انہیں جمع کر کے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ اَجِدْكُمْ ضَلٰلًا فَهٰذَا كُمْ اَللّٰهُ اَلَمْ اَجِدْكُمْ عٰلَةً فَاغْنٰكُمْ اَللّٰهُ۔

کیا میں نے تمہیں نہ پایا گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمہیں راہ دکھائی کیا میں نے تمہیں نہ پایا محتاج پس اللہ عزوجل نے تمہیں تو نگری دی۔“ (الامن والعلی، ص: ۶۶)

یہ حدیث مبارک بعینہ یا الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ ان کتب احادیث میں موجود ہے:

۱: صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۳۹۸۵ ۲: صحیح مسلم، کتاب الزکاة، رقم: ۱۷۵۸

۳: مسند احمد، مسند المدینین، رقم: ۱۵۸۷۳

نبوت سے لاعلم:

اسی طرح مولانا نے یہ توجیہ بھی پیش کی ہے کہ آقا علیہ السلام اپنی نبوت سے لاعلم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امید بھی نہ تھی اور نہ ہی آپ علیہ السلام کے دل میں یہ خیال گزرا کہ آپ نایب السلام کو نبی بنایا جائے گا۔

معزز قارئین! آئیے! اب اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس برس کی عمر مبارک سے پہلے اپنی نبوت کا علم تھا یا نہیں۔

۱: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ابو طالب شام کی طرف گئے، ان کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے شیوخ تھے۔ جب وہ ایک راہب کے پاس پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے اور انہوں نے اپنا سامان سفر کھول دیا۔ ان کے پاس وہ راہب آیا، اس سے پہلے وہ وہاں سے گزرتے تھے تو وہ راہب ان کے پاس نہیں آتا تھا اور نہ ہی ان کی طرف توجہ کرتا تھا۔ ابھی وہ اپنا سامان کھول رہے تھے کہ وہ راہب ان کے درمیان آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

هٰذَا سَيِّدُ الْعٰلَمِيْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ يَبْعَثُهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

”یہ سید العالمین ہیں، یہ رب العالمین کے رسول ہیں، اللہ ان کو رحمتہ للعالمین بنا کر مبعوث

فرمائے گا۔“

قریش کے شیوخ نے راہب سے کہا: تمہیں اس بات کا کیسے علم ہوا؟ راہب نے کہا: جب تم گھاٹی سے اتر رہے تھے تو ہر پتھر اور درخت سجدے میں گر گیا تھا اور وہ نبی کے علاوہ اور کسی کو سجدہ نہیں کرتے اور میں ان کو مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو ان کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سب کی طرح ابھری ہوئی ہے۔ پھر وہ لوٹ گیا اور ان سب کے لیے کھانا بنا کر لایا، پھر جب وہ ان کے پاس پہنچا تو وہ اونٹوں کو چرا رہے تھے، اس نے کہا: ان کو بلاؤ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور اس وقت بادل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سایہ کر رہا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس پہنچے تو سب لوگ درخت کے سایہ میں پہلے ہی بیٹھ چکے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے تو درخت کا سایہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مڑ گیا۔ راہب نے کہا: درخت کے سایہ کو دیکھ وہ آپ پر جھک گیا۔ راوی فرماتے ہیں: جب راہب لوگوں کے پاس کھڑا تھا تو وہ ان سے کہنے لگا: ان کو روم کی طرف نہ لے جانا، کیونکہ اگر رومیوں نے ان کو دیکھ لیا تو ان کی صفت سے ان کو پہچان کر قتل کر دیں گے، پھر اس نے دیکھا تو سات رومی ان کے سامنے آ گئے۔ اس نے کہا: تم کیوں آئے ہو؟ انہوں نے کہا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ نبی اس مہینہ آنے والا ہے اور ہم نے ہر راستے میں اس کی تلاش میں لوگوں کو مامور کر دیا ہے اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ اس راستہ میں آنے والا ہے۔ راہب نے کہا: کیا تمہارے پیچھے تم سے کوئی بہتر آدمی بھی ہے؟ انہوں نے کہا: ہمیں آپ کے اس راستے کی خبر دی گئی ہے۔ راہب نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کام کو کرنا چاہتا ہو کیا اس کو کوئی شخص رد کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور وہاں پر ٹھہر گئے۔ پھر راہب نے کہا: میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ ان کا ولی کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ابوطالب ہیں، پھر وہ راہب ان سے باتیں کرتا رہا حتیٰ کہ ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس بھیج دیا اور حضرت ابو بکر و حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ

عنہما کو (یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھیج دیا اور راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روٹی اور زیتون بہ طور زائراہ دیا۔“

(ترمذی، ج: ۲، ص: ۲۰۲، الخصائص الكبرى، ج: ۱، ص: ۸۳، دلائل النبوة للبيهقي، ج: ۲، ص: ۲۴)

یہ واقعہ معمولی تغیر و تبدل کے ساتھ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے:

(السيرة النبوية لابن هشام، ج: ۱، ص: ۱۹۳، البداية والنهاية، لابن كثير، ج: ۲، ص: ۲۸۳)

○ امام ترمذی اس حدیث کو تحریر فرما کر لکھتے ہیں:

حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ يَعْنِي يَهْدِي حَسَنًا غَرِيبًا.

○ امام حاکم فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ.

یعنی یہ حدیث امام بخاری و امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ (مستدرک، ج: ۲، ص: ۶۱۶)

○ امام بیہقی فرماتے ہیں:

فَأَمَّا الْقِصَّةُ فَهِيَ عِنْدَ أَهْلِ الْمَغَازِي مَشْهُورَةٌ - (ج: ۲، ص: ۲۶)

یعنی یہ واقعہ اہل مغازی کے ہاں مشہور ہے۔

○ الخصائص الكبرى میں ہے:

وَلَهَا شَوَاهِدٌ عِدَّةٌ سَأُورِدُهَا تَقْضِي بِصِحَّتِهَا.

اس کے کئی شواہد ہیں جنہیں میں عن قریب ذکر کروں گا جو کہ اس کی صحت پر دلالت کرتے

ہیں۔ (ج: ۱، ص: ۸۴)

○ امام احمد رضا خان یہ حدیث مبارک بیان فرمانے سے پہلے تحریر فرماتے ہیں:

”ابن ابی شیبہ و ترمذی بہ افادہ تھسین اور حاکم بہ تصریح تصحیح اور ابو نعیم و خرائطی ابو موسیٰ اشعری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی.....“ (تجلی الیقین، ص: ۹۵)

اس صحیح روایت سے نہ صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۴۰ برس کی عمر مبارک سے پہلے بھی نبی تھے جیسا کہ پتھروں اور درختوں کے سجدہ کرنے سے ثابت ہوا بلکہ یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ بحیرا راہب نے جب امام الانبیاء قائد المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو فوراً سمجھ گیا کہ یہی وہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی بشارت ان کی کتب مقدسہ میں دی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرماتے ہیں:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ خَلَقَ اللَّهُ مِائَةَ أَلْفِ نَبِيٍّ وَارْبَعًا وَعِشْرِينَ أَلْفِ نَبِيٍّ مَا مِنْهُمْ مِنْ نَبِيٍّ عَلِمَ أَنَّهُ نَبِيٌّ حَتَّى بَلَغَ أَشُدَّهُ وَهُوَ أَرْبَعُونَ سَنَةً. إِلَّا عِيسَى فَإِنَّهُ لَمَّا نَزَلَ مِنْ جَوْفِ أُمِّهِ قَالَ ﴿ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ ﴾ وَابْنُ أَحْيُكْ - (الحاوی للفتاویٰ، ج: ۲، ص: ۴۱)

اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء پیدا فرمائے ان میں سے کوئی نبی یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ نبی ہے حتیٰ کہ وہ اپنے زور کو پہنچے اور وہ چالیس سال کی عمر ہے، سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے کہ جب وہ اپنی والدہ کے لطن اطہر سے باہر تشریف لائے تو آپ نے کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور آپ کے بھائی کا بیٹا۔

اس روایت سے کم از کم یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو چالیس برس کی عمر سے قبل ہی اپنی نبوت کا علم تھا۔ واللہ الحمد

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

آتَانِي ابِ وَأَنَا بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ فَقَالَ هَلْ شَعَرْتِ إِنَّكِ حَمَلْتِ؟ فَكَانَتِي أَقُولُ مَا أَدْرِي، فَقَالَ: إِنَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَنَبِيِّهَا.

یعنی سونے اور جاگنے کی درمیانی کیفیت تھی کہ کوئی آنے والا آیا۔ اس نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ حاملہ ہیں؟ گویا کہ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم، پس اس نے کہا: آپ کے بطن میں اس امت کے سردار اور اس کے نبی تشریف لائے ہیں۔

(طبقات ابن سعد، ج: ۱، ص: ۹۸)

۴: حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک اور روایت کچھ اس طرح آئی ہے:

أَتَانِي فَقَالَ قَوْلِي أَيْ إِذَا وَلَدْتِيهِ أُعِيذُهُ، بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ سَمِيهِ مُحَمَّدًا فَإِنَّ اسْمَهُ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ أَحْمَدُ يَحْمَدُهُ، أَهْلُ السَّمَاءِ وَأَهْلُ الْأَرْضِ وَفِي الْقُرْآنِ مُحَمَّدٌ وَالْقُرْآنُ كِتَابُهُ۔

(سیرت حلبیہ، ج: ۱، ص: ۴۶)

میرے پاس آنے والا آیا۔ اس نے کہا کہ جب ان کی ولادت ہو جائے تو یہ دعا پڑھنا ﴿میں ہر حاسد و بدخواہ کے شر سے اسے اللہ وحدہ لا شریک کی پناہ میں دیتی ہوں﴾ پھر ان کا نام ”محمد“ رکھنا۔ بے شک ان کا نام تورات و انجیل میں ”احمد“ ہے۔ زمین والے اور آسمان والے سب ان کی تعریف کریں گے۔ قرآن مقدس میں ان کا محمد ہے اور قرآن مقدس ان کی کتاب ہے۔

۵: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ مِنْ دَلَالَاتِ حَمَلِ رَسُولِ اللَّهِ أَنْ كُلَّ ذَابَّةٍ كَانَتْ لِقَرِيْشٍ نَطَقَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَقَالَتْ حَمَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(الخصائص الكبرى، ج: ۱، ص: ۴۷)

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری کا علم اس طرح ہوا کہ اس رات قریش کا ہر جانور گویا ہو گیا، وہ بولنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کے

رسول اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں رونق افروز ہو گئے ہیں۔

۶: سیرت حلبیہ میں ایک روایت کچھ اس طرح آئی ہے:

وَكَانَ لِهَذَا السُّوقِ عِرَاقٌ أَيْ مُنَجَّمٌ يُوتَى إِلَيْهِ بِالصَّبِيَّانِ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ فَلَمَّا
نَظَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ نَظَرَ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ وَالِى
الْحُمْرَةِ فِي عَيْنَيْهِ صَاحَ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ أَقْتُلُوا هَذَا الصَّبِيَّ فَلْيَقْتُلَنَّ أَهْلَ
دِينِكُمْ وَلْيَكْسِرَنَّ أَصْنَامَكُمْ وَلْيُظْهِرَنَّ أَمْرَهُ، عَلَيْكُمْ أَنْ هَذَا لَيَنْظُرُ أَمْرًا مِنَ
السَّمَاءِ وَجَعَلَ يَغْرِي بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ وَلَهُ فَذَهَبَ
عَقْلُهُ، حَتَّى مَاتَ۔ (سیرت حلبیہ، ج: ۱، ص: ۹۶)

سوق عکاظ میں ایک کاہن تھا لوگ اپنے بچے دکھانے کے لیے اس کے پاس لے جاتے۔
جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر ڈالی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کو
دیکھا اور آنکھوں میں تیرتے ہوئے سرخ ڈورے دیکھے تو چیخ اٹھا اور اس نے چلا کر کہا:
اے اہل عرب اس بچے کو قتل کر دو ورنہ یہ تمہارے دین کے حامل افراد کو قتل کر دے گا اور
تمہارے خداؤں کو توڑ دے گا اور اس کا دین تم پر غالب آ جائے گا۔ بے شک یہ آسمان
سے امر (آنے) کا انتظار کرے گا۔ اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غضب کا
اظہار کرنے لگا، اسی حالت میں اس کا ذہن ماؤف ہو گیا اور اس کی عقل جاتی رہی اور وہ
مر گیا۔

۷: امام سیوطی روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرْتُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ يَخْتَلِفُ
يَنْظُرُ إِلَيَّ فَقَالَ لِي يَا غَلَامٌ مَا اسْمُكَ قُلْتُ أَحْمَدُ وَنَظَرَ إِلَى ظَهْرِي
فَاسْمَعُهُ يَقُولُ هَذَا نَبِيُّ هَذِهِ الْأُمَّةِ ثُمَّ رَاحَ إِلَى أَخْوَالِي فَأَخْبَرَهُمْ فَأَخْبَرُوا

أَمِي فَخَافَتْ عَلَيَّ وَخَرَجْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ وَكَانَتْ أُمُّ أَيْمَنَ تَحَدِّثُ تَقُولُ
 اتَّابَنِي رَجُلَانِ مِنْ يَهُودٍ يَوْمًا نِصْفَ النَّهَارِ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَا أَخْرِجِي لَنَا أَحْمَدَ
 فَأَخْرَجْتُهُ، فَنَظَرَا إِلَيْهِ وَقَلْبَاهُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ هَذَا نَبِيُّ هَذِهِ
 الْأُمَّةِ وَهَذِهِ دَارُ هِجْرَتِهِ۔ (الخصائص الكبرى، ج: ۱، ص: ۷۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس میں نے ایک یہودی کو دیکھا جو بار بار آتا
 جاتا اور مجھے دیکھتا تھا بالآخر اس نے سوال کیا: اے بچے! تیرا نام کیا ہے؟ میں نے جواب
 دیا، احمد۔ اس نے میری پشت کو دیکھا۔ میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا، یہ بچہ اس امت کا نبی
 ہے۔ پھر وہ یہودی میرے ماموؤں کے پاس آیا اور انہیں یہ بات بتائی۔ ماموؤں نے
 میری امی جان سے بات کی تو انہیں میری وجہ سے فکر لاحق ہوئی اور انہوں نے مدینہ منورہ
 سے واپس جانے کا ارادہ کر لیا اور حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: مدینہ منورہ
 میں قیام کے دوران ایک روز دو یہودی دوپہر کے وقت میرے پاس آئے، ایک نے کہا:
 ذرا احمد کو باہر لاؤ! میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر باہر آئی تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کو بہت غور سے دیکھنا شروع کر دیا اور نشانیاں تلاش کرتے رہے۔ پھر ایک نے
 دوسرے سے کہا، یہ بچہ اس امت کا نبی ہے اور یہ (مدینہ) اس کا دارالہجرت ہوگا۔

۸: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَيْتِ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ
 فَقَالَتْ أُمُّهُ، أَمِنَةٌ لِمَرْضِعَتِهِ أَنْظِرِي ابْنِي هَذَا فَسَلِي عَنْهُ فَإِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّهُ
 خَرَجَ مِنِّي شِهَابٌ أَضَاءَتْ لَهُ الْأَرْضُ كُلُّهَا حَتَّى رَأَيْتُ قُصُورَ الشَّامِ
 فَسَلِي عَنْهُ فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ مَرَّتْ بِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِدِي الْمَجَازِ إِذَا
 كَاهِنٌ "مِنْ بِلْكَ الْكُهَّانِ وَالنَّاسُ يَسْتَلُونَهُ" فَقَالَتْ لَا سَأَلَنَّ عَنْ ابْنِي هَذَا

مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أُمَّهُ، أَمِنَةٌ قَالَ فَجَاءَتْ بِهِ فَلَمَّا رَأَاهُ الْكَاهِنُ أَخَذَ بِذِرَاعِيهِ
وَقَالَ أَيُّ قَوْمٍ أَقْتُلُوهُ أَقْتُلُوهُ أَيُّ قَوْمٍ أَقْتُلُوهُ فَوَثَبَتْ عَلَيْهِ فَأَخَذَتْ
بِعَضْدِيهِ وَاسْتَغَاثَتْ فَجَاءَ أَنَاسٌ كَانُوا مَعَنَا فَلَمْ يَزَالُوا حَتَّى انْتَزَعُوهُ مِنْهُ
وَذَهَبُوا بِهِ۔ (دلائل النبوة، لابی نعیم، ج: ۱، ص: ۴۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں سے فرمایا: میرے اس بیٹے کو دیکھو اور اس کے بارے میں پوچھنا میں نے دیکھا کہ جیسے مجھ سے نور خارج ہوا اس سے ساری زمین روشن ہو گئی حتیٰ کہ میں نے شام کے محلات دیکھ لیے، پس اس کے بارے میں پوچھنا، پھر ایک دن ان کا ادھر سے گزر ہوا حتیٰ کہ وہ ذوالحجاز پہنچے تو وہاں کاہنوں میں سے ایک کاہن تھا اور لوگ اس سے سوال کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اپنے اس بیٹے کے بارے میں ضرور پوچھوں گی جس کے بارے میں پوچھنے کے لیے ان کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کہا تھا۔ پس وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اس کے پاس آئی جب کاہن نے انہیں دیکھا تو اس نے بازوؤں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا اور کہا اے قوم اسے قتل کر دو۔ اسے قتل کر دو، اے قوم اسے قتل کر دو اسے قتل کر دو۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے اچھل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھام لیا اور مدد کے لیے پکارا۔ پس جو آدمی ہمارے ساتھ تھے آگے اور انہوں نے اس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو چھڑا لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے گئے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:

يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعَانِي إِلَى الدُّخُولِ فِي دِينِكَ إِمَارَةً لِنُبُوتِكَ رَأَيْتَكَ فِي
الْمَهْدِ تُنَاقِي الْقَمَرَ وَتُشِيرُ إِلَيْهِ بِأَصْبِعِكَ فَحَيْثُ أَشْرْتُ إِلَيْهِ مَالٌ

(الخصائص الكبرى، ج: ۱، ص: ۵۳)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نبوت پر دلالت کرنے والی ایک خاص نشانی نے مجھے آپ کے دین میں داخل ہونے کی ترغیب دی۔ میں نے دیکھا کہ آپ گہوارے میں چاند کے ساتھ باتیں کرتے اور انگلی مبارک کے ساتھ جس طرف اشارہ فرماتے تھے چاند اس طرف جھک جاتا تھا۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

۱۰: علامہ ابوالحیاء اندلسی (المتوفی: ۵۳۷ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَنْزَلَ عَلَيَّ نَبِيَّهُ الَّذِينَ اتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ، آيَةٌ فَكَيْفَ هَذِهِ الْمَعْرِفَةُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَا عُمَرُ لَقَدْ عَرَفْتَهُ، حِينَ رَأَيْتَهُ، كَمَا أَعْرِفُ ابْنِي وَمَعْرِفَتِي بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدُّ مِنْ مَعْرِفَتِي بِابْنِي فَقَالَ عُمَرُ وَكَيْفَ ذَلِكَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا وَقَدْ نَعَتَهُ اللَّهُ فِي كِتَابِنَا وَلَا أُدْرِي مَا يَصْنَعُ النِّسَاءُ فَقَالَ عُمَرُ وَفَقَّكَ اللَّهُ يَا ابْنَ سَلَامٍ فَقَدْ صَدَقْتَ..... فَقَبَّلَ عُمَرُ رَأْسَهُ - (البحر المحيط، ج: ۱، ص: ۲۳۵، تفسير كبير، جز: ۲،

ص: ۱۱۶، روح المعاني، جز: ۱، ص: ۵۶۳)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی ہے کہ ﴿الَّذِينَ اتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ﴾ تو یہ معرفت کیسی ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا: اے عمر! جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا جیسے اپنے بیٹے کو پہچانتا ہوں،

اور میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیٹے سے زیادہ پہچانتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا کیسے ممکن ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برحق رسول ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کی ہیں اور اپنے بیٹوں کے متعلق ہمیں علم نہیں کہ عورتیں کیا کرتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ ابن سلام اللہ تعالیٰ نے تمہیں توفیق دی ہے اور بے شک آپ نے سچ فرمایا..... پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے سر کو بوسہ دیا۔

|| امام طبرانی (المتوفی: ۳۶۰ھ) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

خَرَجْتُ ابْتِغَى الدِّينِ، فَوَافَقْتُ فِي الرُّهْبَانِ بَقَايَا أَهْلِ الْكِتَابِ، قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ﴾ وَكَانُوا يَقُولُونَ: هَذَا زَمَانُ نَبِيِّ قَدْ أَظْلَلْ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضِ الْعَرَبِ، لَهُ عِلْمَاتٌ، مِنْ ذَلِكَ شَامَةٌ مَدْوُورَةٌ بَيْنَ كَتْفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، فَلَحِقْتُ بِأَرْضِ الْعَرَبِ، وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ مَا قَالُوا كُلَّهُ، وَرَأَيْتُ الْخَاتَمَ، فَشَهِدْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔

(لفظ للمعجم الكبير، ج: ۶، ص: ۶۶۷، مسند احمد، باقی مسند الانصار، رقم: ۲۲۶۲۰)

”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دین کو تلاش کرنے کے لیے نکلا تو مجھے اہل کتاب کے باقی لوگوں میں سے چند راہب ملے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ﴾ وہ کہتے تھے کہ یہ وہ زمانہ ہے جس میں عنقریب سرزین عرب سے ایک نبی ظاہر ہوگا، اس کی خاص علامات ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے کندھوں کے درمیان تلوں کے گول مجموعہ کی شکل میں مہر نبوت ہوگی۔ میں عرب میں

پہنچا اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو چکا تھا۔ میں نے ان تمام علامات کو دیکھا اور مہر

نبوت کو بھی دیکھا پھر میں نے کلمہ پڑھ لیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔“

۱۲: شیخ ابو حسن احمد بن عبداللہ البکری روایت کرتے ہیں:

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا عَالِمَ الرَّهْبَانِ يَا

فَلَيْقُ بْنُ يُونَانَ بْنِ عَبْدِ الصَّلِيبِ - فَقَالَ الرَّاَوِيُّ: فَلَمَّا سَمِعَ الرَّاهِبُ كَلَامَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَخْبَرَكَ بِاسْمِي وَإِسْمِ أَبِي وَجَدِّي؟

قَالَ: يَا رَاهِبُ، أَخْبَرَنِي الَّذِي أَخْبَرَكَ بِأَبِي أُبَعَثُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ

بِالْقُرْآنِ-

(الانوار و مصباح السرور و الافکار و ذکر نور محمد المصطفیٰ المختار، ص: ۱۴۹)

اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعلیک السلام اے راہبوں کے عالم! اے فلیق

ابن یونان ابن عبد الصلیب! راوی نے کہا: پس جب راہب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کا کلام سنا تو کہا: آپ کو کس نے میرا نام اور میرے باپ اور دادا کا نام بتایا ہے؟ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے راہب! مجھے اس ذات نے یہ خبر دی جس نے تمہیں یہ

خبر دی کہ میں آخری زمانے میں قرآن مجید کے ساتھ مبعوث ہوں گا۔

۱۳: اس کتاب کے صفحہ: ۱۵۰ پر آتا ہے:

ثُمَّ إِنَّ الرَّاهِبَ رَمَقَ بِطَرْفِهِ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ: إِلَهِي وَ سَيِّدِي وَمَوْلَائِي

أَرِنِي خَاتَمَ النُّبُوَّةِ، فَأَرْسَلَ اللَّهُ تَعَالَى الرُّوحَ الْأَمِينَ جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَرَفَعَ ثِيَابَهُ مِنْ ظَهْرِهِ فَبَانَ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ فِي ظَهْرِهِ وَسَطَعَ كَالشَّمْسِ

الْمُضِيئَةِ الْمَشْرِقَةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَسَطَعَ مِنْهُ نُورٌ فَلَمَّا رَأَى الرَّاهِبُ النُّورَ خَرَّ

سَاجِدًا لِلَّهِ تَعَالَى، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ وَاللَّهِ هَذَا النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ

عليه وسلم أنت المنتظر إلى آخر الزمان۔

ترجمہ: پھر راہب نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور کہا: اے الہی، میرے مالک، میرے مولیٰ! مجھے مہر نبوت دکھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے روح امین حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک سے کپڑا اٹھایا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک سے مہر نبوت ظاہر ہو گئی اور آپ کے شانوں کے مابین روشن و چمکدار سورج کی طرح چمکنے لگی۔ اس سے نور نکلنے لگا۔ جب راہب نے نور دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے لیے سجدے میں گر گیا۔ پھر اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم یہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کا ہی آخری زمانے میں انتظار ہو رہا ہے۔

۱۴: حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وہ اشعار جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اپنے انتقال کے وقت ارشاد فرمائے، درج ذیل ہیں:

بَسَّارَكَ فِيكَ اللَّهُ مِنْ غُلَامٍ	يَا ابْنَ الْذِي مِنْ حَوْمَةِ الْحِمَامِ
نَجَابِعُونَ الْمَلِكِ الْمِنْعَامِ	فَوُدَى غَدَاةَ الضَّرْبِ بِالسِّهَامِ
بِسِمَاءَةٍ مِّنْ إِبْلِ السُّوَامِ	إِنْ صَحَّ مَا أَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ
فَأَنْتَ مَبْعُوثٌ إِلَى الْأَنَامِ	مِنْ عِنْدِ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
تُبْعَثُ فِي الْجِلِّ وَفِي الْحَرَامِ	تُبْعَثُ بِالتَّحْقِيقِ وَالْإِسْلَامِ
دِيسُنُ أَبِيكَ الْبِرَّابِرَاهِمَامِ	فَاللَّهُ أَنَّهَُاكَ عَنِ الْأَصْنَامِ

أَنْ لَا تَوَالِيَهُمَا مَعَ الْأَقْوَامِ

(شرح العلامة الزرقانی علی المواہب، ج: ۱، ص: ۱۰، الخصائص الكبرى، ج: ۱، ص: ۷۹)

ترجمہ: اے سحرے بیٹے اللہ تجھ میں برکت رکھے، اے بیٹے ان کے جنہوں نے مرگ

کے گھیرے سے نجات پائی، بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عزوجل کی مدد سے، جس صبح کو

قرعہ ڈالا گیا سو بلند اونٹ ان کے فدیہ میں قربان کیے گئے، اگر وہ اتراجو میں نے خواب دیکھا ہے تو تو جلیل و کریم رب تعالیٰ کی طرف سے سارے جہان کی طرف مبعوث ہوگا، تو حق و صداقت اور اپنے دادا حضرت ابراہیم کے دین اور اسلام کی روشنی کے ساتھ حرم اور غیر حرم کے تمام علاقوں کی طرف مبعوث ہوگا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتوں سے روکا ہے کہ آپ ان بت پرستوں سے دوستی نہ کریں۔

نوٹ: امام احمد رضا خان (المتوفی: ۱۳۴۰ھ) بھی یہ روایت نقل فرمانے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

وَكَلِمَةٌ إِنْ كَانَتْ لِلشَّكِّ فَهِيَ غَايَةُ الْمُنتَهَى إِذْ ذَاكَ وَلَا تَكْلِيفٌ فَوْقَهُ، وَالْأَفْقَدُ عُلْمٌ مَجِيئُهَا أَيْضًا لِلتَّحْقِيقِ لِيَكُونَ كَالدَّلِيلِ عَلَى ثُبُوتِ الْجَزَاءِ وَتَحَقُّقِهِ كَقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا رَأَيْتُكَ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَجِيءُ بِكَ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيرٍ فَقَالَ لِي هَذِهِ أَمْرَاتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكَ الثُّوبَ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمِضِهِ۔

”کلمہ ”ان“ اگر شک کے لیے ہے تو وہ غایت منتہی ہے اور اس سے اوپر کوئی تکلیف نہیں، ورنہ اس کا تحقیق کے لیے آنا بھی معلوم ہے تاکہ یہ جزاء کے ثبوت و تحقق پر دلیل کی طرح ہو جائے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمانا کہ میں نے تجھے تین راتیں دیکھا فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) تجھے ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر لایا اور مجھے کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تم تھی۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ ضرور اس کو جاری فرمائے گا۔“

قارئین محتشم! ہم نے یہاں محض چند روایات نقل کر دی ہیں ورنہ کتب سیرت اس طرح کی روشن و مہکتی روایات سے بھری پڑی ہیں جو کہ اہل علم حضرات سے ہرگز مخفی نہیں۔

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائے تیری ہی داستان ہے

الغرض:

0 راہبوں، نجومیوں کو علم تھا کہ یہ بچہ عام بچہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ہے اور مہر نبوت کو
دیکھ کر ان کا یقین اور پختہ ہو جائے

0 جانوروں کو ادراک ہو جائے کہ یہ نبی ہیں

0 سنگ و درخت پہچانیں کہ یہ نبی ہیں اور سر بہ سجود ہو جائیں

0 یہود و نصاریٰ جانیں یہ نبی ہیں

0 حضرت عباس رضی اللہ عنہ آقا علیہ السلام کو دیکھیں تو سمجھ جائیں یہ نبی ہیں

0 حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بشارتیں ملیں کہ ان کے بطن اطہر میں نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہو گئے ہیں۔ نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہ وقت وفات اپنے لخت

جگر سے خود فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے مبعوث فرمائے گا

0 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرمائیں کہ ایک یہودی نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یہ بچہ اس امت

کا نبی ہے

0 بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرمائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نبی ہیں

لیکن ہائے شومی قسمت! مولانا یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کی تحقیق

کے مطابق تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس بات کا خیال بھی نہیں گزرا تھا کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کو نبی بنایا جائے گا۔

افسوس صد افسوس! اپنے تو اپنے دشمن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کو دیکھ کر جان لیں کہ یہ نبی ہیں لیکن جس ذات کے مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت موجود ہے اسے اس بات کا کوئی علم نہیں کہ وہ نبی ہیں یا بہ قول مولانا انہیں نبی بنایا جائے گا۔

ع جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

دوسری آیت:

﴿مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ﴾ (شوری، ۵۲)

”آپ نہیں جانتے تھے کتاب اور ایمان کو۔“

تجزیہ: اولاً: اس آیت کریمہ میں علم تفصیلی کی نفی ہے جیسا کہ صاحب مضمون نے بہ ذات خود ”تفصیلی“ اور ”تفصیلات“ ایسے الفاظ کا اضافہ کیا ہے اور علم تفصیلی کی نفی نبوت کی نفی کو مستلزم نہیں، علامہ غلام نصیر الدین سیالوی لکھتے ہیں:

”نبی کریم علیہ السلام کے علم غیب کا ذریعہ قرآن پاک ہے اور آپ کے علم کلی کی تکمیل قرآن پاک سے ہی ہوتی۔“ (مضمون، ص: ۸)

لہذا جب تک قرآن مقدس مکمل نہ ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی تکمیل نہیں ہوتی لیکن اس بات کا کوئی شخص بھی مدعی نہیں کہ تکمیل علوم سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ نبی نہیں تھے۔ پس یہ استدلال بھی باطل و بے بنیاد ٹھہرا۔

محترم قارئین! اب ان مفسرین کی آراء آپ کے ملاحظہ کے لیے پیش کی جاتی ہیں جنہوں نے اس آیت میں تفصیلی علم کی نفی مراد لی ہے:

۱: حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر (التوفی: ۷۷۳ھ) لکھتے ہیں:

مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ أَيُّ عَلَى التَّفْصِيلِ الَّذِي شَرَعَ لَكَ

فِي الْقُرْآنِ - (ج: ۴، ص: ۱۲۲)

آپ نہیں جانتے تھے کتاب اور ایمان کو یعنی اس تفصیل کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے قرآن مقدس میں مشروع فرمائی۔

۲: امام ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعالبی (المتوفی: ۴۲۷ھ) بیان فرماتے ہیں:

يَعْنِي شَرَائِعَ الْإِيمَانِ وَمَعَالِمَهُ - (الكشف والبيان، ج: ۸، ص: ۳۲۶)

یعنی ایمان (احکام شرعیہ) کی تفصیلات۔

۳: امام محمد بن احمد مالکی قرطبی (المتوفی: ۶۶۸ھ) تحریر فرماتے ہیں:

فَقَالَ جَمَاعَةٌ: "مَعْنَى الْإِيمَانِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ شَرَائِعُ الْإِيمَانِ وَمَعَالِمُهُ" وَقِيلَ:

تَفَاصِيلُ هَذَا الشَّرْعِ - (الجامع لاحكام القرآن، ج: ۱۶، ص: ۵۲)

ایک جماعت نے کہا: اس آیت میں ایمان کا معنی ایمان کی تفصیلات ہے اور کہا گیا ہے: اس شریعت کی تفصیل۔

۴: علامہ ابوالفرج عبدالرحمن جوزی (المتوفی: ۵۹۷ھ) رقمطراز ہیں:

أَنَّ الْمُرَادِ بِهِ: شَرَائِعُ الْإِيمَانِ وَمَعَالِمُهُ - (زاد المسير، ج: ۷، ص: ۲۹۸)

اس سے مراد ایمان (احکام شرعیہ) کی تفصیلات ہیں۔

۵: علامہ علی بن محمد خازن (المتوفی: ۷۲۵ھ) لکھتے ہیں:

فَقِيلَ مَعْنَاهُ مَا كُنْتَ تَدْرِي قَبْلَ الْوَحْيِ شَرَائِعُ الْإِيمَانِ وَمَعَالِمُهُ..... وَلَمْ

تَتَبَيَّنْ لَهُ شَرَائِعُ دِينِهِ إِلَّا بَعْدَ الْوَحْيِ إِلَيْهِ - (خازن، ج: ۴، ص: ۱۰۴)

اس کا معنی یہ ہے کہ وحی سے قبل آپ کو احکام شرعیہ کی تفصیل کا علم نہیں تھا..... اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے احکام شرعیہ کی تفصیل وحی کے بعد ہی بیان کی گئی ہیں۔

۶: امام ابو محمد الحسین بن مسعود (المتوفی: ۵۱۶ھ) تحریر فرماتے ہیں:

يَعْنِي شَرَائِعَ الْإِيمَانِ وَمَعَالِمَهُ - (بغوی، ج: ۴، ص: ۱۱۸)

یعنی احکام شرعیہ کی تفصیل۔ (اللباب فی علوم الکتاب، ج: ۱، ص: ۲۲۴)

۸، ۹: علامہ احمد بن محمد صاوی (المتوفی: ۱۲۲۳ھ) لکھتے ہیں:

أَيُّ شَرَائِعَ الْإِيمَانِ وَمَعَالِمَهُ، كَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكَاةِ وَالطَّلَاقِ وَالغُسْلِ
مِنَ الْجَنَابَةِ وَتَحْرِيمِ الْمَحَارِمِ بِالْقِرَابَةِ وَالصَّهْرِ وَالْمُرَادُ بِالْإِيمَانِ الْإِسْلَامَ -

(صاوی، ج: ۵، ص: ۱۸۸۴، الفتوحات الالہیہ، ج: ۷، ص: ۷۶)

یعنی کہ شرعی احکامات کی تفصیل جیسا کہ نماز، روزہ، زکاۃ، طلاق، غسل، جنابت اور نسب
اور صہریت (سراالی رشتہ) کی وجہ سے حرمت (نکاح) اور ایمان سے مراد اسلام ہے۔

۱۰: علامہ عبدالرحمن بن محمد بن مخلوف الثعالبی (المتوفی: ۸۷۵ھ) رقمطراز ہیں:

وَلَا شَرَائِعَ الْإِيمَانِ وَمَعَالِمَهُ - (تفسیر الثعالبی، ج: ۷، ص: ۱۷۰)

۱۱: غیر مقلدین کے علامہ صدیق حسن علی قنوجی لکھتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْرِفُ تَفَاصِيلَ الشَّرَائِعِ وَمَعَالِمَهَا -

(فتح البيان، ج: ۶، ص: ۲۱۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعیہ کی تفصیل سے واقف نہ تھے۔

۱۲: علماء دیوبند کے علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

”یعنی ایمان اور اعمال ایمانیہ کی یہ تفصیل جو بذریعہ وحی اب معلوم ہوئیں پہلے سے کہاں معلوم

تھیں۔ گو نفس ایمان کے ساتھ ہمیشہ سے متصف تھے۔“ (تفسیر عثمانی، ص: ۶۳۴)

ثانیاً: اس آیت میں علم کی نہیں بلکہ درایت کی نفی کے اقوال بھی ملتے ہیں۔ درایت کا معنی کسی

چیز کو انکل پچو یا حیلہ وغیرہ سے جانتا ہے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب و ایمان کا جو اجمالی

علم تھا وہ کسی حیلہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے تھا۔ علم اور درایت دو جدا جدا چیزیں ہیں

اور کتب تفاسیر ولغت سے اس پر حسب ذیل شواہد ہیں:

۱: علامہ حسین بن راغب اصفہانی (المتوفی: ۵۰۲ھ) لکھتے ہیں:

الْمَعْرِفَةُ الْمُدْرَكَةُ بِضَرْبٍ مِنَ الْخَتْلِ - (المفردات، ص: ۱۶۸)
 ”وہ معرفت جو کسی قسم کے حیلہ سے حاصل کی گئی ہو۔“

۲: علامہ سید محمد تفضی زبیدی (المتوفی: ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں:

دریتہ و دریتہ بہ او علمتہ او علمتہ بِضَرْبٍ مِنَ الْحَيْلَةِ وَلِذَا لَا يُطْلَقُ عَلَى
 اللَّهِ - (تاج العروس، ج: ۱۰، ص: ۱۲۶)

یعنی درایت تخمینہ یا ظن یا کسی حیلہ سے جاننے کو کہا جاتا ہے اسی لیے یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے
 بارے میں بولنا جائز نہیں۔

۳: معتزلہ کے علامہ چار اللہ زنجشیری (المتوفی: ۴۶۷ھ) تحریر کرتے ہیں:

جَعَلَ الْعِلْمُ لِلَّهِ وَالِدِرَايَةُ لِلْعَبْدِ لِمَا فِي الدِّرَايَةِ مِنْ مَعْنَى الْخَتْلِ وَالْحَيْلَةِ -

(کشاف، ج: ۳، ص: ۵۰۵)

علم اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور درایت بندہ کے لیے کیونکہ حیلہ کے ساتھ علم کو
 درایت کہتے ہیں۔

۴: یہ بات علامہ نظام الدین الحسن بن محمد انیشاپوری نے بھی لکھی ہے:

(غرایب القرآن، ج: ۲۱، ص: ۵۹)

۵: علامہ احمد شہاب الدین خفاجی (المتوفی: ۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں:

قاضی بیضاوی نے کہا ہے کہ علم کو اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور درایت کو بندہ
 کے لیے کیونکہ درایت میں حیلہ کا معنی ہے۔ اس کی شرح میں علامہ خفاجی لکھتے ہیں ”دری“
 اصل میں اس حلقہ کو کہتے ہیں جس پر تیر مارنے کا شکاری قصد کرتے ہیں اور شکاری نشانہ

لگانے کے لیے جو شکار سے چھپتا ہے اس کو کہتے ہیں اور یہ دونوں کام حیلے سے ہوتے ہیں۔ اسی لیے درایت علم سے خاص ہے کیونکہ حیلہ اور تکلف سے حاصل شدہ علم کو درایت کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نام کو درایت نہیں لکھتے۔

(حاشیۃ الشہاب، ج: ۷، ص: ۴۳۵)

۶: علامہ محمد بن یوسف ابوالحیاء اندلسی (المتوفی: ۵۳۷ھ) رقمطراز ہیں:

”علم کی نسبت اللہ کی طرف کرتے ہیں اور درایت کی بندہ کی طرف کیونکہ درایت میں حیلہ کا دخل ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کو درایت کے ساتھ موصوف نہیں کرتے۔“

(البحر المحيط، ج: ۷، ص: ۱۹۴)

۷: علامہ سید محمود آلوسی (المتوفی: ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:

”علم کے بجائے درایت کا لفظ استعمال فرمایا کہ درایت میں کسی چیز کو حیلہ سے جاننے کا معنی ہے۔“ (روح المعانی، جز: ۲۱، ص: ۱۲۷)

۸: علامہ ابوالبرکات احمد بن محمود نسفی (المتوفی: ۷۱۰ھ) بیان فرماتے ہیں:

وَجُعِلَ الْعِلْمُ لِلَّهِ وَالِدِرَايَةُ لِلْعَبِيدِ لِمَا فِي الدِّرَايَةِ مِنْ مَعْنَى النُّخْلِ وَالْحَيْلَةِ
(مدارک، ج: ۳، ص: ۲۸۶)

اور علم کو اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کرتے ہیں اور درایت کو بندہ کے لیے کیونکہ درایت میں حیلہ کا معنی پایا جاتا ہے۔

۹: علامہ احمد جیون حنفی (المتوفی: ۱۱۳۰ھ) رقمطراز ہیں:

إِنَّمَا جُعِلَ الْعِلْمُ لِلَّهِ تَعَالَى وَالِدِرَايَةُ لِلْعَبِيدِ لِأَنَّ فِيهَا مَعْنَى الْحَيْلَةِ۔

(تفسیرات احمدیہ، ص: ۶۰۷)

علم اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کرتے ہیں اور درایت بندہ کے لیے کیونکہ درایت میں حیلہ کا معنی پایا جاتا ہے۔

۱۰: قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی: ۱۲۲۵ھ) نے بھی یہی عبارت لکھی ہے:

(تفسیر مظہری، ج: ۷، ص: ۲، ۳)

اب اس آیت مبارکہ کے بارے میں چند علماء اہل سنت کی آراء پیش کی جاتی ہیں:

۱: مفسر شہیر مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

”اس آیت میں درایت کی نفی ہے، درایت کہتے ہیں عقل و ائکل سے جاننے کو۔“

(رسالہ نور، ص: ۴۶)

۲: مفتی غلام فرید رضوی سعیدی لکھتے ہیں:

”ہمارے نزدیک اس آیت کریمہ میں درایت کی نفی ہے یعنی اپنی ائکل پچو سے جاننے کی

نفی ہے علم کی نہیں ہے۔ علم اور درایت دو جدا جدا چیزیں ہیں۔“

(اثبات علم غیب، ج: ۱، ص: ۵۱-۵۲)

۳: علامہ غلام رسول سعیدی بیان فرماتے ہیں:

”اس آیت کے علماء نے بہت سے جوابات ذکر کئے ہیں لیکن بہترین جواب یہ ہے کہ

نزول قرآن سے پہلے آپ ایمان اور کتاب کو قیاس اور اندازہ سے نہیں جانتے تھے، یعنی

آپ کو جو کچھ اس بارے میں علم تھا وہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم تھا، قیاس اور اندازہ نہیں تھا۔“

(تبیان القرآن، ج: ۸، ص: ۵۷۳)

۴: علامہ محمد فیض احمد اویسی تحریر فرماتے ہیں:

”اس میں درایت کی نفی کی گئی ہے اور درایت کہتے ہیں قیاس اور اندازہ سے کسی چیز کے

جاننے کو اس لحاظ سے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ نزول قرآن سے پہلے آپ ایمان

قیاس اور اندازہ سے نہیں جانتے تھے یعنی آپ کو جو کچھ اس بارہ میں علم تھا وہ اللہ کا دیا ہوا

علم تھا قیاس اور اندازہ نہیں تھا۔“ (پڑھا لکھا اُمی، ص: ۸۲-۸۱)

۵: شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

”تم بذات خود از روئے عقل نہیں جانتے تھے کتاب کو اور نہ ایمان (کی تفصیلات) کو۔“

(تحقیقات، ص: ۱۰۹)

غلام: اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں درج ذیل اقوال بھی ملتے ہیں:

۱: علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

”ما کنت میں زمانہ ماضی واضح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اظہار نبوت و احکام سے پہلے

لوگوں کو کتاب، ایمان اور اس کی تفصیلات کا علم نہ تھا۔ بہ ظاہر خطاب حضور سے ہے مراد

لوگ ہیں اور اگر آپ کو ہی مراد لیا جائے تو نفی علم ذاتی کی ہوگی نہ کہ عطائی کی جس پر یہ

آیت دلیل ہے۔“ (تفسیر حسنات، ج: ۵، ص: ۱۱۷۲)

۲: ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری لکھتے ہیں:

(تمہیں عالم ارواح میں نبوت دے کر سب کچھ وہاں ہی سکھا دیا اس سے پہلے) تم نہ

جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ (ہی) ایمان (کی تفصیل جانتے تھے۔)

(عمدة البیان، ص: ۸۱۱)

پس ثابت ہوا کہ اس آیت مبارکہ سے بھی یہ بات ثابت نہیں کی جاسکتی ہے کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم چالیس برس کی عمر مبارک تک پہنچنے کے بعد منصب نبوت پر فائز ہوئے۔

تیسری آیت:

وَمَا كُنْتُمْ تُرْجَوْنَ أَنْ يُلْقَىٰ إِلَيْكُمُ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكُمْ۔

(القصص، پ: ۲۰، آیت: ۸۶)

”اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی ہاں تمہارے رب نے رحمت فرمائی۔“

اس آیت مبارکہ کے تحت بھی مولانا نے یہی تبصرہ فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو یہ علم نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنایا جائے گا۔ (ص: ۹)

جواب: محترم قارئین! امام فخر الدین رازی (المتوفی: ۶۰۶ھ) اس آیت کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

وَيُمْكِنُ أَيْضًا اجْرَاؤُهُ، عَلَى ظَاهِرِهِ، أَيْ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوا إِلَّا أَنْ يُرْحَمَكَ
اللَّهُ بِرَحْمَتِهِ فَيُنْعِمُ عَلَيْكَ بِذَلِكَ أَيْ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوا إِلَّا عَلَى هَذَا۔

(تفسیر کبیر، جز: ۲۵، ص: ۱۹)

یعنی اور یہ بھی ممکن ہے کہ آیت کا ظاہری معنی مراد ہو یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی رحمت سے امید تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کتاب نازل فرمائے گا۔
یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلقاً امید کی نفی مراد نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے علاوہ دیگر اسباب سے توقع کی نفی مراد ہے۔ نیز یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امید صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وابستہ تھی۔

۲: مفتی احمد یار خان نعیمی ارشاد فرماتے ہیں:

”یعنی ظاہری اسباب کے لحاظ سے آپ کو نبوت کی امید نہ تھی، صرف خدا کی رحمت سے امید تو کیا یقین تھا۔“ (نور العرفان، ص: ۶۳۱)

۳: علامہ سید احمد سعید کاظمی اس آیت کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں:

”اور آپ امید نہ رکھتے تھے کہ آپ کی طرف کتاب اتاری جائے گی مگر آپ کے رب کی رحمت سے۔“ (البیان، ص: ۵۹۴)

۴: علامہ غلام رسول سعیدی اس آیت کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں:

”اور آپ (کسی چیز سے) یہ امید نہ رکھتے تھے کہ آپ پر کتاب نازل کی جائے گی ماسوا
آپ کے رب کی رحمت کے۔“ (تبیان القرآن، ج: ۸، ص: ۸۶۰)

۵: ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اور (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) تم اپنے رب کی رحمت ہی سے اس بات کی امید رکھتے تھے کہ تمہاری طرف کتاب اتاری جائے گی۔“ (عمدة البیان، ص: ۶۴۶)

ثانیاً: صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ خطاب ظاہر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مراد اس سے مومنین ہیں۔“ (خزائن العرفان، ص: ۵۷۳)

۲: علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری نے بھی یہی تفسیر فرمائی ہے:

(تفسیر حسنات، ج: ۴، ص: ۱۲۲۵)

۳: علامہ غلام رسول سعیدی نے بھی ایسا لکھا ہے:

(بیان القرآن، ج: ۸، ص: ۵۷۲)

نوٹ: اگرچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا آیت کریمہ کے اس حصہ کے بارے میں مذکورہ بالا قول راقم الحروف کو نہیں ملا لیکن اس سے ان اکابرین اور دیگر علماء کا موقف ضرور سامنے آ جاتا ہے۔

ثالثاً: سابقہ صفحات پر پیش کی گئی متعدد احادیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت سے پہلے اپنی نبوت کی توقع تو کیا بلکہ یقین تھا۔ لہذا ہم ایسے کسی قول کو تسلیم نہیں کریں گے جو ان کثیر روایات کے منافی ہو۔

رابعاً: وحی جلی سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرآن کے اجمالی علم کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں علامہ سید محمود آلوسی حنفی (المتوفی: ۱۲۷۰ھ) تحریر فرماتے ہیں:

فَفِي "الْكِبْرِيَّتِ الْأَخْمَرِ" لِلشُّعْرَائِي نَقْلًا عَنِ الْبَابِ الثَّالِي مِنْ "الْفُتُوحَاتِ الْمَكِّيَّةِ" أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَ الْقُرْآنَ مُجْمَلًا قَبْلَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ

السلام مِنْ غَيْرِ تَفْصِيلِ الْآيَاتِ وَالسُّورِ. (روح المعانی، جز: ۲۵، ص: ۸۱)
 امام شعرانی کی کبریت احمر میں فتوحات مکیہ کے دوسرے باب سے نقل ہے کہ نبی کریم صلی
 اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد سے پہلے قرآن مقدس آیات اور سورتوں
 کی تفصیل کے بغیر اجمالی طور پر عطا فرما دیا گیا تھا۔

۲: حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطے کے بغیر اور آپ کی آمد سے پہلے نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے لیے قرآن مجید کا حصول امام محمد جعفر بن ادریس الکتانی (المتوفی: ۱۳۲۵ھ)
 نے بھی کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: (جلاء القلوب، ص: ۱۹۲)

رابعاً: اگر بہ طور تنزل یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے
 نزول کی امید نہ تھی تو اس بات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نفی کیسے ہوگی؟ کیا نبی
 کے لیے کتاب کا نزول شرط ہے؟ کیا کتاب کے حصول کے بغیر نبی نہیں ہوتا؟ لہذا
 کتاب کے حصول کی امید کی نفی سے نبوت کی نفی ہرگز ہرگز مراد نہیں ہو سکتی۔

الزامی جواب کا تحقیقی جواب:

مولانا صاحب اپنے مضمون میں کئی مقامات پر الزامی جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر
 کسی محقق کی یہ بات مانتے ہو تو فلاں بھی مانو۔

محترم قارئین! معلوم نہیں مولانا نے اتنا کمزور الزامی جواب کہاں سے سیکھ لیا ہے جس کی
 علمی حلقہ میں ذرہ برابر بھی وقعت و مقام نہیں۔ جن افراد کی علم کے ساتھ ادنیٰ سی بھی ممارست و
 تعلق ہے وہ اس بات سے بہ خوبی واقف ہیں کہ قاری کے لیے کسی محقق کی ہر بات ماننا لازم
 نہیں۔ اگر مولانا اب بھی اپنے موقف پر بہ ضد ہیں تو درج ذیل سوالات کے جوابات عطا
 فرمائیں:

○ محدثین نے کتب احادیث مرتب کی ہیں۔ کیا آپ ہر محدث کی بیان کردہ ہر ایک حدیث

کو مانتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں چاہے وہ حدیث موضوع ہو یا وہ بہ ظاہر آپ کے فقہ حنفی کے خلاف ہو؟

0 کیا آپ جن مفسرین کو مانتے ہیں اور جن کے حوالے آپ نے اپنی کتب میں یا اس مضمون میں دیے ہیں جیسا کہ امام فخر الدین رازی، امام قرطبی، امام ابن جوزی، امام محمد خازن، امام جلال الدین سیوطی وغیرہم علیہم الرحمہ، آپ ان کے تمام اقوال و تحقیقات کو تسلیم کرتے ہیں؟

0 کیا آپ مختلف محدثین جیسا کہ امام ابن حجر عسقلانی، امام نووی، علامہ محمد بن محمد سنوسی مالکی وغیرہم کی تمام تحقیقات سے کلی طور پر متفق ہیں؟

0 کیا آپ تمام فقہاء کرام کے تمام اقوال سے مکمل اتفاق کرتے ہیں؟

مولانا اگر آپ خود کسی ایک محقق کی ہر بات تسلیم نہیں کرتے تو دوسروں کو اس غیر تحقیقی امر کا مشورہ کیوں دیتے ہیں۔ لہذا اس بچکانہ الزامی جواب سے علمی حلقہ میں آپ کی قدر و منزلت مزید تنزل کا شکار ہو گئی ہے۔

چوتھی آیت:

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ، وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۖ قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ
نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ الخ۔

(الاحقاف، پ: ۲۶، آیت: ۱۵)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا تو عرض کی اے میرے رب! میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی۔ (کنز الایمان)

ترجمہ لکھنے کے بعد مولانا صاحب نے چند مفسرین کے حوالہ سے درج ذیل امور بیان کئے ہیں:

1: کوئی نبی چالیس سال سے قبل مبعوث نہیں کیا گیا۔

۲: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس برس کی عمر میں نبی بنایا گیا۔

جواب: اولاً: اس آیت میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال قبل نبی نہیں تھے بلکہ اس میں انسان کی پختگی کی عمر کا ذکر ہے۔

ثانیاً: چند مفسرین کا یہ قول ان اجمالیہ صحیحہ کے مقابل پیش نہیں کیا جاسکتا جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر پاک سے قبل بھی نبی تھے۔
ثالثاً: یہ قول کہ چالیس سال سے قبل کسی بھی نبی کو نبوت عطا نہیں ہوئی بھی محل نظر ہے جیسا کہ صاحب مضمون نے بہ ذات خود اسے تسلیم کیا اور لکھا ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ اکثر یہ ہے۔ اس قول کے ضعف پر درج ذیل شواہد بھی ہیں:

۱: امام فخر الدین رازی (المتوفی: ۶۰۶ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

”مفسرین نے کہا ہے کہ ہر نبی کو چالیس سال بعد مبعوث کیا گیا ہے، میں کہتا ہوں کہ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اشکال ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اوائل عمر میں ہی نبی بنا دیا تھا مگر اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غالب امر ہے کہ وحی چالیس سال کے بعد آتی ہے۔“

(تفسیر کبیر، جز: ۲۷، ص: ۱۷)

۲: علامہ محمد بن مصلح الدین (المتوفی: ۸۸۵ھ) نے بھی یہی تفسیر فرمائی ہے۔

(حاشیہ شیخ زادہ، ج: ۷، ص: ۵۵۹)

۳: علامہ احمد خفاجی (المتوفی: ۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں:

”یہ غالب امر ہے، بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں نبی بنا دیا گیا تھا۔“

(عناية القاضي، ج: ۸، ص: ۲۷۰)

۴: علامہ سید محمود آلوسی حنفی (المتوفی: ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:

”اور کہا گیا ہے کہ چالیس سال سے قبل کوئی نبی مبعوث نہیں کیا گیا، امام فخر الدین رازی

اس کے خلاف گئے ہیں، انہوں نے استدلال فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام کو بچپن میں نبی بنا دیا گیا جیسا کہ قرآن کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے اور امام سعد الدین تفتازانی کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہے، وہ فرماتے ہیں: نبوت کی شرائط میں سے مرد ہونا، عقل، ذکاوت اور فطانت اور قوت رائے میں کامل ہونا ہے اگرچہ بچپن میں ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کے لیے تھا۔“ (روح المعانی، جز: ۲۶، ص: ۲۴۴)

رابعاً: یہ روایت ویسے بھی احتجاج کے قابل نہیں کیونکہ:

امام حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

”مجھے یہ روایت نہیں ملی۔“

(الكاف الشاف في تخريج احاديث الكشاف، ج: ۳، ص: ۳۹۷)

علامہ اسماعیل حقی (المتوفی: ۱۱۳۷ھ) فرماتے ہیں:

”کہا گیا ہے کہ کسی نبی کو چالیس سال سے قبل نبی نہیں بنایا گیا، یہ نہایت ضعیف روایت ہے، اس کے ضعف پر دلیل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کو چالیس سال سے قبل نبی بنا دیا گیا تھا جیسا کہ البحر العلوم میں ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ اکثر و اغلب کے لیے کل استعمال کیا گیا جیسا کہ حواشی سعد المفتی میں ہے۔ ابن جوزی نے کہا کہ یہ قول کہ ہر نبی چالیس برس بعد ہی نبی بنایا گیا، موضوع ہے۔“ (روح البیان، ج: ۸، ص: ۳۷۴)

گلدستہ سوالات

مہر نبوت

شانہ اقدس پر مہر نبوت کی موجودگی کے بارے میں مولانا صاحب تاویل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت کی محبت میں اس قدر غرق تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

کمالات سے بھی ناواقف تھے۔

جائزہ: قارئین محترم! لیجیے، مولانا صاحب کی زبان سے حق صادر ہو گیا۔ یہ بات ادنیٰ سی سوچ کا حامل شخص بھی بہ خوبی جانتا ہے کہ کسی وصف یا کمال سے لاعلمی اس وصف یا کمال کے نہ ہونے پر نہیں بلکہ اس کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔ لہذا مولانا صاحب کے اس قول سے ثابت ہو گیا کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک بچپن سے ہی وصف نبوت سے متصف تھے اگرچہ بہ قول مولانا صاحب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ناواقف تھے۔

ثانیاً: یہ امر بھی عجیب ہے کہ بچپن سے لے کر شباب تک، شباب سے چالیس برس کی عمر مبارک تک متعدد بار اپنوں نے اور غیروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ اقدس سے کپڑا ہٹا کر مہر نبوت کی زیارت کی اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر استدلال کیا لیکن اس کے باوجود امام الانبیاء اعلم المخلوق صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں نبوت کے بارے میں خیال نہ آیا۔ فی اللعجب!

والدہ ماجدہ صحابیہ نہیں

مولانا صاحب کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن سے ہی نبی ہوں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا کو صحابیہ کہنا چاہیے کیونکہ جو مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ایمان میں زیارت کرے اس کو صحابی کہا جاتا ہے اس میں یہ شرط نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ایمان کی دعوت بھی دیں۔

جائزہ: مولانا نے لکھا ہے کہ جو مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ایمان میں زیارت کرے اس کو صحابی کہا جاتا ہے، اس تعریف پر ہماری معروضات ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: جس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دفن سے پہلے دیکھا جیسے ابو ذؤبیب خویلد بن خالد ہذلی، اس پر بھی یہ تعریف صادق آتی ہے۔ کیا

آپ انہیں صحابی سمجھتے ہیں؟

ثانیاً: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَانِي فِي الْمَنَامِ فَسِيرَ اِنِّي فِي الْبِقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي۔

جس نے خواب میں میری زیارت کی وہ عن قریب بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری مثل نہیں بنا سکتا۔

(لفظ للبخاری، کتاب التعبير، رقم: ۶۲۷۸، مسلم، کتاب الرؤیا، رقم: ۴۲۰۶،

ابو داؤد، کتاب الادب، رقم: ۴۳۶۹، مسند احمد، رقم: ۳۶۰۸)

۱: علامہ آلوسی (المتوفی: ۱۲۷۰ھ) تحریر فرماتے ہیں:

”بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا آپ کی وفات شریف کے بعد اور بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ فیض امت محمدیہ کے بکثرت کا بلین کے لیے واقع ہو چکا ہے۔“ (روح المعانی، جز نمبر: ۲۲، ص: ۳۵)

۲: امام ابن حجر الہیتمی (المتوفی: ۷۹۷ھ) لکھتے ہیں:

”منقول ہے کہ ایک ولی اللہ کی مجلس میں ایک فقیہ آئے، پھر انہوں نے ایک حدیث بیان کی، اس ولی اللہ نے کہا: یہ حدیث باطل ہے۔ فقیہ نے کہا: یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ انہوں نے کہا: تمہارے سر کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں یہ بات میں نے نہیں کہی۔ پھر اس ولی اللہ نے فقیہ کے لیے بھی کشف کر دیا اور فقیہ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لی۔“ (الفتاویٰ الحدیثیہ، ص: ۳۹۱)

۳: مکتبہ دیوبند کے ابن حجر ثانی انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے:

میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے ہوئے بیداری کی حالت میں دیکھنا ممکن ہے جس کو اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا فرمائے جیسا کہ امام سیوطی سے منقول ہے کہ انہوں

نے عالم بیداری میں بائیس (۲۲) مرتبہ (۷۲ مرتبہ - محمد عرفان) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض احادیث کے متعلق سوال کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصحیح کے بعد امام سیوطی نے ان احادیث کو صحیح کہا۔

(فیض الباری شرح بخاری، ج: ۱، ص: ۲۰۴)

مولانا صاحب! اب فرمائیے کہ:

○ کیا جو خوش بخت افراد حالت بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتے ہیں وہ سب منصب صحابیت پر فائز ہیں؟

○ کیا امام سیوطی علیہ الرحمہ جنہیں بالمشافہ ستر سے زیادہ مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا صحابی ہیں؟

ثالثاً: اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی درآں حالیکہ ان کا ایمان تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں گے لیکن انہوں نے اعلان نبوت والا زمانہ نہیں پایا، وہ صحابی ہیں یا نہیں۔ لہذا جن محققین کے نزدیک ایسے افراد جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں ان کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں اور جن کے نزدیک ایسے افراد جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل نہیں ہوتے ان کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہا صحابیہ نہیں ہیں۔

بعثت

فاضل مضمون نگار لفظ بعثت کے بارے میں اظہار خیال فرماتے ہیں کہ اس سے اعلان نبوت والا معنی مراد لینا درست نہیں، فلاں آیات و احادیث میں بعثت کا لفظ موجود ہے تو کیا وہاں بھی اس کا معنی اعلان کیا جاسکتا ہے۔

جائزہ: مولانا کا وضع کردہ یہ اصول بھی سراسر خلاف تحقیق ہے کہ کسی ایک لفظ کا ہر جگہ ایک ہی معنی

مراد لیا جائے۔ حتیٰ کہ مولانا کی بیان کردہ پہلی آیت ہی اس قانون کے منافی ہے۔ فاضل مضمون نگار کے مطابق بعثت کا مطلب نبوت ہے جبکہ ان کی بیان کردہ آیت کریمہ

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّخْمُودًا ۝

”قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔“

میں بعثت کا مطلب کھڑا کرنا ہے۔

ثانیاً: چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن میں نبی ہونا دلائل کثیرہ سے ثابت ہے لہذا بعثت کا

لفظ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال ہو تو اس سے اصطلاحاً اعلان نبوت

مراد لیتے ہیں یعنی نبی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی تھے لیکن اعلان نبوت اب فرمایا۔

ثالثاً: اگر مولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی بعثت کے لفظ کا معنی نبوت ہی مراد لینے پر

مُصر ہیں تو یہ بات بھی ہمیں مُضر نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ مضمون نگار نے خود نبوت کی دو

حیثیتیں بیان کی ہیں:

۱: تبلیغ احکام والی

۲: اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقام قرب والی

ہم بھی چالیس برس کی عمر مبارک سے قبل والے دور میں تبلیغ احکام لازم نہیں سمجھتے لہذا فیصلہ

ہو گیا کہ آقا علیہ السلام کی چالیس سال کی عمر مبارک سے قبل والی نبوت محض قرب الہی، وحی خفی

والی لیکن احکام شرعیہ کی تبلیغ کے بغیر والی نبوت تھی جبکہ زندگی کی چالیس بہاروں کو اپنے حسن

دلبریں سے مستفیض فرمانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی جس حیثیت کا آغاز ہوا

وہ وحی جلی اور تبلیغ احکام والی بھی تھی۔ الغرض بعثت سے نبوت مراد لینا بھی ہمارے موقف کے

خلاف نہیں اور مولانا صاحب کو مفید نہیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

رابعاً: بعثت سے مراد ظہور نبوت ہونے کا اشارہ ہمیں فتاویٰ رضویہ سے بھی ملتا ہے۔ امام احمد رضا خاں قادری فرماتے ہیں:

”بلکہ نماز شروع روز بعثت شریفہ سے مقرر و مشروع ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اول بار جس وقت وحی اتری اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی.....“

(فتاویٰ رضویہ، ج: ۲، قدیم، ص: ۱۷۹)

عرصہ نبوت

مولانا صاحب کہتے ہیں کہ تمام سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج دسویں سال ہوئی اگر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بچپن سے ہی نبی ہوں تو معراج نبوت کے پچاسویں سال کہنا چاہیے تھا۔

جائزہ: ہماری سابقہ گفتگو سے قارئین پر یہ عیاں ہو چکا ہوگا کہ یہ سوال بھی بالکل سطحی ہے اور تحقیق سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں۔ سیرت نگاروں نے اعلان نبوت کے بعد والی مدت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسا لکھا ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی بغیر کسی انقطاع کے نبی ہیں۔ تو پھر تیس (۲۳) برس لکھنے کا کیا مقصد؟

پھر مولانا نے اپنے زعم میں اس دلیل کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) برس ہے کیا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم آج زندہ نہیں ہیں۔

محترم قارئین! اسے کہتے ہیں الْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ یعنی فضیلت وہ ہے جس کی اعداء بھی گواہی دیں۔ مولانا جس نکتہ کو ہمارے خلاف پیش کر رہے ہیں وہ ان کے اپنے پیش کردہ اعتراض کا مسکت جواب ثابت ہو رہا ہے۔

جبرائیل علیہ السلام کا نہ آنا

فاضل محقق پھر لکھتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام تیس سال کے عرصہ میں چوبیس ہزار مرتبہ حاضر ہوں لیکن پہلے چالیس سال کی عمر میں ایک مرتبہ بھی حاضر نہ ہوں اس امر کی کیا توجیہ فرمائیں گے؟

جائزہ: اولاً: مولانا صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس برس کے بعد والی نبوت متفق علیہ ہے جو اب تک جاری ہے اور جاری رہے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دار فانی سے پردہ فرمائے تقریباً پندرہ سو سال ہونے کو ہیں، آپ اس طویل عرصہ میں حضرت جبریل علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا ثابت کر دیں۔

ثانیاً: آپ بھی کبھی عالم ارواح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالفعل نبی تسلیم کرتے ہیں لہذا آپ اس طویل عرصہ میں حضرت جبریل علیہ السلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقاتوں کی تفصیل بیان فرمائیں۔

ثالثاً: پچھلے صفحات میں ہم نے جو احادیث بیان کی ہیں اس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے آنے کا ذکر واضح طور پر موجود ہے۔ لیجئے ہم نے حضرت کی یہ خواہش بھی پوری کر دی۔

نبی اور تبلیغ

فاضل مقالہ نگار نے یہ اعتراض بھی وارد کیا ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں نبی تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کیوں نہیں فرمائی۔

جائزہ: اولاً: نبی کے لیے تبلیغ فرمانا ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ محققین کی یہ آراء بھی ملتی ہیں کہ نبی کے لیے تبلیغ شرط نہیں، ملاحظہ فرمائیے:

۱: امام احمد بن حنبلہ (التوفی: ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

أَوْحَىٰ إِلَيْهِ بِشُرْعٍ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِتَبْلِيغِهِ، فَإِنْ أَمَرَ فَرَسُولٌ أَيْضًا۔

(المنح المكيه، ص: ۷۷)

آپ علیہ السلام (حضرت ایوب علیہ السلام) کی طرف شریعت کی وحی بھیجی گئی لیکن اس کی تبلیغ کا حکم نہیں دیا گیا۔ پس اگر حکم دیا جاتا تو پھر آپ علیہ السلام رسول بھی ہوتے۔

۲: امام فخر الدین رازی کا مختار بھی یہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ (کبیر، ج: ۲۱، ص: ۱۸۲)

۳: علامہ علی قاری (المتونی: ۱۰۱۴ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

إِذِ الرَّسُولُ مِنْ أَمْرٍ بِتَبْلِيغٍ، وَالنَّبِيُّ مَنْ أَوْحَىٰ إِلَيْهِ أَعْمٌ مِنْ أَنْ يُؤْمَرَ بِتَبْلِيغِ أُمَّ
لَا۔ (شرح فقہ اکبر، ص: ۶۰)

رسول وہ ہے جسے تبلیغ کا حکم ہوا، اور نبی وہ ہے جس کی طرف وحی آئی عام ازیں کہ تبلیغ کا حکم ہوا ہو یا نہیں۔

۴: شیخ محقق (المتونی: ۱۰۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

”و نبی بمذہب ایشان لازم نیست کہ داعی و مبلغ باشد۔“

(اشعة اللمعات، ج: ۳، ص: ۶۳۶)

اور ان (محدثین) کے مذہب میں نبی کے لیے داعی اور مبلغ ہونا ضروری نہیں۔

۵: علامہ محمد السفارینی حنبلی (المتونی: ۱۱۸۸ھ) لکھتے ہیں:

”نبی وہ انسان ہے جس پر شریعت کی وحی کی جائے خواہ اس کو شریعت کی تبلیغ کا حکم نہ دیا جائے اور اگر اس کو شریعت کی تبلیغ کا حکم بھی دیا گیا ہو تو وہ مشہور مذہب کے مطابق رسول بھی ہے۔ (لوامع الانوار، ج: ۱، ص: ۴۸، بحوالہ تبيان القرآن)

۶: علامہ ابو عبد اللہ محمد بن قاسم الرصاع (المتونی: ۸۹۴ھ) لکھتے ہیں:

نَبِيٌّ: أَيِ الشَّخْصِ الْمُنْبَأِ، وَهُوَ الْمُخْبَرُ: أَيِ الَّذِي أُخْبِرَهُ اللهُ تَعَالَى،

وَأَعْلَمَهُ أَنَّهُ نَبِيُّهُ، إِمَّا بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ إِذَا سَمِعَ كَلَامَهُ الْقَدِيمَ الْأَزَلِيَّ أَوْ
بِوَاسِطَةِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

مشہوم: نبی: ایسا شخص جسے مطلع کیا جائے اور وہ ایسی ذات ہے جیسے خبر دی گئی ہو یعنی ایسا شخص جسے
اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہو یا، اسے علم دیا ہو کہ وہ نبی ہے چاہے وہ جبرائیل علیہ السلام کے
واسطہ سے یا ان کے واسطہ کے بغیر یہ قدیم ازلی کلام سن لے۔

(تذکرۃ المحبین شرح اسماء سید المرسلین، ص: ۱۵۳)

۷: علامہ شاہ فضل رسول قادری (المتوفی: ۱۲۸۸ھ) تحریر فرماتے ہیں:

”علامہ سنوسی نے ”شرح جزائر“ میں فرمایا نبوت کا مرجع اہل حق کے نزدیک یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندہ کو اس کی طرف وحی فرما کر چن لیتا ہے۔ لہذا نبوت
بواسطہ فرشتہ یا اس کے بغیر وحی الہی کو سننے کے ساتھ خاص ہے، پھر اگر اس کے ساتھ اس
وحی کی تبلیغ کا بھی حکم دیا جائے تو وہ رسول ہے۔“ (المعتقد المنتقد (مترجم)، ص: ۱۶۶)

۸: مفتی شریف الحق امجدی تحریر فرماتے ہیں:

”اور جامع مانع تعریف یہ ہے:

نبی وہ بشر ہے جس کی طرف وحی ربانی آتی ہے وہ تبلیغ کا مامور ہو یا نہ ہو رسول وہ ہے جس کے
پاس وحی بھی آئے اور وہ تبلیغ کا بھی مامور ہو۔ (نزہۃ القاری ج ۱ ص ۲۳۴)

۹: محمد علی الصابونی لکھتے ہیں:

النَّبِيُّ هُوَ: إِنْسَانٌ مِنَ الْبَشَرِ أُوْحِيَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ بِشَرْعٍ، وَلَكِنَّهُ لَمْ يُكَلَّفْ
بِالتَّبْلِيغِ وَأَمَّا الرَّسُولُ فَهُوَ: إِنْسَانٌ مِنَ الْبَشَرِ، أُوْحِيَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ بِشَرْعٍ،
وَأَمَرَ بِتَّبْلِيغِهِ۔

نبی وہ انسان ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ شریعت کی وحی بھیجے لیکن اسے شریعت کی تبلیغ کا

مكلف نہ کیا جائے اور رسول وہ انسان ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ شریعت کی وحی بھیجے اور اس کی تبلیغ کا بھی اسے حکم دے۔ (النبوة والانبیاء، ص: ۱۷)

ثانیاً: اگر تبلیغ کرنا نبی کے لیے ضروری ہو تو پھر وہ بھی امر الہی ہی کے تابع ہوگا جس طرح نبی کا آنا امر الہی کے تابع ہوتا ہے۔ لہذا جب اللہ تعالیٰ نے چاہا اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کا حکم ارشاد فرمادیا، اس سلسلہ میں امام ابو الحسن علی بن محمد الماوردی (المتوفی: ۴۵۰ھ) لکھتے ہیں:

وَإِذَا نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى الرَّسُولِ وَعِينَ لَهُ، زَمَانُ الْإِبْلَاحِ لَمْ يَكُنْ لَهُ، تَقْدِيمُهُ، عَلَيْهِ وَلَا تَأْخِيرُهُ، عَنْهُ وَإِنْ لَمْ يُعَيَّنْ لَهُ، زَمَانُهُ، فَعَلَيْهِ تَبْلِيغُهُ، فِي أَوَّلِ أَوْقَاتِ امْكَانِهِ۔ (اعلام النبوة، ص: ۴۲)

یعنی جب رسول پر وحی نازل کی جائے اور اس کے لیے تبلیغ کا وقت بھی معین کر دیا جائے تو ان کے لیے اس سے تقدیم و تاخیر جائز نہیں اور اگر ان کے لیے اس کا وقت معین نہ کیا جائے تو ان کے لیے قریب ترین ممکنہ اوقات میں اس کی تبلیغ لازم ہوتی ہے۔

قارئین محترم! یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ تبلیغ کرنے اور تبلیغ کے شرط ہونے میں بہت فرق ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ نبی کے لیے صاحب کتاب ہونا شرط نہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ نبی صاحب کتاب نہیں ہوتا۔ مزید براں:

○ ماکان وما یکون کا علم نبی کے لیے شرط ہونا اور بات ہے اور کسی نبی کا ماکان وما یکون کی خبریں بتانا کچھ اور

○ علوم خمسہ کا علم نبی کے لیے شرط ہونے اور کسی نبی کے علوم خمسہ کی خبریں بتانے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے تبلیغ کرنے اور ان کے لیے تبلیغ کے شرط ہونے میں واضح

فرق ہے۔

ثالثاً: چالیس سال سے قبل والی نبوت تبلیغ احکام کے بغیر والی تھی جبکہ چالیس برس کے بعد والی تبلیغ احکام والی۔

رابعاً: جب آپ کے اپنے موقف کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی بننے کے بعد بھی تین سال تک تبلیغ نہ کی تو مولانا صاحب نبی ہوتے ہوئے چالیس سال تک تبلیغ نہ کرنے میں کون سا محال لازم آتا ہے۔

☆ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ اگر کہا جائے کہ یہاں آپ کو تبلیغ کا حکم نہیں دیا گیا تھا تو حکم تو عالم ارواح میں بھی نہیں دیا گیا تھا۔

جائزہ: مولانا صاحب عالم ارواح کی یہ بات آپ تک کیسے پہنچ گئی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ معاذ اللہ آپ کو بتا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے یا آپ نے وہاں اپنے خاص نمائندے چھوڑے ہوئے ہیں جو آپ کو وہاں کی خبریں پیہم پہنچاتے ہیں۔

☆ پھر لکھتے ہیں کہ آج کے مصنوعی اولیاء اپنی ولایت کا ڈھنڈورا پیٹتے پھرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہو کر چالیس سال تک خاموش رہیں یہ ناممکن ہے۔

جائزہ: اولاً: مولانا! اللہ تعالیٰ نے جو کہ سچا خالق ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تقریباً چھ سو سال تک کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا جبکہ ان دنوں بت پرستی عام تھی اور خود اللہ تعالیٰ کے گھر کعبہ شریف میں بہ کثرت بت موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی راہنمائی کے لیے اس طویل عرصہ میں کوئی رسول نہیں بھیجا، آخر کیوں؟

ثانیاً: جس طرح اس طویل عرصہ کے دوران نبی مبعوث نہ فرمانا اور امر تبلیغ کو موقوف رکھنا نبی برحکمت تھا۔ اسی طرح مزید چالیس سال تک امر تبلیغ کو موقوف رکھنا بھی نبی برحکمت تھا۔ اس بارہ میں آپ کو اتنا بیخ پا ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ کُلُّ أَمْرِ مَرُهُونٌ "بِأَوْقَاتِهِ"

ع اے رضا ہر کام کا ایک وقت ہے

حضرت خضر علیہ السلام کی تبلیغ

مضمون نگار اس سوال کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے لیکن آپ نے تبلیغ نہیں فرمائی، کا جواب دیتے ہیں لکھتے ہیں کہ:

☆ آپ علیہ السلام کی نبوت قطعی نہیں۔

جائزہ: مولانا صاحب! اس بات سے حضرت خضر علیہ السلام کو نبی ماننے والے محققین کا نظریہ تو سامنے آ گیا کہ ان کے نزدیک نبی ہونے کے لیے تبلیغ شرط نہیں۔

☆ ان کے دور میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام موجود تھے تو پھر ان کو تبلیغ کی کیا ضرورت تھی۔

جائزہ: اگر ایک نبی علیہ السلام کی موجودگی میں دوسرے نبی علیہ السلام تبلیغ کر سکتے ہیں تو دو انبیاء علیہما السلام کی موجودگی میں تیسرا نبی علیہ السلام تبلیغ کیوں نہیں کر سکتا۔

علم غیب اور قرآن

فاضل مقالہ نگار نے یہ نکتہ آفرینی بھی کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا ذریعہ قرآن پاک ہے اور قرآن پاک کا نزول چالیس سال بعد ہوا۔

جائزہ: قارئین محترم! مولانا صاحب کو اس مقام پر بھی زبردست تسامح ہوا ہے کیونکہ ہمارا اور ہمارے اکابرین کا موقف یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کلی نزول قرآن کے ضمن میں تدریجاً تکمیل قرآن مقدس کے ساتھ مکمل ہوا اور مطلقاً علم غیب کا حصول نزول قرآن مقدس پر منحصر و موقوف نہیں۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: اس بات میں تمام اہل اسلام متفق ہیں کہ اعلان نبوت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم تھا اور ذات حق خود غیب الغیب ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

ثانیاً: اس بات پر بھی اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام قبل از اعلان نبوت
مومن ہوتے ہیں اور ایمان نام ہے تصدیق کا اور تصدیق علم کی اقسام میں سے ایک قسم
ہے۔ نیز ایمان کا مصداق اس کے سوا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مانا جائے اور کم از
کم حیات بعد الموت کا اقرار ہو اور یہ دونوں چیزیں امور غیب سے ہیں۔ لہذا جب انبیاء
کرام علیہم السلام بعثت سے قبل مومن ہوتے ہیں تو ماننا پڑے گا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو وحی جلی سے قبل بھی غیب کا علم تھا۔

اب آئیے اس بارہ میں اکابر علماء دین کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں:

۱: امام قرطبی (المتوفی: ۶۶۸ھ) لکھتے ہیں:

وَالصَّوَابُ أَنَّهُمْ مَعْصُومُونَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ مِنَ الْجَهْلِ بِاللَّهِ وَصِفَاتِهِ
وَالتَّشَكُّبِ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ۔

صحیح بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نبوت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے
میں جہل اور شک سے معصوم ہوتے ہیں۔

آپ علیہ الرحمہ مزید لکھتے ہیں:

”احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام یوم ولادت سے ہی اس نقص سے
پاک ہوتے ہیں۔ وہ توحید اور ایمان پر پیدا ہوتے ہیں اور ان کے قلوب پر انوار معارف
اور الطاف سعادت کا بچپن سے بعثت تک فیضان ہوتا رہتا ہے۔“

(الجامع القرآن، ج: ۱۶، ص: ۴۹)

۲: علامہ آوسی حنفی (المتوفی: ۱۲۷۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

لأنه، صلى الله عليه وسلم لم يزل موحى إليه وأنه، عليه الصلوة والسلام

مُتَعَبِدٌ بِمَا يُوحَىٰ إِلَيْهِ۔ (روح المعانی، ج: ۲۵، ص: ۸۲)
 کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلسل (بعثت سے قبل اور بعد) وحی ہوتی رہی اور حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے اس وحی کے مطابق عبادت کرتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم پر نازل ہوتی تھی۔

۳: قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی: ۱۲۲۵ھ) لکھتے ہیں:

أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كَانُوا مُلْهَمِينَ مِنَ اللَّهِ
 تَعَالَى بِالْإِيمَانِ بِالصَّانِعِ الْمُتَوَحِّدِ بِصِفَاتِ الْكَمَالِ الْمُنَزَّهِ عَنِ النُّقْصِ
 وَالزَّوَالِ۔ (تفسیر مظہری، ج: ۸، ص: ۲۷۵)

اہل علم کا اس بارہ میں اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے
 خالق کائنات کی نقص و زوال سے منزہ صفات کمالیہ کے بارہ میں الہام ہوتا رہتا ہے۔
 پس ثابت ہوا کہ اعلان نبوت سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی جاتی تھی اور
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب سے مسلسل نوازا جاتا تھا۔

ثالثاً: مولانا صاحب نے اس مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیب کا ذریعہ محض قرآن مجید
 یعنی وحی جلی کو ثابت رکھا اور وحی خفی کا قطعاً ذکر نہیں کیا۔ مولانا کیا آپ وحی خفی کے ذریعے حاصل
 شدہ علم کو علم تصور نہیں کرتے یا وحی خفی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا ذریعہ نہیں سمجھتے؟ علامہ علی
 قاری علیہ الرحمہ آیت کریمہ من لم نقص عليك كاجواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

لَإِنَّ الْمَنْفِيَّ هُوَ التَّفْصِيلُ وَالثَّابِتُ هُوَ الْإِجْمَالُ أَوِ النَّفْيُ مُقَيَّدٌ بِالْوَحْيِ
 الْجَلِيِّ وَالثَّبُوتُ مُتَحَقِّقٌ بِالْوَحْيِ الْخَفِيِّ۔ (مرقات، ج: ۱، ص: ۵۰)

کیونکہ نفی تفصیلی علم کے بارے میں ہے اور جو علم ثابت ہے وہ اجمالی ہے یا پھر نفی وحی جلی
 کے ساتھ خاص ہے اور ثبوت وحی خفی سے ثابت۔

پس ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا ذریعہ وحی خفی بھی ہے۔
 غنچے : جن کے چٹکے جو دنی کے باب میں
 جہل سدہ تو ان کی بو سے بھی محرم نہیں
 رابعاً: علامہ عمر بن احمد الخریوطی لکھتے ہیں:

لَآنَّهٗ تَعَالَى خَلَقَ اِبْتِدَاءً رُّوْحَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوَضَعَ عُلُوْمَ الْاَنْبِيَاءِ وَعِلْمَ
 مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ فِيْهِ ثُمَّ خَلَقَهُمْ فَاخَذُوْا عُلُوْمَهُمْ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(عقیدۃ الشہدہ شرح قصیدہ بردہ، ص: ۸۳)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو تخلیق فرمایا اور اس
 میں علوم انبیاء علیہم السلام اور ماکان وما یكون کا علم رکھ دیا پھر انبیاء علیہم السلام کو پیدا فرمایا
 پس انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے علوم حاصل کئے۔

قارئین محترم! ہمارے پاس اس مسئلہ کے بارہ میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا ذریعہ
 محض قرآن مقدس ہی نہیں، قرآن و سنت سے کثیر دلائل موجود ہیں اور اس امر پر سورۃ شوریٰ کی
 آیت نمبر ۵۵ بھی شاہد عادل ہے ہم نے محض خوف طوالت کی وجہ سے یہاں اس کا اجمالاً بیان کیا ہے۔

مکرر نزول نبوت

قارئین کرام! مولانا صاحب نے اپنے مضمون میں کچھ ایسی عبارات بھی پیش کی ہیں جن
 میں چالیس برس کی عمر مبارک کے وقت نبوت کے نزول کا ثبوت ملتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کسی چیز
 کے نزول سے اس کے پہلے نزول کی یا پہلی حیثیت کی نفی کیسے لازم قرار پاتی ہے۔ سورۃ فاتحہ کا نزول
 دو مرتبہ ہوا، قرآن مقدس میں متعدد آیات ایسی ہیں جو کئی کئی بار نازل ہوئیں۔ حضرت جبریل علیہ
 السلام ہر سال رمضان میں سارا قرآن لاتے تھے۔ ملا جیون حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

لَآنَّهٗ كَانَ يُنَزَّلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَفْعَةً وَّاحِدَةً فِی كُلِّ شَهْرِ رَمَضَانَ جُمْلَةً۔

(نور الانوار، ص: ۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جبریل علیہ السلام ہر سال رمضان مبارک میں یک دم سارا قرآن لے کر نازل ہوتے تھے۔

ثانیاً: چالیس برس سے قبل والی نبوت تبلیغ احکام کے بغیر والی تھی اور چالیس سال کی عمر مبارک کے وقت نازل ہونے والی نبوت باقاعدہ تبلیغ احکام والی تھی۔

ثالثاً: چالیس سال سے قبل محض وحی خفی یا القاء وغیرہ کا نزول ہوتا جبکہ چالیس برس کی عمر مبارک کے بعد وحی جلی کا نزول بھی شروع ہو گیا۔

رابعاً: چالیس سال قبل والی نبوت باقاعدہ تفصیلی شرعی احکامات کے بغیر والی تھی جبکہ چالیس برس کے بعد والی نبوت وہ نبوت تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت کے تفصیلی احکامات نازل ہوئے۔

الغرض یہ روشن تطبیق ان تمام حوالہ جات کا وافی و شافی جواب ہے جن سے مولانا نے مختلف بزرگوں کے حوالے سے چالیس برس کی عمر مبارک کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نبوت کا حصول ثابت کیا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہم سب کو دین حق پر استقامت اور اس کی خدمت کی توفیق انیق مرحمت فرمائے اور جنت الفردوس میں مالک خلد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی دامت برکاتہم العالیہ

کی کتاب ”تحقیقات“ کا تحقیقی جائزہ

ص ۲۳: بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاربعین سنة۔

جواب: یہاں بعث کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو کہ لفظ محتمل ہے اور حضرت کے موقف پر قطعی دلالت نہیں کرتا ہے۔

○ ای جعل مبعوثاً الی الخلق بالرسالة۔

جواب: یہاں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس برس کی عمر مبارک کے وقت رسالت کے حصول کا قول کیا ہے جبکہ ہمارا دعویٰ نبوت کا ہے۔ لہذا یہ قول حضرت کو مفید نہیں اور ہمیں مضرت نہیں۔

○ والاظہر انہ کان قبل الاربعین ولیائم بعدہا صار نبیائم صار رسولاً۔

(مرقات، ج: ۳، ص: ۳۰۸)

جواب: اولاً: علامہ علی قاری نے لکھا ہے کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ چالیس سال پورے ہونے سے پہلے ولی تھے۔ یہاں آپ نے نبوت کے قول کو غلط قرار نہیں دیا بلکہ ظاہر کی نشی بھی نہیں فرمائی صرف اظہر فرمایا ہے جس کا مطلب ہے کہ زیادہ ظاہر بات یہ ہے۔ ثانیاً: عبارت کے سیاق و سباق کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ احتمال بھی ہے کہ یہ قول سید کا ہے اور اس پر شاہد آپ کی شرح فقہ اکبر والی عبارت ہے اور یہی آپ کا مختار ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

وَفِيهِ دَلَالَةٌ عَلَىٰ أَنَّ نُبُوَّتَهُ لَمْ تَكُنْ مُنْحَصِرَةً "فِيْمَا بَعْدَ الْاَرْبَعِيْنَ كَمَا

قَالَ جَمَاعَةٌ "بَلْ إِشَارَةٌ" إِلَى أَنَّهُ مِنْ يَوْمٍ وَلادَتْهُ مُتَّصِفٌ بِنُبُوَّتِهِ

(شرح فقہ اکبر، ص: ۶۰)

اس میں اس بات کی دلالت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت چالیس سال کی عمر کے بعد کے لیے منحصر نہیں جیسا کہ ایک جماعت نے کہا بلکہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یوم ولادت ہی سے متصف بنوت تھے۔

ایک قیمتی مشورہ

اس کے جواب میں حضرت شیخ الحدیث کے صاحب زادے علامہ غلام نصیر الدین فرماتے ہیں: کیا ہم ان سے اس مقام پر اس انصاف کی توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ میں بھی ان کی آخری کتاب کے حوالے کو ہی معتبر اور مستند سمجھیں؟ (ص: ۲۶۲)

جواب: چشم مارو شن دل ماشاد۔ حضور! ہم اس مقام پر بھی حسب سابق انصاف سے کام لیتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے اس قیمتی مشورے کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تسلیم کرتے ہوئے شرح شفا کا مطالعہ کرتے ہیں۔ لہذا آئیے اس کی جلد نمبر ۱، ص: ۲۲۵ کا مطالعہ کرتے ہیں:

إِنَّ إِعْطَاءَ النُّبُوَّةِ فِي سِنِّ الْأَرْبَعِينَ غَالِبُ الْعَادَةِ الْإِلَهِيَّةِ وَعَيْسَى وَيَحْيَى خُصًّا بِهَذِهِ الْمَرْتَبَةِ الْجَلِيلَةِ كَمَا أَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُصَّ بِمَا وَرَدَ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ كُنْتُ نَبِيًّا وَأَنَّ آدَمَ لَمُنْجِدِلٌ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ.

بے شک چالیس برس کی عمر میں نبوت عطا کرنا اللہ تعالیٰ کی غالب عادت کریمہ ہے اور حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کو اس مرتبہ جلیلہ کے ساتھ خاص فرمایا گیا (یعنی ان کو بچپن میں ہی نبوت عطا فرمادی گئی: راقم) جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام کے لیے خاص فرمایا گیا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میں اس

وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام آب و گل میں جلوہ گر تھے۔

لیجئے حضرت اب تو ہمارا موقف حضرت علی قاری کی آخری کتاب سے بھی روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے۔ لہذا کیا ہم اب آپ سے بھی یہاں انصاف کی توقع کر سکتے ہیں کہ آپ اب بلا قیل و قال و کثرت سوال آقا و دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ وصف کریمہ و مرتبہ جلیلہ تسلیم فرمائیں گے۔ دیدہ باید!

نوٹ: قارئین محترم! اس سلسلہ میں درج ذیل نکات نفس مسئلہ کو سمجھنے اور چند ایرادات کو رفع کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوں گے، غور فرمائیں:

۱: حضرت علامہ علی قاری نے نہایت صراحت کے ساتھ شرح فقہ اکبر میں اور پھر شرح شفاء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر مبارک سے قبل نبی تسلیم کیا ہے لہذا فریق مخالف بھی اس قدر صراحت کے ساتھ ان کا محض ایک قول پیش کر دیں کہ انہوں نے فرمایا ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچپن میں نبی نہ تھے۔

۲: شرح فقہ اکبر میں حضرت علامہ علی قاری نے واضح طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ولادت سے ہی نبی تسلیم کیا لیکن اس کے باوجود آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ما قبل النبوة وغیرہ کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اگر محمد ثین و مفسرین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ اپنے بچپن میں نبی نہ تھے بلکہ ہمیں یہاں لفظ "اعلان" مقدر تسلیم کرنا پڑے گا۔

۳: اس طرح شرح شفاء میں آپ نے پھر واشکاف الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر پاک سے قبل نبی تسلیم کیا اور اس پر حدیث کنت نبیا الحدیث سے استدلال کیا۔ اسی شرح شفاء میں آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بعثت کا

لفظ استعمال کیا۔ نیز وہ تمام ابحاث کیس جن سے شیخ الحدیث صاحب نے اپنی فہم کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چالیس برس کی عمر مبارک سے قبل نبی نہ ہونا ثابت کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ بعثت سے بھی اعلان نبوت مراد ہے نہ کہ عین اس وقت نبی بنانا۔ نیز ان تمام ابحاث سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نبی نہ تھے جیسا کہ حضرت نے سمجھا۔

ص ۲۵: اگر آپ نبی اور رسول تھے تو تبلیغ فرماتے۔

جواب: اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے ملاحظہ فرمائیں صفحہ نمبر 115 تا صفحہ نمبر 117۔

ص ۲۶: عالم ارواح کے احکام جدا گانہ ہیں۔

جواب: اس کا جواب کتاب ہذا کے صفحہ نمبر 60 تا صفحہ نمبر 65 کا مطالعہ فرمائیں۔

ثانیاً: عالم ارواح میں تمام لوگوں نے الست برکم کے جواب میں بلی کہا اور یہاں آ کر پھر ایمان لانے کے ساتھ مکلف بھی ہیں تو کیا آپ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہاں آ کر دوبارہ ایمان لانے کے ساتھ مکلف تھے؟

ص ۳۷: نبی پر اظہار نبوت لازم ہوتا ہے؟

جواب: اس سلسلہ میں ہماری گزارشات ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: نبی پر اظہار نبوت اس وقت لازم ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کا اذن صادر فرمائے۔

اگر اظہار نبوت بعد از ثبوت نبوت اذن الہیہ کے بغیر ہی واجب ہو جاتا ہے تو قرآن و حدیث سے اس پر دلیل پیش کریں۔

ثانیاً: کیا چالیس برس بعد اعلان و اظہار نبوت کے سلسلہ میں حکمت کاملہ اور مصلحت تامہ

کاملہ کی توجیہ فاسد ہے؟ جب کہ اپنے مدعی کو ثابت کرنے کے لیے آپ حکمت کاملہ کی

توجیہ بہ ذات خود اس سے پچھلے صفحہ پر دے چکے ہیں۔ کیا اس طرح کی توجیہات آپ کے لیے ہی مخصوص ہیں۔

ثالثاً: جمہور کے قول کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں لیکن آپ نے بھی اظہار نبوت نہ فرمایا تو کیا وہ بھی محض اظہار نبوت نہ کرنے کی وجہ سے نبوت کے مقام سے معزول ہو جائیں گے؟ (العیاذ باللہ)

نکتہ: حضرت شیخ الحدیث حضرت خضر علیہ السلام کے بارہ میں فرماتے ہیں:

”ان کا دائرہ کار اور ہے اور شریعت ظاہر والوں کا دائرہ کار اور ہوتا ہے۔“

جواب: قارئین مکرم! یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ ہر نبی کے لیے اظہار نبوت شرط نہیں نیز یہ کہ اگر نبی حکمت خداوندی کے تحت نبوت کا اظہار و اعلان نہ فرمائے تو اس سے اس کے منصب نبوت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

ثانیاً: پہلا مرحلہ نبوت کے تحقق کا ہوتا ہے پھر فرائض نبوت ادا کرنے کا۔ ان کا دائرہ کار یا شریعت کے احکام مختلف صحیح لیکن تھے تو نبی۔ دیکھیے مدارس میں کوئی تفسیر پڑھانے یا حدیث، فقہ پڑھانے یا ادب وہ استاد ہی کہلائے گا۔ اگرچہ ہر ایک استاد کے دائرہ کار میں فرق ہے۔

ص ۳۸: حضرت شیخ الحدیث چالیس سال تک اعلان نبوت نہ فرمانے کو تقیہ قرار دیتے ہیں۔

جواب: اس ضمن میں ہماری معروضات درج ذیل ہیں:

اولاً: ہر نبی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بعد ہی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی امر کی تبلیغ کا حکم صادر فرمادے تو انبیاء کرام علیہم السلام وقت معین پر اس حکم کی تبلیغ فرما دیتے ہیں اس اصول کی مکمل وضاحت کے لیے ہم امام ماوردی کی عبارت صفحہ ۱۱۷ پر ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت کی بنا پر کسی حکم کے اظہار

سے منع فرمایا، تو یہ جزی بات ہے کہ انبیاء علیہم السلام اس حکم کا اظہار نہیں فرماتے۔
 ثانیاً: اگر کسی حکم کو کسی مصلحت کے تحت بیان نہ کرنا تقیہ ہے تو پھر دیکھیے اس تقیہ کی زد میں کون
 کون سی ہستیاں آتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:
 مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ
 إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ، قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أَخْبِرُ بِهِ النَّاسَ
 فَيَسْتَبْشِرُوا؟ قَالَ إِذَا يَتَكَلَّمُوا وَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَائِبًا.

(بخاری، ج: ۱، رقم: ۱۲۸، مسلم، ج: ۱، رقم: ۱۴۷)

جو شخص بھی صدق دل سے گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم پر حرام کر دے گا۔ عرض گزار
 ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں لوگوں کو بتا دوں تاکہ وہ خوش
 ہو جائیں؟ فرمایا کہ وہ اسی پر تکیہ کر لیں گے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات
 کے قریب گناہ سے بچنے کے لیے یہ بات بتادی۔

حضور والا! اب ذرا ارشاد فرمائیں:

○ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو تقیہ کا حکم فرمایا؟ (معاذ اللہ)

○ کیا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ساری عمر تقیہ کرتے گزاری؟ (معاذ اللہ)

○ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو یہ خبر پہنچا کر خوش نہیں کرنا چاہتے تھے

حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بَشِّرُوا؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَاءَيْنِ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا
فَبَيْتُهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَيْتُهُ، قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُومُ. (بخاری، ج: ۱، رقم: ۱۲۰)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو تھیلے علم کے محفوظ کئے۔ ایک علم کو تو میں نے
لوگوں میں پھیلا دیا، اور اگر دوسرے کو پھیلا دوں تو یہ زرخرہ کاٹ دیا جائے گا۔

کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دوسری قسم کا علم ظاہر نہ کر کے تقیہ کیا؟

۳: حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كَهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا
النَّبِيِّنَ وَالْمُرْسَلِينَ لَا تُخْبِرُهُمَا يَا عَلِيُّ مَا دَامَ حَيِّينَ.

(ابن ماجہ، ص: ۱۰، ترمذی، ج: ۲، ص: ۲۰۷)

ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں خواہ وہ اولین سے ہوں یا
آخرین سے سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ اے علی جب تک یہ دونوں زندہ رہیں
انہیں یہ بات نہ بتانا۔

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں

اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تقیہ پر عمل کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس
کی تعلیم دی؟ (معاذ اللہ)

۴: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے خواب کی تعبیر بیان فرمائی پھر اس

کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔

فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَيِّ آتٍ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبَتْ بَعْضًا وَأَخْطَأَتْ بَعْضًا قَالَ فَوَاللَّهِ لَتُحَدِّثَنِي بِالَّذِي
أَخْطَأْتُ قَالَ لَا تُقْسِمُ . (بخاری، ج: ۲، رقم: ۷۰۴۶)

پس یا رسول اللہ! مجھے بتائیے میرا باپ آپ پر قربان کہ میں نے درست کہا یا غلطی کی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض باتیں درست اور بعض باتیں غلط بتائی ہیں۔ عرض گزار ہوئے کہ خدا کی قسم! مجھے وہ باتیں ضرور بتا دیجئے جو میں نے غلط بتائی ہیں۔ فرمایا کہ قسم نہ دو۔

حضرت! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ”جگری دوست اور سراپا اخلاص یار“ کو باوجود اس کے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دی پھر بھی جو غلط بات تھی نہ بتا کر معاذ اللہ تقیہ کا سہارا لیا ہے؟

امام ابن حجر عسقلانی (متوفی: ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

بَلْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ أَطْلَعَهُ، وَلَمْ يَأْمُرْهُ، أَنَّهُ يَطَّلِعُهُمْ وَقَدْ قَالُوا فِي عِلْمِ
السَّاعَةِ نَحْوَ هَذَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

بلکہ احتمال ہے کہ آپ کو روح کی حقیقت پر مطلع فرمایا ہو اور آپ کو لوگوں کو اطلاع دینے کا حکم نہ دیا ہو، اور علم قیامت کے متعلق بھی انھوں نے اسی طرح کہا ہے۔

(فتح الباری، ج: ۹، ص: ۵۴، ارشاد الساری، ج: ۷، ص: ۲۱۳)

علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی: ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

ذَهَبَ بَعْضُهُمْ إِلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُوتِيَ عِلْمَ الْخَمْسِ أَيْضًا
وَعِلْمُ وَقْتِ السَّاعَةِ وَالرُّوحِ وَأَنَّهُ أُمِرَ بِكُتْمِ ذَلِكَ.

بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امور خمسہ کا علم دیا گیا ہے اور وقت وقوع قیامت اور روح کا علم بھی دیا گیا ہے لیکن آپ کو ان کے مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا

ہے۔ (خصائص کبریٰ، ج: ۲، ص: ۱۹۵)

کیا معاذ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تقیہ کی تعلیم دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی معاذ اللہ تقیہ پر کار بند رہے اور امور خمسہ کے علم کو مخفی رکھا؟

ثالث: آپ نے صدر الشریعہ کی عبارت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے جتنے احکام نازل فرمائے انھوں نے وہ سب پہنچا دیے۔ جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نے بھی چھپائے رکھا الخ حضرت آپ ثابت فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال سے قبل اپنی نبوت کے اعلان کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اگر آپ یہ ثابت نہیں کر سکتے اور ہرگز یہ ثابت نہیں کر سکتے تو پھر آپ کا یہ استدلال کہ ہم تقیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور یہ ثابت کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام نبوت کو نہیں پہنچایا، سراسر لغو و بے بنیاد ہے۔

رابعاً: اب ہم وہی جواب ہدیہ قارئین کرتے ہیں جو حضرت شیخ الحدیث نے شیعہ محقق محمد حسین ڈھکو کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ آپ لکھتے ہیں:

چلو تسلیم کر لیتے ہیں کہ تین سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت اور دیگر آیات نازلہ کو مخفی رکھا، لیکن بہر حال اس کے بعد ڈنکے کی چوٹ اعلان کیا اور لشکر و سپاہ حکومت و سلطنت کے حصول کا انتظار نہ کیا تو وہ سنت منسوخ ہو گئی۔

(تحفہ حسینیہ، ص: ۶۵)

ص: ۴۰: اگر اس سے قبل ان حضرات کو اور دیگر غیر متعصب اور عناد و ہٹ دھرمی سے پاک قریش اور اہل کتاب کو آپ کی اس خداداد شان اور مرتبہ و مقام کا علم اور ادراک ہو جاتا تو ان کا کس قدر بھلا ہوتا۔

جواب: اگر اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفیع

کے فوراً بعد مبعوث فرمادیتا تو غیر متعصب اور عناد و ہٹ دھرمی سے پاک افراد کا کس قدر بھلا ہوتا۔

ص ۵۵ تا ۵۲: عالم ارواح اور عالم بشریت کا فرق اور حضرت جبرائیل و عزرائیل علیہما السلام کی قوت میں کمی۔

جواب: اولاً: حضرت جبرائیل و عزرائیل علیہما السلام جب عالم دنیا میں بشری صورت میں جلوہ گر ہوئے تو ان کی طاقت و توانائی و صلاحیتوں میں کمی آئی لیکن کیا ادنیٰ سی عقل کا حامل شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ دونوں جلیل القدر فرشتے جب بشری حالت میں جلوہ گر ہوئے تو اس وقت فرشتے یا رسول نہ رہے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں ایسی بات کا صدور کسی عقل سے پیدل شخص سے ہو جائے تو ہو جائے ارباب علم و دانش اس سے محفوظ ہیں۔ تو پھر ایسا کیوں ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد میں بہ قول مخالفین اگر فرق آجائے تو آپ منصب نبوت سے ہی ہاتھ دھو بیٹھیں۔ معاذ اللہ

ثانیاً: یہ بھی ثابت ہوا کہ ضعف قوی نبوت کے منافی نہیں۔

ص ۵۲: لازم ضروری ہے کہ ہر نبی امت سے روحانی قوت و طاقت اور صلاحیت و استعداد میں زائد اور برتر ہو اور ارفع و اعلیٰ ہو۔

جواب: ہمارا موقف بھی یہی ہے اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو تو نبوت ان کے بچپن میں مل گئی لیکن اسی منصب تک پہنچنے کے لیے ان کے اور ہم سب کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ قول آپ کے چالیس سال تک انتظار کرنا پڑا، نیز کئی ملکوتی آپریشنوں اور جبرائیلی معانقوں کے بعد آپ کو یہ منصب ملا۔ فی اللعجب!

ص ۵۶: یہاں آپ نے یہ نکتہ لطیفہ پیش کیا ہے کہ اگر حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی ملکی

صورت میں صریح نبوت کے ساتھ پہلی مرتبہ نازل ہوتے تو قوائے بشریہ اس کے متحمل نہ ہو سکتے..... نزول وحی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اقدس میں استعداد پیدا ہو جائے۔

جواب: یہاں وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں بھی نبی ہوتے تو قوائے بشریہ حضرت جبرائیل کو اصلی صورت میں دیکھنے اور صریح نبوت کے نزول کے متحمل ہونے چاہیے تھے۔ اس ضمن میں چند گزارشات درج ذیل ہیں:

اولاً: حضرت شیخ الحدیث کی تحقیق کے مطابق چالیس برس کی عمر مبارک میں وحی کی ابتداء سچے خوابوں کے ساتھ کی گئی اور یہ سلسلہ چھ ماہ تک جاری رہا بعد ازاں جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے وہ بھی بشری صورت میں ڈھل کر۔ (ملاحظہ فرمائیں ص: ۵۶)

قارئین محترم! اس ابتدائی چھ ماہ کے عرصہ میں آپ کے نبی ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ فریق مخالف کے نزدیک اس عرصہ کے دوران بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں وحی جلی کے تحمل کی استعداد نہ تھی۔ لہذا یہ ثابت ہوا کہ وحی جلی کے حصول کے قابل نہ ہونا نبوت کے منافی نہیں۔

ثانیاً: بیضاوی کی عبارت جو آپ نے بہ ذات خود ص: ۴۷ پر نقل فرمائی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

لَمَّا فَاقَتْ قُوَّتَهُمْ وَاشْتَعَلَتْ قَرِيحَتَهُمْ بِحَيْثُ يَكَاذُ زَيْتُهَا يُضِيُّ وَلَوْلَمْ تَمَسُّهُ النَّارُ أَرْسَلَ اللَّهُ إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ أَعْلَى رُتْبَةً كَلَّمَهُ بِلَا وَاسِطَةٍ كَمَا كَلَّمَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْمِيقَاتِ وَمُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ.

”جب انبیاء علیہم السلام کی باطنی قوت اور روحانی استعداد و صلاحیت اپنے معراج کمال کو پہنچ جاتی ہے اور ان کی طبیعت اور فطرت میں استعداد روشن اور مستفید ہونے کی

صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ ان کی فطری استعداد کا زیتون آگے لگائے بغیر جل اٹھے اور روشن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف ملائکہ کو مبعوث فرماتا ہے اور ان میں سے جو اعلیٰ درجہ کی استعداد باطنی اور روحانی صلاحیت کے مالک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ براہ راست اور بلا واسطہ کلام فرماتا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میقات میں سر طور اور محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب معراج کو لامکان میں کلام فرمایا۔

اس عبارت سے بھی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ نبوت کے حصول کے باوجود انبیاء میں ملائکہ کے نزول کے تحمل کی استعداد نہ ہونا ان کی نبوت کے منافی نہیں اور جب وہ ایک خاص نکتہ کمال تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر ان پر فرشتے وحی کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔ نیز بعد انبیاء وقت کے گزرنے کے ساتھ اس اعلیٰ درجہ کی استعداد کے مالک ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بلا واسطہ کلام فرماتا ہے بلکہ اپنے دیدار سے مشرف فرماتا ہے جیسا کہ یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔

ثالثاً: حضرت شیخ الحدیث وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے کرنے کے بارے میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں جو امام ابو نعیم نے حضرت علقمہ بن قیس سے نقل کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُوتَى بِهِ الْأَنْبِيَاءَ فِي الْمَنَامِ حَتَّى تَهْدَأَ قُلُوبُهُمْ ثُمَّ يَنْزِلُ الْوَحْيُ بَعْدَ ذَلِكَ.

انبیاء کو ابتداء خوابوں میں علوم ملتے ہیں حتیٰ کہ ان کے دلوں کو سکون و قرار حاصل ہوتا ہے بعد ازاں ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔

(خصائص الكبرى، ج: ۱، ص: ۹۳، فتح الباری، ص: ۵۸)

یہ یاد رہے کہ وحی کی ثقالت کے باعث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر مضطرب ہو جاتا تھا اور عدم سکون واضطراب قلب نبوت کے منافی نہیں جیسا کہ کتب احادیث سیرت اس پر گواہ ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ كَلَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُنَبِّئُ بِهِ فُؤَادَكَ .

اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں انبیاء سابقین کے واقعات بیان کرنے کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ تا کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو ثبات، سکون و مضبوطی ملے اور انبیاء کرام کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے تیس برس کے عرصہ میں مختلف مقامات اوقات میں کیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب منور کو بار بار سکون و ثبات کی دولت سے نوازا۔

رابعاً: حضرت اب تک یہی وضاحت فرماتے رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر پاک سے قبل نبی بالقوہ تھے یعنی آپ میں نبوت کی تمام صلاحیتیں و استعدادیں موجود تھیں لیکن اب فرماتے ہیں کہ ان میں وحی کے تحمل اور براہیل علیہ السلام کو ملکی حالت میں دیکھنے کی استعداد نہ تھی نیز آپ کی تحقیق کے مطابق وحی کا ماننا ہی نبوت ہے تو ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں نبوت کی استعداد نہ تھی۔ لیجئے! حضرت کی اس نادر تحقیق سے سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بالقوۃ نبی بھی نہ رہے۔

(العیاذ باللہ تعالیٰ)

خامساً: یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ فرشتے کے وحی جلی لانے سے پہلے بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے مقام پر فائز تھے اور یہ مفروضہ بالکل غلط و بے بنیاد ہے کہ وحی جلی سے ہی نبوت کا آغاز ہوتا ہے۔

ص ۶۵: حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں: یعنی کرامات کا دار و مدار روح کی اصلی حالت کی بحالی پر ہوتا ہے اور عالم بالا کے ساتھ ان کے تعلق و ربط کے قائم ہونے پر۔

جواب: کتب احادیث و سیرت خوارق کے بیانات سے بھری پڑی ہیں جن کا ظہور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم بچپن و شیر خواری میں ہوا۔ لہذا آپ ہی کی تحقیق سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ سرور انبیاء علیہم السلام کی روح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن میں ہی اصل حالت میں تھی اور عالم بالا کے ساتھ اس کا تعلق اور ربط قائم تھا واللہ الحمد۔ لہذا آپ کی پہلے صفحات پر پیش کی گئی تحقیق کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا معانقہ کرنا اور سچے خواب سے ابتدا کی گئی تاکہ عالم غیب اور روحانیت سے آپ کا ربط و تعلق قائم ہو جائے باطل و منسوخ ٹھہری۔

ص ۶۸: حضرت شیخ الحدیث روح اطہر اور بدن اقدس کے درمیان حجاب کے بارے میں غوث کبیر شیخ عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ کی تحقیق نقل کر کے لکھتے ہیں: ان دونوں عبارتوں میں غور کرنے سے یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی طور پر نبوت چالیس سال کی عمر شریف میں عطا ہوئی۔ الخ

جواب: اولاً: آپ نے غوث کبیر کا پہلا اقتباس جو نقل فرمایا ہے اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: **فَأَسْأَلُهُ اللَّهُ تَعَالَى الْخ** یعنی پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنایا۔ یہ عبارت ہمارے موقف کے خلاف نہیں ہم چالیس سال قبل اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتے ہیں نہ کہ رسول۔

ثانیاً: کیا روح اور جسم کے مابین حجاب نبوت کے منافی ہے؟ اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے تو ثبوت درکار ہے اور اگر نہیں میں ہے تو یہ ہمیں مضرت نہیں اور آپ کو مفید نہیں۔

ثالثاً: دوسرے اقتباس میں آپ نے فرمایا ہے۔ **عِنْدَ الثُّبُوتِ لِعِنَى نُبُوتِ كَقَرِيبٍ**۔ یہاں

عند النبوة سے مراد یا عند اظہار النبوه یا عند اعلان النبوه لیا جائے گا یا پھر نبوت کا وہ زمانہ جب وحی جلی کا آغاز بھی ہو گیا۔

ص ۷۰ تا ۷۳: اگر جسمانی لحاظ سے نبوت کے حصول کی یہ مدت نہیں (یعنی کہ چالیس برس:

عرفان) تو اس شق صدر کو نبوت کے قریب ٹھہرانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: محترم قارئین! ہم پہلے واقعات شق قلب کو بالتفصیل بیان کرتے ہیں اور پھر اس پر

وارد ہونے والے مختلف اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ المستعان

پہلا شق صدر: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ اچانک

جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ کو لٹا کر آپ کا سینہ چیر کر دل نکال لیا۔ پھر دل میں

سے جما ہوا خون نکالا اور کہا:

هَذَا حِطُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ .

یہ شیطان کا حصہ تھا۔ (مسلم، ج: ۱، ص: ۱۹۹)

اب یہاں سوال وارد ہوتا ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابتداءً بچپن سے ہی نبی

ہوتے تو پھر شیطانی حصے کا آپ کے قلب اطہر میں کیا کام یا حسد و کینہ کو قبول کرنے

والے حصے ہوئے خون کے مشابہ چیز کا وہاں کیا کام۔

اس ضمن میں ہماری درج ذیل گزارشات پر غور فرمائیں:

اولاً: قلب اطہر میں خون کے لوٹھڑے کا پایا جانا ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مضر نہ

تھا۔ اس حصے کا قلب انسانی میں موجود ہونے کا حکم افراد کے مراتب کے لحاظ سے

مختلف ہوگا۔ یعنی کہ ایک عام انسان میں اس کے موجود ہونے اور اولیاء و انبیاء کے

قلوب میں اس کے موجود ہونے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جیسے خود شیطان کے

مکر و فریب کا عام انسان پر اثر کچھ اور ہے اور اولیاء اللہ پر اس کا اثر کچھ اور ہے۔ لہذا اس کو تھڑے اور بذات خود شیطان کی کیا مجال کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب سید الانبیاء کی عصمت و تقدیس پر کوئی حرف لا سکتا۔ لہذا اس منجمد خون کا قلب اطہر میں موجود ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منافی نہیں۔

ثانیاً: جب محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلط کیا گیا شیطان مسلمان یا مطہر ہو گیا تو اس خون کے لو تھڑے نے کیا تاثر دیکھانی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

وَلٰكِنْ رَبِّيْ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ حَتّٰى اَسْلَمَ . (مسلم: ۶۹۸۳)

”لیکن اس کے مقابلہ میں میرے رب نے میری مدد کی حتیٰ کہ وہ مسلمان ہو گیا۔“

ثالثاً: اگر حسد و کینہ کے اثر کو قبول کرنے والے حصہ کو جسد اطہر میں ہونا نبوت کے منافی ہے تو یہ آپ کی عصمت کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ یہ متفق علیہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے بھی معصوم تھے لہذا حسد و کینہ وغیرہ کا پایا جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم ہونے کے منافی ہے۔

رابعاً: اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ حصہ خطرے کا باعث نہیں تھا تو پھر اس کو نکالا کیوں گیا۔ تو عرض ہے کہ باوجود اس کے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ اس حصہ کو پیدا ہی نہ فرماتا لیکن اس نے اس کی تخلیق فرمائی اور پھر اس کو غیر معمولی طور پر خارج کر دیا تاکہ قیامت تک آنے والے افراد پر حجت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب شیطان کے ہر قسم کے مکر و فریب سے محفوظ و معصوم ہیں اور جو حصہ شیطانی اثر کو قبول کر سکتا تھا وہ بھی اس قلب منور سے خارج کر دیا گیا ہے۔ اب کسی بھی منکر کے لیے ممکن نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت پر کسی قسم کا اعتراض وارد کرے۔

فافهم فلا يمكن من الممترين۔

دوسرا شق صدر:

دوسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر بعثت کے موقع پر ہوا تھا۔ اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں وحی کے تحمل اور کلام الہی کے سمجھنے کی قوت عطا کی گئی۔

جو ابنا عرض ہے کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے کی گئی لہذا اس وقت آپ کی نبوت متحقق ہو چکی تھی پھر بھی آپ میں بہ قول فریق مخالف وحی کے تحمل اور کلام الہی کے سمجھنے کی استعداد نہ تھی کیوں کہ یہ استعداد پہلی وحی سے قبل پیدا کی گئی۔ لہذا ثابت ہوا کہ وحی جلی کے تحمل کی قوت نہ ہونا نبوت کے منافی نہیں۔

ثانیاً: بیضاوی کی عبارت بھی اس ضمن میں پیش کی جا چکی ہے کہ نبی ہوتے ہیں لیکن وحی جلی کے تحمل کی کما حقہ استعداد نہیں ہوتی یا پھر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کی قوت و استعداد نہیں ہوتی۔

ثالثاً: یہاں ہم ان بزرگوں کی بیان کردہ حکمت جس کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صراحت تو نہیں ملتی، کی تاویل کرتے ہوئے عرض کریں گے کہ ان کی مراد یہ تھی کہ بار رسالت کو برداشت کرنے نیز وحی جلی کے تحمل کی استعداد میں مزید اضافہ کیا۔ اس کی وضاحت تیسرے شق صدر کی حکمت سے مل جائے گی۔

رابعاً: حضرت کی اس توضیح سے پھر یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عمر کے ابتدائی چالیس برسوں کے دوران نبی بالقوہ بھی نہ تھے۔

تیسرا شق صدر:

تیسری بار شق صدر معراج کے موقع پر ہوا۔ چنانچہ حضرت ابوذر غفاری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جن دنوں میں مکہ میں تھا، میرے مکان کی چھت کھولی گئی جبرائیل علیہ السلام اترے اور انھوں نے میرا سینا چاک کیا پھر اسے زم زم کے پانی سے دھویا، پھر ایک سونے کا طشت ایمان اور حکمت سے بھر کر لائے پھر اس میں جو کچھ تھا اسے میرے سینا میں ڈال دیا گیا پھر میرے سینا کو جوڑ دیا گیا۔ الحدیث (مسلم، ج: ۱، ص: ۹۹)

حضور بتائیں! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینا اقدس میں ایمان اور حکمت نہ تھی جو کہ اب ڈالی گئی۔ (معاذ اللہ)

ص ۸۲: ”تشبیہ“ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

جبرائیل علیہ السلام کے معانقہ کو مرشدوں کی توجہ اتحادی کی مانند قرار دینے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی فضیلت کا وہم نہ کیا جائے کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداء وہاں سے ہو رہی ہے جہاں تک ہزاروں لاکھوں سال کی تسبیح و تقدیس سے اور تنزیل وحی وغیرہ والی عبادات کے ذریعے حضرت جبرائیل علیہ السلام پہنچے تھے تو آپ کے درجات و مراتب کی انتہا کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے لہذا صرف اس ابتدائی مرحلہ میں نظر عقل اور نگاہ فکر کو محدود اور محصور نہیں رکھنا چاہئے۔ اگلے مراحل اور معارج و مدارج پر بھی نظر ہونی چاہئے۔

جواب: یہاں بغیر کسی قیل و قال کے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام اور ان کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ برابر تھا بلکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مرشد کی توجہ اتحادی کی مانند معانقہ سے آپ کو ایک واسطہ و وسیلہ کے طور پر مستفید و مستفیض فرما رہے تھے۔ (معاذ اللہ)

ص ۸۳: نبی قوائے ظاہرہ میں بھی امت سے منفرد اور ممتاز مقام کا مالک ہوتا ہے جیسے قوائے باطنیہ میں۔

جواب: حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں لیکن ان کو ایک عرصہ طویل تک اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قوی اور ممتاز ثابت کیا جا رہا ہے جیسا کہ اسی صفحہ پر لکھا ہے۔

ثانیاً: یہ بھی ایک المناک صورت حال ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام عالم ارواح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہوں لیکن عالم اجساد میں آ کر معاذ اللہ معاملہ ہی الٹ ہو گیا کہ وہ محبوب رب ذوالجلال تو نبوت کے مرتبہ سے ہٹا دیئے گئے لیکن جو امتی تھے وہ باوجود اس کے عالم بدستور رسالت کے منصب پر فائز اور اب وہ اپنے ہی نبی کے لیے رسول ٹھہرے۔ جیسا کہ ص: ۸۹ پر لکھا ہے۔

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

ص: ۹۳: علامہ سلیمان جمیل نے بھی دوسری جسمانی نبوت چالیس سال کی عمر میں تسلیم فرمائی اور پہلی روحانی نبوت کو بھی دائم اور باقی اور مستمر تسلیم کیا ہے۔

جواب: نبوت کا دوبارہ نزول پہلی نبوت کے انکار کا باعث نہیں بن سکتا ہے کیونکہ نزول مکرر سے ہرگز یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہ منصب پہلے حاصل نہ تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ نیز عالم ارواح والی نبوت کو دائم اور باقی و مستمر تسلیم کرنے سے الحمد للہ ہمارا موقف ثابت ہو گیا۔

ہو نہ ہو آج کچھ میرا ذکر حضور میں ہوا

ورنہ میری طرف خوشی دیکھ کر مسکرائی کیوں

ص: ۱۰۴: حضرت شیخ الحدیث ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہاں نور حقیقت میں تقابل نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ اس پر جو حجاب بشریت سے اس میں

کلام کیا جا رہا ہے الخ۔

جواب: آئیے درج ذیل نکات کی روشنی میں اس موقف کا جائزہ لیتے ہیں۔

اولاً: اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت میں باپ کا مادہ تولید شامل نہ ہونے اور نوح جبرائیل علیہ السلام کی وجہ سے آدھا بدن ملکی ہو گیا تو کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس محبوب کے نور کو بلا واسطہ خود اپنے نور سے پیدا فرمایا اس میں اتنی طاقت بھی نہ تھی کہ جب اس کا تعلق جسد اطہر کے ساتھ ہوا تو اس نے اسے لطیف تر نہ بنا دیا۔ کیا اس طرح نوح جبرائیل کی قوت اس نور سے زیادہ نہ ہوگی جس اللہ تعالیٰ نے خود بلا واسطہ تخلیق فرمایا۔ (معاذ اللہ)

ثانیاً: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم میں نوح فرمایا نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن کی تخلیق اس قدر نورانی ہوگی یہاں وہ جسد نورانی جس کی تخلیق خود اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ فرمائی اور جو نبوت کے انوار و تجلیات سے سرفراز و سرشار تھا جب وہ جسد اطہر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعلق ہوا تو پھر بھی مؤثر ثابت نہ ہوا۔ فی اللعجب

ثالثاً: (۱) حضرت شیخ مجدد فرماتے ہیں:

اورا صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف است، چون لطیف ترے از وی صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت وارد. (مکتوبات: ج: ۳، ص: ۹۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے اور چونکہ جہاں بھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ کیوں کر ہو سکتا ہے!

(۲) اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت ارشاد فرماتے ہیں:

”وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و

ملائکہ سے ہزار جگہ الطف۔“ (نقی الفنی، ص: ۱۶)

اس کے برعکس آپ اس جسم پاک و منور کو کثیف ثابت کر رہے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

رابعاً:

خاں لکھتے ہیں:

”یہ تو بالیقین معلوم کہ سایہ جسم کثیف کا پڑتا ہے نہ جسم لطیف کا، اب مخالف سے پوچھنا

چاہیے تیرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس لطیف نہ تھا

عیاذ اب اللہ کثیف تھا۔“

لیکن حضرت صاحب مصر ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس بشری کثیف تھا۔

خامساً: حضور! ہمارے رسول شافع یوم النشور کا جسد نازنین سیاہی مائل اور دبیز تہہ والے بادل

کی طرح معاذ اللہ نہیں تھا بلکہ اعلیٰ حضرت کے مطابق ارواح و ملائکہ سے بھی الطف تھا۔

سادساً: حضرت! آپ سورج کے آگے سیاہی مائل اور دبیز تہہ والے بادل کی مثال دیتے

ہیں۔ آپ یہ کیوں نہیں فرماتے کہ ایک نہایت خوبصورت محل میں اگر سورج کو رکھ دیا

جائے تو وہ اس کے ہر کونے کو روشن و منور کر دے گا۔ بلا تمثیل ہمارے محبوب کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر میں جب نبوت کے منصب سے سرفراز روح کو ڈالا گیا تو اس

نے اس جسد پاک کو اپنی تجلیات سے سرشار فرما دیا۔

تمہاری چمک تمہاری دمک تمہاری جھلک تمہاری مہک

زمین و فلک سماک و سمک میں سکھ نشان تمہارے لیے

ص: ۱۰۶: پہلی آیت مبارکہ

جواب: اس آیت میں قرآن پاک کی تلاوت نہ کرنے کا ذکر ہے اور چالیس سال پہلے نبی نہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ نیز تاویلات اہل سنت میں بھی نبوت کے دعویٰ کی بات ہے اور ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ آپ نے چالیس برس کی عمر میں دعویٰ نبوت فرمایا۔ مزید برآں حضرت وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”بلکہ صرف اور صرف اللہ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔“ پس ثابت ہوا کہ اعلان نبوت کا حکم پہلے نہیں ملا تھا اور جب ملا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیل فرمائی۔

نوٹ: دیگر آیات و حدیث اگر منی بالنبوة کا بالتفصیل جواب پچھلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔
ص ۱۳۲: حضرت شیخ الحدیث حدیث نقل کرتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

میں نے (موحد جاہلیت) زید بن عمرو بن نفیل کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانوروں کے کھانے پر تنقید اور اعتراض کرتے سنا تو میں نے (بتوں کی عبادت کے طور پر ذبح کئے جانے والے جانوروں کا) کبھی گوشت نہیں چکھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی نبوت و رسالت کا اعزاز بخشا (متن حدیث میں صرف رسالت کا لفظ ہے: عرفان)

فائدہ: اگر آپ خود نبی تھے تو آپ کو بذات خود الہام و وحی کے ذریعے یہ حکم معلوم ہونا ضروری تھا حضرت زید بن عمرو سے سن کر کیوں یہ حکم معلوم ہوا؟..... جبکہ اس روایت کی رو سے آپ حضرت زید سے استفادہ فرما رہے ہیں حالانکہ وہ نبی نہیں ہیں۔

جواب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

”كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْتَلُونُ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ فَسَدَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَّقَ بَعْدَ“

(بخاری، رقم: ۳۲۹۴، لفظ للمسلم، رقم: ۴۳۰۷، ابوداؤد، رقم: ۳۶۵۶، نسائی: رقم: ۵۱۴۳، ابن ماجہ، رقم: ۳۶۲۲، مسند امام احمد، رقم: ۲۰۹۹) اہل کتاب اپنے بالوں کو لٹکا کر چھوڑ دیتے تھے اور مشرکین اپنے بالوں میں مانگ نکالتے تھے اور جن چیزوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خاص حکم نہ دیا گیا ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے، پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی پر بال لٹکائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگ نکالنا شروع کر دی۔

حضرت! آپ کی تصریح کے مطابق کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب سے استفادہ فرما رہے ہیں؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی مقام نبوت پر فائز نہ تھا (معاذ اللہ) کیونکہ بہ قول آپ کے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود الہام و وحی کے ذریعے یہ حکم معلوم ہوتا۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ص ۱۵۳: نبی کے لیے وحی کا نزول لازم و ضروری ہے۔

اولاً: اگر نبی کے لیے وحی کا نزول لازم و ضروری ہے تو آپ نے ص: ۱۴۳ پر یہ کیوں لکھا ہے کہ: اگر آپ خود نبی تھے تو آپ کو بذات خود الہام و وحی کے ذریعے یہ حکم معلوم ہونا ضروری تھا۔ یہاں آپ نے الہام کی قید کیوں لگائی۔

ثانیاً: نبوت کے ثبوت کے لیے وحی جلی کا ہونا شرط ہے یہ بات آپ قرآن و سنت سے ثابت فرمائیں۔

ثالثاً: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی و القا چالیس سال سے قبل بھی ہوتے تھے۔ ملاحظہ

فرمائیں۔

۱: تفسیر روح المعانی، ج: ۲۵، ص: ۸۳ ۲: الجامع القرآن، ج: ۱۶، ص: ۴۹

۳: تفسیر مظہری، ج: ۸، ص: ۲۷۵ ۴: جواهر البحار، ج: ۳، ص: ۹۵

۵: شرح فقہ اکبر، ص: ۶۰ ۶: مواہب اللدنیہ، ج: ۱، ص: ۲۶۹

لہذا آپ کی تحقیق کی رو سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچپن میں نبی ثابت ہو گئے۔ وللہ الحمد

ص ۱۶۵: حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں: اگر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم وقت پیدائش سے ہی بالفعل نبی اور رسول تھے تو کسی اور نبی یا رسول کی شریعت پر عمل کرنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟

جواب: اگر حضرت کے اس نظریہ کو تسلیم کیا جائے تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی جلی اور آپ کے مسلمہ زمانہ نبوت میں بھی معاذ اللہ نبی ثابت نہیں ہو سکتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

أَنْ اتَّبَعُ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (النحل: ۱۲۳)

کہ دین ابراہیم کی پیروی کرو جو باطل سے الگ تھا۔

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

”كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْتَدْلُونَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ

رُءُوسَهُمْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ

الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ فَسَدَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ

ثُمَّ فَرَّقَ بَعْدَهُ.“

(بخاری، رقم: ۳۲۹۴، لفظ للمسلم، رقم: ۴۳۰۷، ابوداؤد، رقم: ۳۶۵۶،

نسائی: رقم: ۵۱۲۳، ابن ماجہ، رقم: ۳۶۲۲، مسند امام احمد، رقم: ۲۰۹۹) اہل کتاب اپنے بالوں کو لٹکا کر چھوڑ دیتے تھے اور مشرکین اپنے بالوں میں مانگ نکالتے تھے اور جن چیزوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خاص حکم نہ دیا گیا ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے، پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی پر بال لٹکائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگ نکالنا شروع کر دی۔

لہذا اہل کتاب سے موافقت فرمانے سے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ اس وقت بالفعل نبی یا رسول نہ تھے؟

ص ۱۷۳: حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں: اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آغاز ولادت سے ہی نبی ہوتے یا عالم ارواح والی نبوت دائم اور مستمر ہوتی الخ۔

جواب: (۱) حیرت ہے حضرت ص: ۹۳ پر فائدہ کے عنوان سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علامہ سلیمان جمل نے بھی دوسری جسمانی نبوت چالیس سال کی عمر میں تسلیم فرمائی اور پہلی روحانی نبوت کو بھی دائم اور باقی اور مستمر تسلیم کیا اس کے سلب ہو جانے کا شائبہ بھی نہیں ظاہر ہونے دیا اور یہاں فائدہ کے عنوان سے اسی کارڈ فرما رہے ہیں۔

(۲) اسی طرح ص: ۱۲۳ پر فائدہ کے تحت فرماتے ہیں کہ ”اگر آپ خود نبی تھے تو آپ کو بذات خود الہام و وحی کے ذریعے یہ حکم معلوم ہونا ضروری تھا۔“ جبکہ صفحہ: ۱۶۷ پر ابن الجزار سے ثابت کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صغیر سنی سے ہی الہام ہونے لگے تھے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صغیر سنی میں بھی نبی تھے۔

(۳) حضرت کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بالقوہ ثابت کرتے ہیں اور کبھی اس منصب سے بھی معزول سمجھتے ہیں۔

ص ۱۹۷: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن میں نبی ہونے سے استدلال پر حضرت شیخ الحدیث جواباً لکھتے ہیں:

(۱): حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام افضل ہیں..... دلالت النص کا تقاضا وہاں بھی یہی ہوگا کہ ان کو بچپن میں نبی مانا جائے الخ۔

جواب: ہم اس بات کی وضاحت پہلے صفحہ ۲۲ پر کر چکے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محض دلالت النص کی بنیاد پر بچپن میں نبی نہیں مانتے بلکہ ہمارے پاس دیگر دلائل و قرائن موجود ہیں۔

ثانیاً: ایک نبی کو دوسرے نبی پر جزی فضیلت ہو سکتی ہے لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ جزی فضیلت حاصل ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس لحاظ سے بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جزی فضیلت حاصل نہیں جیسا کہ بیان ہو چکا۔

(۲): پھر ارشاد فرماتے ہیں: کیا کتاب آپ کو اس وقت مل چکی تھی اور پنگھوڑے میں آپ کے پاس موجود تھی؟

جواب: محترم قارئین! ہم نے بیسیوں تفاسیر کے حوالے سے بلکہ حدیث کی رو سے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ علیہ السلام کو بچپن میں یا والدہ کے بطن اطہر میں کتاب عطا ہو چکی تھی اور آپ نے اسے محکم فرمایا تھا لیکن ان تمام حقائق کو پس پشت ڈالتے ہوئے حضرت محض اپنی عقلی دلیل پر بھروسہ فرما رہے ہیں۔

ثانیاً: کیا حضرت کے نزدیک لکھی ہوئی صفحات و جلد کی صورت میں موجود شے پر ہی کتاب کا اطلاق ہوتا ہے اس کے غیر پر نہیں۔ قرآن مقدس کا نزول ہو رہا تھا اور اس پر کتاب کا اطلاق قرآن مقدس کی بہ کثرت آیات میں موجود ہے تو کیا اس وقت قرآن مجید

مجلد شکل میں موجود تھا؟

(۴۳): اگر یہ قول آپ کے اوصافی بالصلوٰۃ و الزکوٰۃ وغیرہ سے مراد مستقبل میں ان امور کا کیا جانا ہے تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ وجعلنی نبیا بھی مستقبل کے معنی ہے جبکہ وجعلنی نبیا میں ماضی کے اپنے حال پر ہونے کے ہم نے کئی ایک مفسرین کے اقوال پیش کئے ہیں اور یہ بھی لازمی نہیں کہ ایک ساتھ بیان کئے جانے والے تمام امور کے احکام بھی یکساں ہیں جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں۔

ص ۱۹۷: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رسالت بھی مل چکی تھی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بھی مانیں (مفہوم اعتراض)۔

جواب: ہمارے اور فریق مخالف کے مابین اختلاف مسئلہ ثبوت نبوت کا ہے نہ کہ رسالت کا۔ لہذا ہم نے بچپن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔
ثانیا: آپ کے نزدیک ایک نبی کو دوسرے نبی پر جزی فضیلت ہو سکتی ہے لہذا یہاں آپ رسالت کے حصول کے معاملے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جزی فضیلت تسلیم فرما لیں ہمیں کوئی شکایت یا اعتراض نہ ہوگا۔

ص ۱۹۸: نکتہ نمبر ۹

جواب: ہم محض یہ ثابت کر رہے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بچپن میں نبی تھے تو لامحالہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے مبارک بچپن میں نبوت کے مقام پر فائز تھے۔ یہ امر چاہے دلالت النص سے ثابت ہو یا احادیث نبویہ سے بہر حال ہمارا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

ص ۱۹۸: نکتہ نمبر ۱۰

اس کا جواب بالتفصیل پچھلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

ص ۲۰۰: حضرت فرماتے ہیں: یعنی آپ کے آغاز ولادت سے منصب نبوت پر فائز ہونے والے قول کے فساد کی دلیل اور اس کے قائل اور معتقد و معترف کی جہالت و لاعلمی کی برہان ناطق اور دلیل صادق ہیں:

جواب: قارئین محترم لیجئے غور فرمائیں کہ حضرت کے اس فساد و جہالت والے قول کی زد میں جو عظیم ہستیاں آتی ہیں ان میں چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

۱: امام فخر الدین رازی (المتوفی: ۶۰۶ھ)

۲: علامہ ابوالحیاء محمد بن یوسف اندلسی (المتوفی: ۵۴۳ھ)

۳: علامہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی (المتوفی: ۳۷۵ھ)

۴: امام ابو محمد الحسین بن مسعود (المتوفی: ۵۱۶ھ)

۵: علامہ علی بن محمد حازن (المتوفی: ۷۲۵ھ)

۶: امام بیضاوی (المتوفی: ۷۹۱ھ)

۷: امام اہل سنت امام احمد رضا خان (المتوفی: ۱۳۳۰ھ)

۸: بلکہ شیخ الحدیث صاحب خود کیونکہ آپ نے اپنی کتاب کے ابتدائی صفحات پر بڑے شد و مذ

کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن میں نبی ہونے پر طویل بحث فرمائی۔ اللہ الغنی!

ص ۲۱۳: تمام عینای سے نبوہ بالقوہ ثابت ہوتی ہے بالفعل نہیں۔

جواب: اس حدیث سے نبوت بالقوہ مراد لینا حضرت کی ذاتی رائے اور تفرد ہے جو کہ بلا دلیل اور خود ساختہ ہے۔

ص ۲۱۳: تمام انبیاء کو بچپن سے نبی مانیں۔ (مفہوم عبارت)

جواب: آپ پہلے یہ وصف تمام انبیاء کرام کے لیے ان کے بچپن سے ثابت کر دیں۔

ص ۲۲۳: امت کے ساتھ موازنہ پر اعتراضات۔

جواب: اس حدیث سے وجوہ استدلال ہم کتاب کے پچھلے صفحات پر پیش کر چکے ہیں یہاں پر صرف یہ عرض کریں گے کہ کیا امت کے مؤخر ہونے سے نبوت کی تاخیر بھی ثابت ہو جائے گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو آپ کے بقول چالیس برس کی عمر مبارک میں نبوت سے سرفراز فرما دیا گیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال باکمال کے بعد بھی جاری اور قیام قیامت تک جاری رہے گی۔ تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں کیا فرق پڑتا ہے۔

ثانیاً: مواہب لدنیہ میں امام قسطلانی (المتوفی: ۹۲۳ھ) لکھتے ہیں:

حضرت ابو ذر نے کہا: میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کو کیسے علم ہوا کہ آپ نبی ہیں اور کس دلیل سے علم ہوا کہ آپ نبی ہیں حتیٰ کہ آپ کو یقین ہو گیا؟ (ج: ۱، ص ۳۰۳) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی۔ لہذا اس حدیث سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نبی ہونے پر استدلال کیا ہے اور اپنے نبی ہونے کی دلیل بیان کی ہے آپ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس پر مزید بحث و تمحیص کرے اور یہ ثابت کرے کہ اس حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

ثالثاً: اگر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مستقبل میں ہونے والے امتی دکھائے ہیں یا ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو لا گیا تو اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نبی نہ تھے۔ نیز حضرت کا یہ تجزیہ کے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے امت ثابت نہیں ہو سکتی یہ معاملہ بھی عجیب تر ہے۔ امام احمد رضا خان فرماتے ہیں:

”تمام انبیاء و مرسلین اپنے عہد میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی تھے اور اب بھی

امتی ہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ (قدیم)، ج: ۹، ص: ۱۲)

لیجیے! حضرت آپ کے اور ہمارے متفقہ امام و مجدد کی تحقیق کے مطابق جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کے تھے اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار امتی تھے۔

ص ۲۶۱: علامہ غلام نصیر الدین فرماتے ہیں: اگر مان بھی لیا جائے کہ ساڑھے انتالیس کے بعد سچے خواب شروع ہوئے تو اگر ساڑھے انتالیس سال کے بعد نبوت تسلیم کرنا گستاخی نہیں ہے تو اگر مزید چھ مہینے کا وقفہ تسلیم کر لیا جائے تو پھر یہ گستاخی کیسے ہو جائے گی۔

جواب: استغفر اللہ، یعنی ساڑھے انتالیس سال کی عمر میں سچے خواب کا آغاز اور نبوت کا آغاز تسلیم کرنے کے باوجود چھ ماہ تک آپ کو نبی تسلیم نہ کرنا گستاخی نہیں۔ فی اللعجب!

ص ۲۶۲: پر علامہ غلام نصیر الدین امام احمد رضا خان کے حوالے سے لکھتے ہیں: تمام انبیاء علیہم السلام میں پہلے نبوت کی صلاحیتیں رکھی جاتی ہیں اور ان کے اندر نبوت کی استعداد کامل طور پر موجود ہوتی ہے۔

جواب: اولاً: ایک طرف تو یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ انبیاء میں نبوت کی تمام تر صلاحیتیں و استعدادات کامل طور پر موجود ہوتی ہیں لیکن دوسری طرف یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں وحی کے تحمل کی استعداد نہ تھی بلکہ چالیس سال تک مختلف طرق سے وہ استعدادات پیدا کی گئیں۔

ثانیاً: علامہ صاحب کے والد گرامی کی تحقیق کے مطابق چالیس برس تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں مختلف طرق سے وحی کے تحمل کی استعداد پیدا کی گئی اور قوی بشریہ کو مضبوط کیا گیا۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶۳ برس کے ہوئے تو پھر بار بار وحی کے تحمل و ہمیشہ مرتبہ عالی کی طرف گامزن رہتے ہوئے آپ کے قوی بشریہ کس قدر مضبوط ہو چکے ہوں گے اس کا اندازہ ناممکن ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مرض الموت میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چلا نہیں جاتا تھا دو افراد سہارا دے کر لاتے۔ حیرت ہے کہ جب وہ قوی اتنے مضبوط تھے کہ وحی کی ثقالت کو برداشت کر رہے تھے تو بیماری کی ثقالت کی کیا وقعت اور اگر وہ قوی اتنے کمزور ہو چکے تھے کہ بیماری کی ثقالت کو برداشت نہیں کر سکتے تھے تو وحی کی ثقالت کو کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وحی تو اس وقت بھی نازل ہو رہی تھی۔ الغرض جب قوی بشریہ عالم ضعف میں وحی کی ثقالت کو برداشت کر سکتے تھے تو پھر جب بھرپور جوانی میں قوی بشریہ نہایت مضبوط و توانا ہوتے ہیں اس وقت وہ وحی کے تحمل کے قابل کیوں نہ تھے؟

حرف آخر شیخ الحدیث والنفیر حضرت علامہ اشرف سیالوی کے حضور دست بستہ گزارش:

اولاً: یہ بات اصول حدیث سے ادنیٰ سی واقفیت رکھنے والے شخص پر عیاں ہے کہ رسول اللہ کے فضائل و مناقب کے اثبات کے لیے حدیث ضعیف بھی قابل قبول ہے۔ اگر ہم بہ طور تنزل تسلیم بھی کر لیں کہ اس مسئلہ میں آپ کے مخالفین کے دلائل ضعیف ہیں تو پھر کیا خرج ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک فضیلت عظمیٰ کا اثبات کر رہے ہیں لہذا آپ یہاں بھی قول ضعیف قبول فرمائیں اور اس مسئلہ کو خواہ مخواہ طول نہ دیں کیونکہ دونوں اقسام کے دلائل میں تطبیق ممکن ہے۔

ثانیاً: بہ طور تطبیق پھر عرض ہے کہ چالیس برس کی عمر سے قبل کا عرصہ وہ عرصہ مبارک تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی خفی، القاء وغیرہ کیا جاتا، لیکن چالیس برس کے بعد والی عمر والا عرصہ وہ عرصہ مبارک تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی جلی بھی نازل فرمائی گئی۔

ثالثاً: چالیس برس قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کا حکم نہیں تھا جبکہ چالیس برس کی عمر مبارک پانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کا حکم بھی عطا فرما دیا گیا۔ اور آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کو رسالت کے عظیم منصب پر فائز کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ کئی علماء کرام نے چالیس برس بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قول پیش کیا ہے۔ الغرض جن عرفاء و صوفیاء و مفسرین کے اقوال میں چالیس سال کی عمر مبارک کے وقت نبوت کے حصول کا ثبوت ملتا ہے اس سے مراد نبوت کا وحی جلی و تبلیغ احکام والا دور سمجھا جائے جس سے تحصیل حاصل بھی لازم نہیں آئے گی۔ اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک وصف جلیل کا انکار لازم آئے گا۔

رابعاً: امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں:

علاوہ بریں رب العزت عزوجل اپنے خلیل جلیل سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرماتا ہے:

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمُ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ.

”جب اس سے فرمایا اہل رب نے کہ اسلام لا بولا میں اسلام لایا رب العالمین کے لیے۔“

جب خلیل کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام لانے کا حکم ہونا اور ان کا عرض کرنا کہ میں اسلام لایا معاذ اللہ ان کے ایمان قدیم و اسلام مستمر کا منافی نہ ہو الخ۔

(تنزیہ المکانۃ الحیدریہ، ص: ۳۶)

لہذا اگر کسی محدث یا مفسر نے یہ کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر مبارک کے فلاں حصہ میں نبوت ملی تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدیم و مستمر نبوت کا منافی نہ ہوگا۔ فافہم

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد قائد المرسلین و علی آلہ واصحابہ وازواجه وامتہ اجمعین

کتابیات

- | | |
|---|----------------------|
| | (۱) قرآن مجید |
| امام ابو عبدالله محمد بن اسماعیل بخاری | (۲) صحیح بخاری |
| امام مسلم بن حجاج قشیری | (۳) صحیح مسلم |
| امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی | (۴) جامع ترمذی |
| امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث | (۵) سنن ابی داؤد |
| امام عبدالله بن عبدالرحمن دارمی | (۶) مسند دارمی |
| امام ابو عبدالله محمد بن عبدالله حاکم | (۷) المستدرک |
| علامہ شمس الدین ذہبی | (۸) التلخیص |
| حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی | (۹) دلائل النبوة |
| امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی | (۱۰) معجم کبیر |
| امام احمد بن حنبل | (۱۱) مسند امام احمد |
| امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی | (۱۲) مصنف عبدالرزاق |
| امام ابونعیم | (۱۳) دلائل النبوة |
| امام ابن الاثیر الجزری | (۱۴) جامع الاصول |
| امام ابن ابی عاصم | (۱۵) السنہ |
| حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی | (۱۶) مجمع الزوائد |
| حافظ جلال الدین سیوطی | (۱۷) الجامع الصغیر |
| امام عبدالله بن عدی | (۱۸) الکامل |
| امام ابوبکر احمد بن حسین آجری | (۱۹) الشریعہ |
| امام ابن ابی عاصم | (۲۰) الاحاد والمثنیٰ |

- (۲۱) مشکوٰۃ امام ولی الدین تبریزی
- (۲۲) الدرر المنتثره حافظ جلال الدین سیوطی
- (۲۳) الاحسان به ترتیب صحیح ابن حبان امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی
- (۲۴) تفسیر کبیر امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی
- (۲۵) تفسیر ابن ابی حاتم امام ابن ابی حاتم
- (۲۶) مدارک علامہ ابو البرکات احمد بن محمود نسفی
- (۲۷) البحر المحیط علامہ ابو الحیان محمد بن یوسف
- (۲۸) النهر الماد علامہ ابو الحیان محمد بن یوسف
- (۲۹) الکشاف علامہ محمود بن عمر زمخشری (معتزلی)
- (۳۰) روح البیان علامہ اسماعیل حقی
- (۳۱) الفتوحات الإلهیه شیخ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل
- (۳۲) سمرقندی علامہ ابو الیث نصر بن محمد سمرقندی
- (۳۳) ابن کثیر حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر
- (۳۴) روح المعانی علامہ سید محمود آلوسی
- (۳۵) در منشور حافظ جلال الدین سیوطی
- (۳۶) جلالین حافظ جلال الدین سیوطی
- (۳۷) عنایة القاضي علامہ احمد شهاب الدین خفاجی
- (۳۸) حاشیه شیخ زاده علامہ محی الدین محمد بن مصطفیٰ قوجوی
- (۳۹) حاشیه بیضاوی علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی
- (۴۰) حاشیه قولوی علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد
- (۴۱) غرائب القرآن علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن الحسن
- (۴۲) بغوی امام ابو محمد الحسین بن مسعود
- (۴۳) الکاف الشاف امام ابن حجر عسقلانی
- (۴۴) لباب فی علوم الكتاب علامہ عمر علی بن عادل

- | | |
|---|---------------------------|
| علامہ الخطیب شربینی | (۳۵) السراج المنیر |
| امام عبداللہ بن عمر بیضاوی | (۳۶) بیضاوی |
| علامہ علی بن محمد خازن | (۳۷) خازن |
| علامہ ابو الفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی | (۳۸) زاد المسیر |
| امام ابو منصور محمد بن ماتریدی | (۳۹) تاویلات اہل السنہ |
| امام ابو اسحاق بن محمد ثعلبی | (۵۰) الکشف البیان |
| علامہ ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی | (۵۱) النکت و العیون |
| علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی | (۵۲) الجامع لاحکام القرآن |
| علامہ عبدالرحمن بن محمد بن مخلوف | (۵۳) تفسیر الثعالبی |
| علامہ احمد بن محمد صاوی | (۵۴) الصاوی |
| قاضی ثناء اللہ پانی پتی | (۵۵) مظہری |
| علامہ احمد جیون حنفی | (۵۶) تفسیرات احمدیہ |
| علامہ طنطاوی مصری | (۵۷) الوسیط |
| مفتی احمد یار خان نعیمی | (۵۸) نور العرفان |
| صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی | (۵۹) خزائن العرفان |
| علامہ ابو الحسنات سید احمد قادری | (۶۰) تفسیر حسنات |
| علامہ غلام رسول سعیدی | (۶۱) تبیان القرآن |
| نواب صدیق حسن خان بہوپالی | (۶۲) فتح البیان |
| مولوی شبیر احمد عثمانی (دیوبندی) | (۶۳) تفسیر عثمانی |
| مولوی عبدالماجد دریا آبادی (دیوبندی) | (۶۴) تفسیر ماجدی |
| مولوی محمد شفیع (دیوبندی) | (۶۵) معارف القرآن |
| علامہ غلام جیلانی میرٹھی | (۶۶) بشیر القاری |
| شیخ عبدالحق محدث دہلوی | (۶۷) اشعة اللمعات |
| علامہ علی بن سلطان محمد القاری | (۶۸) شرح فقہ اکبر |

- | | |
|--|-------------------------|
| علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی | (۶۹) شرح المقاصد |
| علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی | (۷۰) شرح المواقف |
| علامہ عبدالعزیز پرهاروی | (۷۱) نبراس |
| امام ابو شکور سالمی | (۷۲) تمہید |
| امام اعظم | (۷۳) الفقه الاکبر |
| علامہ شاہ فضل رسول قادری | (۷۴) المعتقد المنتقد |
| امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری | (۷۵) التاريخ الكبير |
| علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السنخاوی | (۷۶) المقاصد الحسنه |
| علامہ ابن حجر مکی | (۷۷) الفتاویٰ الحدیثیہ |
| امام ابن رجب حنبلی | (۷۸) لطائف المعارف |
| امام احمد قسطلانی | (۷۹) المواهب اللدنیہ |
| علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشافعی | (۸۰) سبل الہدی |
| علامہ علی القاری | (۸۱) المورد الروی |
| قاضی عیاض بن موسیٰ | (۸۲) شفا |
| علامہ احمد شہاب الدین خفاجی | (۸۳) نسیم الریاض |
| علامہ علی بن سلطان محمد القاری | (۸۴) شرح شفا |
| حافظ جلال الدین سیوطی | (۸۵) الخصائص الکبریٰ |
| علامہ عبدالرحمن بن علی جوزی | (۸۶) الوفا |
| علامہ حسین بن محمد دیار بکری | (۸۷) تاریخ الخمیس |
| امام ابن ہشام | (۸۸) السیرۃ النبویہ |
| شیخ عبدالحق محدث دہلوی | (۸۹) مدارج النبوة |
| علامہ محمد عبدالباقی زرقانی | (۹۰) زرقانی علی المواہب |
| حافظ جلال الدین سیوطی | (۹۱) الحاوی للفتاویٰ |
| امام محمد بن سعد | (۹۲) الطبقات الکبریٰ |

- | | |
|--------------------------------------|---|
| امام احمد بن حجر الہیتمی | (۹۳) منح المکیہ |
| علامہ ابو الحسن علی بن محمد الماوردی | (۹۳) اعلام النبوة |
| علامہ عمر بن احمد الخریوطی | (۹۵) عقیدة الشہدہ |
| علامہ احمد جونپوری | (۹۶) نور الانوار |
| شیخ ابو عبد اللہ محمد بن قاسم الرصاع | (۹۷) تذکرۃ المحبین |
| علامہ عبد الوہاب شعرانی | (۹۸) الیواقیت و الجواهر |
| شیخ ابو حسن احمد بن عبد اللہ البکری | (۹۹) الانوار و مصباح السرور و الافکار |
| امام محمد جعفر بن ادیس الکتانی | (۱۰۰) جلاء القلوب |
| علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی | (۱۰۱) تاج العروس |
| علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی | (۱۰۲) المفردات |
| امام احمد رضا خان قادری | (۱۰۳) کنز الایمان |
| امام احمد رضا خان قادری | (۱۰۳) فتاویٰ رضویہ |
| امام احمد رضا خان قادری | (۱۰۵) المعتمد المستند |
| امام احمد رضا خان قادری | (۱۰۶) تجلی الیقین |
| امام احمد رضا خان قادری | (۱۰۷) الجراز الدیانی |
| امام احمد رضا خان قادری | (۱۰۸) نفی الفنی |
| امام احمد رضا خان قادری | (۱۰۹) الامن و العلی |
| امام احمد رضا خان قادری | (۱۱۰) حدائق بنحشش |
| علامہ امجد علی اعظمی | (۱۱۱) بہار شریعت |
| علامہ سید احمد سعید کاظمی | (۱۱۲) مقالات کاظمی |
| علامہ سید احمد سعید کاظمی | (۱۱۳) مقصود کائنات |
| علامہ غلام نصیر الدین سیالوی | (۱۱۴) عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ |
| علامہ اشرف سیالوی | (۱۱۵) کوثر الحیرات |
| علامہ اشرف سیالوی | (۱۱۶) تنویر الابصار |

- (۱۱۷) رد شہاب ثاقب
- (۱۱۸) فتاویٰ فیض رسول
- (۱۱۹) طیب الوردہ
- (۱۲۰) دین مصطفیٰ
- (۱۲۱) اثبات علم غیب
- (۱۲۲) پڑھا لکھا امی
- (۱۲۳) علم القرآن
- (۱۲۴) شرح سلام رضا
- (۱۲۵) سیرت حلیہ
- (۱۲۶) تذکرۃ الانبیاء
- (۱۲۷) رسالہ نور
- (۱۲۸) عمدۃ البیان
- (۱۲۹) ماہنامہ "السعید"
- (۱۳۰) کتب علمائے دیوبند
- (۱۳۱) نشر الطیب
- (۱۳۲) فیض الباری
- (۱۳۳) العرف الثذی
- (۱۳۴) تحذیر الناس
- (۱۳۵) کتب علمائے غیر مقلدین
- (۱۳۶) شان مصطفیٰ
- (۱۳۷) سلسلۃ الاحادیث صحیحہ
- مفتی محمد اجمل سنبھلی
- علامہ جلال الدین احمد امجدی
- علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری
- علامہ سید محمود احمد رضوی
- مفتی غلام فرید رضوی
- علامہ فیض احمد اویسی
- مولانا منظور احمد شاہ صاحب
- مفتی محمد خاں قادری
- علامہ علی بن برہان الدین حلی
- مولانا عبدالرزاق بہتر الوی
- مفتی احمد یار خان نعیمی
- ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری
- مفتی عبدالمجید سعیدی
- مولوی اشرف علی تھانوی
- مولوی انور شاہ کشمیری
- مولوی انور شاہ کشمیری
- مولوی قاسم نانوتوی
- مولوی اشرف سلیم
- مولوی ناصر الدین البانی



قریب کتاب
شالہ
۳۸۔ اردو بازار لاہور